عمران سیریز
بلیک بزنس
مظہر کلیم ایم اے
Pakistanipoint
Waqar
Azeem

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول 'بلیک بزنس' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ منفرد اور انتہائی حساس موضوع پر لکھا گیا یہ ناول اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً محظوظ ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر پورا اترے گا لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

کیپٹن امجد، خان پور سے لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے ناول اس لئے پسند ہیں کہ آپ کے ناول پڑھ کر انسان میں اعتماد، حوصلہ اور ملک و قوم کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اللہ کرے آپ ہمیشہ اپنا یہ قلمی جہاد جاری رکھیں۔ البتہ آپ سے ایک سوال ہے کہ آپ کے ناولوں میں سیاہ رنگ کا استعمال زیادہ ہے جیسے سیاہ کار، سیاہ لباس، سیاہ شرٹس وغیرہ۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم کیپٹن امجد صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ محترم میری ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ نوجوان نسل کو میری تحریروں سے ملک و قوم کی بہتری اور تعمیر کے سلسلے میں جدوجہد اور حوصلہ مندی کا سبق ملے اور میں اللہ تعالیٰ کا مشکور ہوں کہ اس نے

میری ان حقیر کوششوں کو قبولیت عام کی سند عطا کی ہے۔ جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ میری تحریروں میں سیاہ رنگ کا استعمال زیادہ ہے تو محترم آپ اگر اردگرد کے رنگوں سے بھری اس دنیا پر بغور نظر ڈالیں تو آپ کو خود ہی محسوس ہو گا کہ رنگوں سے بھری اس دنیا میں بعض رنگ بہت زیادہ استعمال کئے گئے ہیں اور بعض کم۔ ہر رنگ میں سیاہ رنگ لازمی جزو ہوتا ہے۔ امید ہے اس جائزے کے بعد آپ کو خود ہی آپ کے سوال کا جواب مل جائے گا اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محمد عظیم کراچی سے لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ لیکن اب موجودہ مہنگائی کے دور میں آپ کے ناولوں کی قیمت بھی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لائبریریاں بھی ختم ہو رہی ہیں اور جو ہیں وہاں اتنا کرایہ وصول کیا جاتا ہے جو ہمارے لئے ہی نہیں یقیناً ہر قاری کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے ناولوں کی قیمت کم کریں تاکہ ہم لائبریریوں کی بجائے خرید کر ناول پڑھ سکیں یا پھر اپنے ناولوں میں مختلف کمپنیوں کے اشتہارات شائع کرنا شروع کر دیں تاکہ ناولوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہو سکے۔ امید ہے میری اس تجویز پر آپ غور ضرور کریں گے۔

محترم محمد عظیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے یہ واقعی انتہائی گمبھیر ہے اور روز بروز گمبھیر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہر شعبے میں مہنگائی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور یہ اس قدر تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ہر شخص یقیناً پریشان ہے۔ ناولوں کی قیمت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے اور میں پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ ہماری کوشش ہے کہ کم ضخامت کے ناول شائع کئے جائیں تاکہ وہ قارئین کی قوت خرید کے دائرے میں ہوں جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے کہ ناولوں میں اشتہارات کو جگہ دی جائے تو محترم اگر ایسا سلسلہ شروع کیا گیا تو آپ نے ہی اعتراض کرنا ہے کہ ناولوں میں کہانی کم اور اشتہارات کی بھرمار ہے۔ بہتر ہے اس سے پرہیز ہی کیا جائے تو بہتر ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عاصم باجوہ۔ لاڑکانہ سے لکھتے ہیں آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کے ناول جس طرح ہمارے اندر کردار سازی، بلند حوصلہ اور ہر حال میں جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں وہ واقعی ایک عظیم مشن ہے جسے آپ پورا کر رہے ہیں۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آپ اس دور میں بھی پاکیزہ تحریریں پیش کر رہے ہیں جسے گھر کا ہر فرد پڑھ کر فخر محسوس کرتا ہے۔ آپ کوئی ایسا ناول لکھیں جو ہزار دو ہزار صفحات پر محیط ہو اور جس میں تینوں عظیم کردار، عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود ایک ساتھ نظر آئیں اور یہ سب ایک دوسرے کے

مخالف کام کریں۔ امید ہے میری اس خواہش کو آپ ضرور پورا
کریں گے۔

محترم عاصم باجوہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کو دیوانگی کی حد
تک پسند کرنے کے لئے میں آپ کا دلی مشکور ہوں۔ آپ جیسے
قاری ہی ہم مصنفین کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ آپ نے جس
خواہش کا اظہار کیا ہے اس کے لئے طویل وقت اور طویل محنت
درکار ہے۔ اگر میں آپ کے کہنے پر ہزار دو ہزار صفحات پر مشتمل
ناول لکھنے بیٹھ گیا تو پھر آپ ہر ماہ تسلسل کے ساتھ میرے جو ناول
پڑھ رہے ہیں ان سے یکسر محروم ہو جائیں گے۔ بہرحال میں
کوشش کروں گا کہ آپ کی خواہش پر عمل کر سکوں اور ایسا ناول تحریر
کروں جس میں یہ تینوں عظیم کرداروں کو ایک ساتھ ہوں۔ اب وہ
ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں یا ایک ساتھ، یہ تو وقت ہی
بتائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل القاسم کی پارکنگ میں روکی تو پارکنگ
بوائے تیزی سے دوڑتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"سلام صاحب"...... پارکنگ بوائے نے عمران کو کار سے نکلتے
دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف سلام نہیں السلام علیکم کہا کرو اور اگر ہو سکے تو پورا سلام
کرو یا سلام کرنے والے کو پورے سلام کا جواب دیا کرو۔ السلام
علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ اور اگر کسی کو جواب دینا ہو تو پھر اسے اسی
طرح پورا جواب دو۔ وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ سمجھے"۔ عمران
نے بڑے ناصحانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب۔ آئندہ ایسا ہی کروں گا"...... پارکنگ
بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئندہ کیوں۔ ابھی کیوں نہیں۔ چلو مجھے پورا سلام کرو تاکہ
میں اس کا پورا جواب دے کر تمہیں بھی ثواب دلا سکوں اور خود بھی

ثواب دارین حاصل کر سکوں'' ...... عمران نے کہا تو پارکنگ بوائے بے اختیار ہنس پڑا۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ صاحب'' ...... پارکنگ بوائے نے پورا سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاۃ ۔ جیتے رہو۔ آباد رہو اور وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ دودھوں نہاؤ اور پوتوں پھلو'' ...... عمران نے بوڑھی عورتوں کی طرح اسے باقاعدہ دعائیں دیتے ہوئے کہا تو پارکنگ بوائے بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کا نام عمران ہے نا صاحب'' ...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''نہیں۔ میرا نام عمران تو نہیں ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس آدمی نے تو کہا تھا کہ آپ علی عمران صاحب ہیں۔ شاید اسے پہچاننے میں غلطی ہوئی ہے'' ...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''کس آدمی نے کہا تھا'' ...... عمران نے کہا۔

''ایک آدمی صبح سے پارکنگ میں میرے ساتھ بیٹھا ہے صاحب۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ روزانہ یہاں لنچ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے اس لئے صبح سے بیٹھا آپ کا انتظار کر رہا ہے'' ...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''کون ہے وہ۔ نام کیا بتایا ہے اس نے'' ...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''اس کا نام احمد علی ہے صاحب'' ...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''احمد علی۔ کون ہے وہ اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا صاحب۔ اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اس کا آپ سے ملنا بے حد ضروری ہے اس لئے میں اسے یہاں رک کر آپ کا انتظار کرنے دوں تو میں نے اسے اجازت دے دی اور وہ صبح سے نہایت بے چینی سے علی عمران صاحب کا انتظار کر رہا ہے۔ اس نے آپ کی کار آتے دیکھی تو اس نے کہا کہ آپ علی عمران صاحب ہیں۔ میں آپ کو اس کے بارے میں بتا دوں لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ علی عمران صاحب نہیں ہیں''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں علی عمران نہیں ہوں'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی تو میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ عمران صاحب ہیں اور آپ نے کہا کہ نہیں آپ عمران صاحب نہیں ہیں''۔ پارکنگ بوائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''غلام قادر جناب'' ...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''اگر میں تمہیں صرف غلام کہوں یا تمہیں قادر کے نام سے پکاروں تو تم حیران نہیں ہو گے کہ جب مجھے تمہارا پورا نام معلوم

ہے تو میں تمہیں آدھے نام سے کیوں پکار رہا ہوں تو تم بھی یہی کہو گے کہ میں غلام نہیں ہوں یا قادر نہیں ہوں بلکہ غلام قادر ہوں۔ ایسا ہی کہو گے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں صاحب''...... غلام قادر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اس آدمی نے تم سے کہا کہ میں علی عمران ہوں جبکہ تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میرا نام عمران ہے۔ اب عمران میرا ادھورا نام ہے۔ پورا نام علی عمران ہے بلکہ اگر میں اپنے نام کے ساتھ ڈگریاں جوڑ دوں تو شاید تم مجھے دوسری دنیا کی مخلوق سمجھنا شروع کر دو گے اس لئے میں صرف علی عمران کے نام پر ہی اکتفا کر رہا ہوں''۔ عمران کی زبان چل پڑی تو غلام قادر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تو آپ علی عمران صاحب ہیں''...... غلام قادر نے کچھ سمجھنے اور کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

''صاحب کا تم خواہ مخواہ اضافہ کر رہے ہو میں صرف علی عمران ہوں اور میرے خیال میں بغیر ڈگریوں کے تمہارے لئے اتنا نام کافی ہے ورنہ مجھے خواہ مخواہ تمہیں ہر ڈگری کے بارے میں تفصیل بتانی پڑے گی کہ کون سی ڈگری کیا ہے اور میں نے ڈگریاں کب، کہاں سے اور کس مقصد کے لئے حاصل کی ہیں۔ اب جبکہ مجھے آج تک خود اپنی ڈگریوں کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا ہے کہ ان ڈگریوں کا مطلب کیا ہے اور میں ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتا

ہوں تو بھلا میں تمہیں کیا جواب دوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ غلام قادر ان پڑھ تھا۔ ظاہر ہے عمران کی باتیں اس کے سر کے اوپر سے ہی گزرنی تھیں سو گزر رہی تھیں اور وہ ہونقوں کی طرح عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اب اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بتاؤ کہاں ہے وہ آدمی احمد علی جو مجھ سے ملنا چاہتا ہے''...... عمران نے اسے ہونق بنا دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ باہر ہے۔ میں اسے بلا لاتا ہوں''...... غلام قادر نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ انیس بیس سال کا نوجوان تھا جس نے پتلون اور شرٹ پہن رکھی تھی۔

''کیا آپ کا نام علی عمران صاحب ہے''...... اس نوجوان نے قریب آ کر ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے چونکہ میرا پورا نام لیا ہے اس لئے میں مان لیتا ہوں کہ میں ہی علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا''...... اس بار نوجوان نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

''وقت سے اگر تمہاری مراد گھڑی سے ہے تو آئی ایم سوری۔ یہ گھڑی مجھے میری ہونے والی چچی نے تحفے میں دی تھی۔ اگر چچا کو

علم ہو گیا کہ میں نے چچی کی تحفے میں دی ہوئی گھڑی کسی اور کو دے دی ہے تو وہ میری کھال اتار دیں گے اور میرے چچا چنگیز خان اور ہلاکو خان سے کم نہیں ہیں۔ وقت۔ میرا مطلب ہے گھڑی کے علاوہ تم جو مانگو گے میں دے دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ارے ارے۔ میں آپ کی گھڑی نہیں مانگ رہا۔ آپ کا تھوڑا سا قیمتی وقت مانگ رہا ہوں''...... نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''قیمتی وقت نہیں گھڑی ہی ہوتی ہے پیارے بھائی''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ مہربانی کریں۔ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ بے حد ضروری''...... نوجوان نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے اور انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کتنا وقت چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''بس تھوڑا سا۔ صرف دس منٹ''...... نوجوان نے کہا۔

''دس منٹ میں اگر میں چاہوں تو سوپر فیاض جیسے فراخ دل انسان سے دس لاکھ کما سکتا ہوں۔ تم بتاؤ مجھ سے دس منٹ لے کر تم مجھے کیا دو گے''...... عمران نے کہا تو نوجوان کے چہرے پر یکلخت مایوسی سی پھیل گئی۔ اس کی آنکھوں میں جو ہلکی سی چمک تھی وہ معدوم ہو گئی تھی۔

''میرے پاس تو آپ کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے صاحب۔

مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے آپ سے ملنے یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔ سوری۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ میں نے خواہ مخواہ آپ کا وقت ضائع کیا۔ مجھے معاف کر دیں''...... احمد علی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تو وقت ضائع ہو گیا ہے۔ اس وقت کا تو تمہیں ہرجانہ دینا ہی پڑے گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو احمد علی کے ساتھ غلام قادر بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''مم مم۔ میں کیا کروں''...... احمد علی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم نے میرے تین منٹ ضائع کئے ہیں۔ ان تین منٹوں کا تو تمہیں ہرجانہ ادا کرنا ہی پڑے گا کیوں غلام قادر''...... عمران نے کہا تو احمد علی کے چہرے پر بے چارگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ غلام قادر بھی عمران کی بات سن کر پریشان ہو گیا تھا۔

''جانے دیں صاحب۔ اسے آپ کے پاس لانے کی غلطی میری ہے۔ یہ غریب آدمی ہے''...... غلام قادر نے کہا۔

''اگر یہ تمہاری غلطی ہے تو اس کی جگہ ہرجانہ تم دے دو''۔ عمران نے کہا۔

''ہرجانہ۔ کتنا ہرجانہ''...... غلام قادر نے بوکھلا کر کہا۔

''تین منٹ کا تین لاکھ''...... عمران نے کہا تو غلام قادر کا رنگ زرد ہو گیا۔

''تت تت۔ تین لاکھ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں صاحب''۔

غلام قادر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی جو تم اور احمد علی سن رہے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور سختی دیکھ کر ان دونوں کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

''میں تو دیہاڑی کا ملازم ہوں صاحب۔ ٹھیکیدار مجھے سارا دن کام کرنے کے دو سو روپے دیتا ہے۔ پورا مہینہ بھی جمع کروں تو یہ محض چھ ہزار روپے بنتے ہیں جس سے ہمارے گھر کا گزر بسر بھی مشکل سے ہوتا ہے اور آپ مجھ جیسے غریب سے تین منٹ کا تین لاکھ مانگ رہے ہیں۔ یہ تو سراسر زیادتی ہے''...... غلام قادر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اگر تم جرمانہ نہیں دینا چاہتے تو تم جاؤ اور جا کر اپنا کام کرو اور اسے میرے پاس چھوڑ دو۔ اب چار منٹ ہو گئے ہیں اس لئے اسے اسی حساب سے مجھے ہرجانہ تو دینا ہی پڑے گا تب ہی اس کی جان چھوٹے گی''...... عمران نے کہا تو احمد علی کا جسم کانپنا شروع ہو گیا۔ عمران کی بات سن کر غلام قادر فوراً پلٹ کر بھاگ گیا۔

''مجھے بھی جانے دیں صاحب۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ چھوٹی سی غلطی کی اتنی بڑی سزا تو نہ دیں''...... احمد علی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''غلطی چھوٹی ہو یا بڑی غلطی ہی کہلاتی ہے اور ہر غلطی کی سزا ہوتی ہے۔ اب چونکہ پانچ منٹ ہو چکے ہیں یا تو تم مجھے ان پانچ

منٹوں کا ہرجانہ ادا کرو یا پھر......'' عمران نے اسی انداز میں کہا تو احمد علی کے سچ مچ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

''یا پھر۔ یا پھر کیا صاحب''...... احمد علی نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہرجانہ وصول کرو''...... عمران نے کہا۔

''ہرجانہ وصول کرو۔ میں کچھ سمجھا نہیں صاحب''...... احمد علی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے میرا جتنا وقت ضائع کیا ہے یا تو اس کی ادائیگی کرو وہ بھی فی منٹ ایک لاکھ کے حساب سے یا پھر میرے ساتھ ہوٹل میں چل کر کھانا کھاؤ اور پھر اپنی دکھ بھری یا پھر سکھ بھری جو بھی داستان ہو سناؤ''...... عمران نے کہا تو احمد علی چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تو اتنی دیر سے آپ مجھ سے مذاق کر رہے تھے''...... احمد علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں سنجیدہ ہوں''...... عمران نے کہا تو احمد علی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے میں آپ کو جرمانہ تو ادا کر نہیں سکتا اس لئے جرمانہ وصول کرنے والا ہی کام کر لیتا ہوں''...... احمد علی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے احمد علی کا ہاتھ پکڑا اور ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آ گیا۔ فوراً ہی ویٹر آ

دھماکہ۔

''جی صاحب''...... ویٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں تو علی عمران ہوں بھائی۔ صاحب یہ ہیں۔ انہیں کہو جی صاحب''...... عمران نے کہا تو احمد علی بے اختیار ہنس پڑا جبکہ ویٹر ہونقوں کی طرح ان کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے عمران کی بات سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

''کیا لاؤں آپ کے لئے''...... ویٹر نے کہا۔

''بتاؤ احمد علی۔ آج تم جو منگواؤ گے میں بھی تمہارے ساتھ وہی کھاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اور بل کون دے گا''...... احمد علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آرڈر تم دو گے تو ظاہر ہے بل بھی تمہیں ہی پے کرنا ہو گا البتہ پیمنٹ کرنے کے لئے رقم میں دوں گا''...... عمران نے کہا تو احمد علی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے ویٹر سے مینو کارڈ لیا اور نارمل سا آرڈر دے دیا۔ عمران نے اس کے آرڈر پر کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔ احمد علی ایک متوسط فیملی کا فرد معلوم ہو رہا تھا اس لئے ظاہر ہے اس کا آرڈر بھی اس کی حیثیت کے مطابق ہی ہونا تھا۔ بھاری بھرکم اور مقوی غذائیں بھلا اسے آسانی سے کہاں ہضم ہو سکتی تھیں۔ ویٹر آرڈر نوٹ کر کے چلا گیا۔

''ہاں اب بتاؤ کیوں ملنا چاہتے تھے تم مجھ سے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جیسا کہ آپ کو میں نے بتایا ہے کہ میرا نام احمد علی ہے اور میں میٹرک پاس ہوں۔ مجھے ہیڈ ویٹر کا دو سالہ تجربہ ہے۔ میری ملازمت چھوٹ چکی ہے۔ اس ہوٹل میں ایک ویٹر ہے جو ہمارے محلے میں ہی رہتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس ہوٹل میں ہیڈ ویٹر کی پوسٹ خالی ہے اگر میں منیجر صاحب سے آ کر بات کروں تو مجھے دو سالہ تجربہ کی بنیاد پر نوکری مل سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور یہاں آ کر منیجر صاحب سے بات کی لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ مجھے نوکری کی اشد ضرورت ہے۔ میرے والد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ میری والدہ بیمار ہیں۔ مجھ سے چھوٹے تین بھائی ہیں اور چار بہنیں ہیں جو اسکول میں پڑھتی ہیں۔ نوکری نہ ہونے کی وجہ سے فاقوں کی نوبت آ گئی ہے۔ گھر کی پونجی والدہ کے بیماری پر لگ گئی ہے۔ گھر بھی گروی پر دیا جا چکا ہے۔ اگر مجھے یہاں ملازمت مل جاتی تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں لیکن......'' احمد علی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم کہاں ملازمت کرتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہوٹل ولنگٹن میں''...... احمد علی نے کہا۔

''تو وہاں سے تم نے نوکری کیوں چھوڑ دی''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے نوکری نہیں چھوڑی صاحب۔ مجھے وہاں سے نکال دیا گیا تھا''...... احمد علی نے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے ان کا آرڈر سرو کر

دیا۔

"اب پہلے طعام ہو جائے پھر کلام کریں گے"...... عمران نے کہا تو احمد علی جس نے مزید بتانے کے لئے منہ کھولا ہی تھا عمران کی بات سن کر اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ ان دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد عمران نے کافی منگوائی اور پھر وہ دونوں کافی پینا شروع ہو گئے۔

"ولنگٹن ہوٹل سے تمہیں نوکری سے کیوں نکالا گیا تھا۔ اس کی کوئی وجہ تو ہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میری جگہ وہاں ہوٹل کے مالک کے ایک دوست کے بھائی کو ہیڈ ویٹر بنا دیا گیا تھا۔ مجھے وہاں سے نکالنے کے لئے انہیں کوئی بہانہ نہ ملا تو میری بیماری پر لی گئی چھٹی کو ہی بہانہ بنا لیا۔ میں نے باقاعدہ بیماری کی وجہ سے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کے ساتھ تین دن کی چھٹی لی تھی لیکن جب میں واپس ڈیوٹی پر آیا تو مجھے یہ کہہ کر نوکری سے نکال دیا گیا کہ میں نے بغیر کچھ بتائے تین دن چھٹی کی ہے۔ میرے لاکھ یقین دلانے کے باوجود ایڈمن آفیسر نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ میں نے باقاعدہ اس کے آفس میں بیماری کی تحریری درخواست جمع کرائی تھی"...... احمد علی نے کہا۔

"اور یہاں تمہیں نہ رکھنے کی کیا وجہ بتائی جا رہی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہاں بھی وہی معاملہ ہے۔ منیجر صاحب کا کہنا ہے کہ وہ مجبور

ہیں۔ ہوٹل کے مالک کا فون آیا تھا وہ اپنا آدمی بھجوا رہے ہیں"...... احمد علی نے جواب دیا۔

"تو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"اگر آپ منیجر صاحب سے سفارش کر دیں تو مجھے یہ نوکری مل سکتی ہے۔ اس ہوٹل میں ویٹر جو میرا دوست ہے اسی نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ منیجر صاحب آپ کے بے حد اچھے دوست ہیں اور وہ آپ کی ہر بات مانتے ہیں۔ اسی دوست نے مجھے آپ کی کار اور آپ کے حلیئے کے بارے میں بتایا تھا اسی لئے میں صبح سے یہاں آ کر آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا"...... احمد علی نے کہا۔

"منیجر میرا دوست تو ہے لیکن تم بتا رہے ہو کہ اس نے کہا ہے کہ ہوٹل کا مالک یہاں اپنا آدمی بھجوا رہا ہے۔ منیجر تو اس معاملے میں واقعی مجبور ہے۔ ہوٹل کے مالک کے حکم کے سامنے وہ بھلا میری سفارش کیسے مان سکتا ہے۔ اس معاملے میں تو وہ واقعی بے بس ہو گا"...... عمران نے کہا تو احمد علی کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے جناب۔ آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔ مجھے تو سرمد نے بتایا تھا کہ آپ چاہیں تو مجھے نوکری مل سکتی ہے لیکن اب آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ منیجر صاحب مجبور ہیں اور وہ آپ کی سفارش نہیں مانیں گے تو میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں

معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے بلا وجہ آپ کا وقت ضائع کیا۔ آئی ایم سوری۔ رئیلی سوری''...... احمد علی نے دھیمے مگر انتہائی مایوس لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ اپنی کافی تو ختم کرو''۔ عمران نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

''نہیں صاحب۔ اب دل نہیں کر رہا ہے''...... احمد علی نے کہا۔

''اور کھانے اور کافی کا بل کون دے گا''...... عمران نے کہا تو احمد علی ایک بار پھر چونک پڑا اور اس کی جانب ترحمانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''اب آپ میری غربت کا مذاق اُڑا رہے ہیں شاید''...... احمد علی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم سے زیادہ میں غریب ہوں بھائی۔ اگر کوئی امیر ہے تو وہ میرا باورچی جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... احمد علی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بیٹھو گے تو سمجھاؤں گا''...... عمران نے کہا تو احمد علی چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ عمران نے اشارہ کر کے ایک ویٹر کو اپنی طرف بلایا۔

''منیجر صاحب کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اپنے آفس میں موجود ہیں جناب''...... ویٹر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں کوشش کروں گا کہ تمہارا مسئلہ کسی طرح سے حل ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بہت مہربانی ہو گی جناب''...... احمد علی نے کہا۔

''ولنگٹن ہوٹل سے کب تمہاری نوکری ختم ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''دو ہفتے ہو گئے ہیں جناب''...... احمد علی نے کہا۔

''تو کیا اس ہوٹل کے علاوہ تم نے کہیں اور ٹرائی نہیں کی''۔ عمران نے کہا۔

''کئی جگہ کوششیں کر چکا ہوں جناب لیکن ہر جگہ میری پڑھائی آڑے آ جاتی ہے۔ میٹرک کی تعلیم کو کوئی تعلیم سمجھتا ہی نہیں ہے کہتے ہیں کہ اب تو ہوٹل میں کام کرنے والے بیرے بھی گریجویٹ ہوتے ہیں''...... احمد علی نے جواب دیا۔

''بات تو ان کی درست ہے۔ اب چھوٹے سے چھوٹے شعبے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ داخل ہو چکا ہے۔ بے روزگاری ہونے کی وجہ سے اب اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد بھی چھوٹے موٹے کام کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے ہیں اور میٹرک تو واقعی اب واجبی سی تعلیم ہو کر رہ گئی ہے جس کی اس دور میں کوئی ویلیو نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی صاحب''...... احمد علی نے کہا۔

''تو تم آگے کیوں نہیں پڑھتے''...... عمران نے کہا۔

''کیسے پڑھوں صاحب۔ بہنوں اور بھائیوں کو پڑھانا، گھر اور والدہ کی بیماری کے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے تو پھر میں اپنی پڑھائی کا خرچہ کہاں سے لاؤں گا''...... احمد علی نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

''یہ فائیو سٹار ہوٹل ہے یہاں کا ہیڈ بیرا معمولی تنخواہ تو نہ لیتا ہو گا۔ میرے خیال میں اگر تمہیں یہاں نوکری مل جاتی ہے تو تیس چالیس ہزار تو تم آسانی سے کما ہی لو گے۔ پھر تمہارے کافی حد تک دلدر دور ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی صاحب۔ اگر اتنی تنخواہ مل جائے تو پھر میں اپنی پڑھائی بھی جاری رکھ سکتا ہوں۔ دن یا رات کی کلاسز اٹنڈ کر کے میں مزید پڑھ سکتا ہوں''...... احمد علی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو احمد علی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران ایک طرف بڑھ گیا تو احمد علی اس کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک راہداری سے گزرتے ہوئے منیجر کے کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ گئے منیجر کے دروازے کے باہر ایک دربان کھڑا تھا۔ وہ عمران کو پہچانتا تھا۔ عمران کو دیکھ کر اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور اس کے لئے بڑے احترام سے دروازہ کھول دیا۔

عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور منیجر کے آفس میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے احمد علی بھی ڈرتا ڈرتا اندر آ گیا۔ دفتر کا کمرہ خاصا وسیع تھا اور قیمتی اور انتہائی شاندار فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ بڑی سی دفتری میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ایک ادھیڑ عمر آدمی اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھکا ہوا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں عمران پر پڑیں وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ارے ارے۔ عمران صاحب آپ۔ زہے نصیب۔ زہے نصیب۔ آج آپ میرے آفس کا راستہ کیسے بھول گئے''...... منیجر نے فوراً میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کبھی کبھار بھول چوک ہو ہی جاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو منیجر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے عمران سے پرتپاک انداز میں ہاتھ ملایا اور پھر ایک نظر اس نے احمد علی کی طرف دیکھا۔

''یہ نوجوان شاید نوکری کے سلسلے میں میرے پاس آیا تھا''۔ منیجر نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ وہی ہے اور اس کا نام احمد علی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں تو میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں عمران صاحب۔ میں اس کے لئے کچھ نہیں کر

سکتا۔ مجھے اس نوجوان سے دلی ہمدردی ہے لیکن اس کے آنے سے پہلے ہوٹل کے مالک سیٹھ شرافت علی خان صاحب کے سیکرٹری ملک عبدالسلام کا مجھے فون آیا تھا کہ اس پوسٹ کے لئے وہ اپنے کسی عزیز کو بھیج رہے ہیں''...... منیجر صاحب نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کیوں نہیں۔ بیٹھیں۔ میں تو آپ کو بیٹھنے کا کہنا بھول ہی گیا تھا۔ ویری سوری۔ رئیلی ویری سوری''...... منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم بھی آ کر بیٹھ جاؤ احمد علی۔ یہاں بیٹھنے کا کوئی بل نہیں بنتا''...... عمران نے کہا تو احمد علی سر ہلا کر ایک طرف رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا اور منیجر میز کے گرد گھوم کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ منیجر کی بات سن کر احمد علی کے چہرے پر ایک بار پھر مایوسی چھا گئی تھی۔

''یہ نوجوان ہے۔ اگر اسے سروس مل جائے تو یہ اپنی بیمار ماں کا علاج چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی بھی جاری رکھ سکتا ہے''...... عمران نے منیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں جانتا ہوں لیکن میں مجبور ہوں عمران صاحب''...... منیجر نے اسی طرح معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوٹل میں ہیڈ ویٹر کے علاوہ کوئی آسامی خالی نہیں ہے جہاں اسے ایڈجسٹ کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ فی الحال تو کوئی آسامی نہیں ہے البتہ میں نے اس نوجوان سے اس کا کانٹیکٹ نمبر لے لیا ہے اور اس سے وعدہ بھی کیا ہے کہ جب یہاں کوئی آسامی خالی ہو گی تو سب سے پہلے میں اس سے ہی رابطہ کروں گا''...... منیجر نے کہا۔

''تم اس ہوٹل کے منیجر ہو۔ اس کے لئے سپیشل آسامی بھی تو پیدا کر سکتے ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ سیٹھ شرافت علی خان اس ہوٹل کے منیجنگ ڈائریکٹر بھی ہیں۔ ان کی اجازت کے بغیر میں اپنی مرضی سے ایک ویٹر بھی بھرتی نہیں کر سکتا ہوں''...... منیجر نے کہا۔

''کہاں ہے تمہارا سیٹھ شرافت علی خان۔ میری اس سے بات کراؤ''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''وہ تو شاید اس وقت بروٹس کلب میں ہوں گے''...... منیجر نے جواب دیا۔

''میری بات کراؤ اس سے''...... عمران نے کہا۔

''ان کا فون آیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ جب تک وہ کلب میں ہیں انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے''...... منیجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم میری بروٹس کلب میں بات کرا دو۔ پھر میں جانوں اور سیٹھ شرافت علی خان جانے"...... عمران نے کہا تو مینجر نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... رابطہ ملتے ہی اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بروٹس کلب کا نمبر ملاؤ"...... مینجر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب ملا تو مینجر نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مینجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بروٹس کلب جناب"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو مینجر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ بروٹس کلب"...... عمران نے رسیور کان سے لگایا تو دوسری طرف سے اسے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیٹھ شرافت علی خان صاحب ہوں گے۔ میری ان سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔ عمران نے کہا تو پیچھے صوفے پر بیٹھا ہوا احمد علی بے اختیار چونک پڑا جبکہ مینجر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"او کے۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ قبلہ و کعبہ جناب سیٹھ شرافت علی خان صاحب۔ میں حقیر فقیر پر تقصیر۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"۔ عمران کی زبان یکلخت رواں ہو گئی۔

"وعلیکم السلام۔ تمہارا تعارف ضرورت سے زیادہ لمبا نہیں ہو گیا"...... دوسری طرف سے ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے کہاں جناب۔ ابھی تو میں نے اپنے نام کا نکتہ ہی بتایا ہے آپ کو۔ میرا مطلب ہے یہ میرے نام کا نقطہ آغاز ہے۔ اگر میں اپنے آباؤ اجداد کے نام گنوانے پر آؤں تو میرا تعارف سنتے سنتے آپ کے کان پک جائیں اور آپ جہاں بیٹھے ہیں وہاں بیٹھے بیٹھے بوڑھے بلکہ بزرگ ترین آدمی بن جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سیٹھ شرافت علی خان بے اختیار ہنس پڑے۔

یادہ خوش نصیب

"اچھا بتاؤ۔ کیسے فون کیا ہے"..... پر جوتیاں کھا سے سیٹھ شرافت علی خان صاحب نے ہنستے ہوئے پوئی رہتی

"میں نے نہیں کیا جناب۔ میں نے مینجر صاحب سے درخواست کی تھی۔ انہوں نے اپنی سیکرٹری سے انٹرکام پر کہا تو

سیکرٹری صاحبہ نے فون کے نمبر پریس کئے پھر منیجر صاحب کو بتایا کہ نمبر مل گیا ہے اور اس سے پہلے کہ بروٹس کلب سے کوئی فون اٹنڈ کرتا انہوں نے رسیور میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے بڑی شرافت سے ان سے رسیور لیا اور کان سے لگا لیا“...... عمران نے ایک بار پھر پوری روانی سے بولنا شروع کر دیا۔

”اوہو۔ تمہاری زبان ایک بار چل پڑے تو پھر نان سٹاپ ہو جاتی ہے۔ کہیں سٹاپ کرنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ میں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ فون کس طرح سے کیا ہے بلکہ یہ پوچھا تھا کہ کس لئے۔ میرا مطلب ہے کس مقصد کے لئے کیا ہے“...... سیٹھ شرافت علی خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مقصد۔ کیوں فون کرنے کے لئے کیا مقصد کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ کیا میں حال احوال پوچھنے کے لئے آپ کو فون نہیں کر سکتا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے ارے۔ تم تو برا منا گئے۔ اچھا اگر میرا حال و احوال ہی پوچھنا ہے تو ... تا ہوں۔ میں بخیریت ہوں اور میرے اہل و عیال ... ریت ہیں اور کچھ“...... دوسری طرف سے سیٹھ شرا... صاحب ہیں“... ن نے کہا۔ ... نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں نہیں ایم ایس ... کے خیال میں، میں سوائے کسی مطلب کے آپ کو فون کر ہی ... سکتا“...... عمران نے بڑے روٹھے ہوئے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سیٹھ شرافت علی بے اختیار ہنسنا شروع

ہو گئے۔ منیجر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تیر رہی تھی جبکہ عمران کو ہوٹل کے مالک سے اس طرح فرینک انداز میں باتیں کرتے دیکھ کر احمد علی آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا تھا۔

”کر سکتے ہو کیوں نہیں کر سکتے۔ آخر تم میرے بھانجے ہو۔ اگر میں تمہاری بات نہیں سنوں گا تو بیگم صاحبہ نے تو ویسے ہی میرا ناطقہ بند کر دینا ہے۔ جتنا تم اپنی اماں بی سے ڈرتے ہو اتنا ہی میں بھی اپنی بیگم سے ڈرتا ہوں اور تمہاری اماں بی اور میری بیگم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں سہیلیاں ہیں اور غصے کی اتنی تیز ہیں کہ مجھ جیسے بوڑھے کی عمر کا بھی لحاظ نہیں کرتیں۔ تمہاری اماں بی ہوں یا میری بیگم دونوں کے سامنے جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے کیونکہ دونوں تمہاری طرح مجھے بھی لاڈلا سمجھتی ہیں۔ ایک کا شوہر اور ایک کا بھائی۔ پیار کرنے پر آئیں تو اپنی جان تک نچھاور کرنے پر تیار ہو جاتی ہیں اور اگر غصے میں ہوں تو ان دونوں سے تمہاری طرح مجھے بھی اپنے سر پر جوتیاں ہی کھانی پڑتی ہیں“...... سیٹھ شرافت علی خان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنسنا شروع ہو گیا۔

”اس معاملے میں آپ مجھ سے زیادہ خوش نصیب واقع ہوئے ہیں۔ مجھے تو اماں بی سے کبھی کبھار سر پر جوتیاں کھانی پڑتی ہیں جبکہ سنا ہے آپ کی تو روز ہی شامت آئی رہتی ہے اس لئے تو آپ اوپر سے صفا چٹ ہو چکے ہیں۔ مطلب میدان پورے کا پورا صاف“...... عمران نے کہا۔ سیٹھ شرافت علی جو سر سے گنجے تھے اس

لئے عمران ان کے صاف سر کو صفا چٹ کہہ رہا تھا۔ اس کی بات سن کر سیٹھ شرافت علی خان بے اختیار ہنس پڑے۔

''اگر کہو تو میں اماں بی سے جا کر درخواست کروں کہ وہ روزانہ تمہارے سر کی بھی خبر لیا کریں تا کہ تمہارے سر کے اندر تک جو خشکی بھری ہوئی ہے وہ بھی صاف ہو جائے وہ بھی صفا چٹ''...... سیٹھ شرافت علی خان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران ان کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ پرکشش اور حسین ہیں۔ بوڑھے اور گنجے ہونے کے باوجود آپ کو لائف پارٹنر مل گئی تھی۔ یہ شاید پرانے زمانے کا کمال تھا۔ اب تو یہ حال ہے کہ جس کے سر سے بال غائب ہوں اس کا گھر بسنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ رشتہ دیکھنے کے لئے آنے والے کہتے ہیں کہ یہ تو ہے ہی گنجا اس کے سر پر ہماری بٹیا کیا راج کرے گی۔ جب بھی وہ سر چڑھ کر بولنے کی کوشش کرے گی پھسل کر نیچے ہی آ گرے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سیٹھ شرافت علی بے اختیار کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئے۔

''اچھا اب بتا بھی دو کہ کس لئے فون کیا ہے یا اسی طرح ہنسا ہنسا کر میرا دم نکالنا ہے''...... سیٹھ شرافت علی خان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں طویل عرصے سے بے روز گار ہوں۔ اس بے روز گاری کی وجہ سے اب تک میری شادی نہیں

ہوئی ہے اور مجھے مجبوراً سوپر فیاض کے فلیٹ پر زبردستی قبضہ کر کے رہنا پڑ رہا ہے۔ اب ایک اچھا رشتہ آیا ہے تو انہوں نے خاص طور پر یہ شرط عائد کر دی ہے کہ جب تک میں برسر روز گار نہیں ہو جاتا شادی کی بات بھی نہ کروں۔ میں نے ہر جگہ کوشش کی لیکن مجھے ٹکا سا جواب ہی ملا۔ یہاں آیا تو پتہ چلا کہ یہاں ہیڈ ویٹر کی آسامی خالی ہے۔ میں نے منیجر صاحب کی منت کی کہ کسی طرح سے مجھے یہ سیٹ دے دے لیکن منیجر صاحب کا کہنا ہے کہ آپ کے سیکرٹری کے کسی بھانجے یا بھتیجے کو اس آسامی کے لئے بھیجا جا رہا ہے تو میں نے سوچا کہ میں بھی تو آپ کا بھانجا ہی ہوں تو کیوں نہ آپ سے ڈائریکٹ بات کر کے آپ سے اپنے لئے ہیڈ ویٹر کی پوسٹ حاصل کر لوں''...... عمران نے لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہیڈ ویٹر کی پوسٹ اپنے لئے چاہتے ہو''...... سیٹھ شرافت علی خان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ کیا کروں۔ سوچ رہا تھا کہ کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہو کر اپنے باپ کا نام ہی روشن کر لوں''...... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

''بکو مت۔ اب تم ہیڈ ویٹر بن کر اپنے باپ کا نام روشن کرو گے۔ سچ بتاؤ کہ بات کیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو''...... دوسری طرف سے سیٹھ شرافت علی خان نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن ان کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ان کا غصہ مصنوعی تھا۔

''ایک لڑکا ہے احمد علی۔ اس نے میری طرح میٹرک کی مکمل ڈگری حاصل کر رکھی ہے۔ وہ کام بھی کرنا چاہتا ہے اور مزید پڑھنا بھی چاہتا ہے لیکن اس کے گھریلو حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں اس لئے اسے اس نوکری کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں جب میں نے منیجر صاحب سے بات کی تو انہوں نے مجھے فوراً بڑا سا معذرت کا انجکشن لگا دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کے سیکرٹری کا کوئی عزیز ہیڈ ویٹر بننا چاہتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کے سیکرٹری کا بھانجا یا بھتیجا اہم ہے یا آپ کا بھانجا''...... عمران نے کہا۔

''تو ایسے کہو کہ تم کسی کی سفارش کر کے اسے ہیڈ ویٹر بنانا چاہتے ہو''...... سیٹھ شرافت علی خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں سفارش نہیں کر رہا۔ میں تو استدعا کر رہا ہوں جناب اگر آپ مان لیں تو آپ کا مجھ پر ہی نہیں بلکہ بے چارے احمد علی پر اور اس کی سات نسلوں پر احسان عظیم ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میری بات کراؤ منیجر سے''...... سیٹھ شرافت علی خان نے کہا۔

''جی بہتر''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مسکراتے ہوئے رسیور منیجر کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... منیجر نے رسیور کان سے لگا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سیکرٹری صاحب سے میں خود بات کر لوں گا۔ عمران جیسا کہے تم ویسے ہی کرو۔ سمجھے تم''...... سیٹھ شرافت علی خان نے سخت لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ منیجر کچھ کہتا دوسری طرف سے سیٹھ شرافت علی خان نے رسیور رکھ دیا تو منیجر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اس نوجوان کی نوکری اب آپ پکی سمجھیں''...... منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر احمد علی کے چہرے پر جیسے رنگ سے پھوٹ پڑے۔

''کتنی پکی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سو فیصد پکی۔ اب آپ بتائیں کہ اسے ہیڈ ویٹر ہی لگانا ہے یا میں اس کے لئے کوئی سپیشل آسامی پیدا کروں''...... منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس عمر میں بھی آپ کچھ پیدا کر سکتے ہوں تو ضرور کریں۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس سے کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے کہا تو منیجر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''میں اس پیداوار کی بات نہیں کر رہا۔ آسامی پیدا کرنے کی بات کر رہا ہوں''...... منیجر نے خفت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اسے کسی ایسی پوسٹ پر ایڈجسٹ کریں کہ یہ آسانی سے اپنا گھر بار بھی چلا سکے اور اپنے تعلیمی اخراجات بھی پورے کر سکے اور مجھے یقین ہے کہ احمد علی میرے اس اعتماد پر پورا

اترے گا۔ کیوں احمد علی"...... عمران نے پہلے مینجر سے اور پھر گردن گھما کر احمد علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کا چہرہ عمران کے لئے ممنونیت اور احسان مندی سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

"جی صاحب۔ میں ہر حال میں مزید تعلیم حاصل کروں گا اور میں تعلیمی میدان میں بھی ایسی کامیابیاں حاصل کروں گا کہ میری وجہ سے آپ کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے"...... احمد علی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ لیں جناب۔ اب تو احمد علی نے وعدہ بھی کر لیا ہے اور وہ بھی آپ کے سامنے۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ آپ اس کے لئے کیا پیدا کر سکتے ہیں۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے کون سی آسامی پیدا کر سکتے ہیں"...... عمران نے گڑبڑاتے ہوئے کہا تو مینجر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں اسے نئی آسامی کے تحت شعبہ اکاؤنٹ میں ایڈجسٹ کر دیتا ہوں۔ یہ وہاں بطور اسسٹنٹ کام کرے گا۔ اس طرح اس کا اکاؤنٹ کے شعبے میں تجربہ بھی ہو جائے گا اور اگر یہ کامرس کی پڑھائی کرے تو اس کے آگے بڑھنے کے چانس بھی ہوں گے اور یہ ترقی بھی کر سکتا ہے"...... مینجر نے کہا۔

"کیوں احمد علی۔ کیا تم اکاؤنٹس کی تعلیم کے لئے کامرس کر سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔ میرا تو پہلے سے ہی کامرس گروپ میں جانے کا پروگرام تھا۔ اگر مینجر صاحب کہتے ہیں تو میں اب کامرس گروپ ہی جوائن کروں گا اور دن رات محنت کروں گا اور دل لگا کر اپنی پڑھائی مکمل کروں گا"...... احمد علی نے فوراً کہا۔

"سوچ لو برخوردار۔ نوکری تو میں تمہیں دے دوں گا لیکن یہ نوکری دن کی ہے پھر تم کامرس گروپ کے لئے کالج کیسے جوائن کرو گے"...... مینجر نے کہا۔

"سر کامرس گروپ کی شام کی بھی کلاسز ہوتی ہیں۔ میں شام کی کلاسز ہی جوائن کروں گا"...... احمد علی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"او کے۔ بیٹھو۔ میں چیف اکاؤنٹ آفیسر کو بلا لیتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ چلے جانا اور اس کے ساتھ بطور اسسٹنٹ کام شروع کر دینا"...... مینجر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... رابطہ ملتے ہی مینجر کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف اکاؤنٹ آفیسر کو میرے پاس بھجواؤ۔ فوراً"...... مینجر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مینجر نے انٹرکام آف کر دیا۔

"کتنی تنخواہ ملے گی اسے"...... عمران نے پوچھا۔

"جتنی دوسرے اسسٹنٹس لے رہے ہیں اتنی ہی مل جائے گی اسے"...... مینجر نے کہا۔

"پھر بھی اندازاً کتنی ہو گی تنخواہ"...... عمران نے پوچھا۔

"الاؤنسز وغیرہ ملا کر تقریباً بیس ہزار کے قریب بن ہی جائے گی اس کی تنخواہ"...... مینجر نے کہا۔

"اس مہنگائی کے زمانے میں بیس ہزار تو کافی کم ہیں۔ اس سے تو یہ بمشکل اپنے گھر کے اخراجات ہی پورے کر سکے گا جبکہ کامرس گروپ جوائن کرنے کے لئے اسے زیادہ رقم درکار ہو گی"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کے لئے تو اسے واقعی مزید دس پندرہ ہزار روپے درکار ہوں گے"...... مینجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ایک نمبر دیتا ہوں۔ کل صبح مجھ سے اس نمبر پر بات کر لینا۔ میں ایک سرکاری محکمے سے اس کی پڑھائی کے اخراجات کا بندوبست کرا دیتا ہوں تاکہ اس کی پڑھائی میں کوئی خلل نہ پڑے"...... عمران نے کہا۔

"کس سرکاری محکمے سے آپ اس کی پڑھائی کے اخراجات کا بندوبست کریں گے"...... مینجر نے پوچھا۔

"میرا تو ایک ہی سرکاری محکمہ بلکہ سرکاری بنک ہے جو سوپر فیاض کی ملکیت ہے۔ اب اس کی پڑھائی کا خرچہ وہی بنک ہی ادا

کرے گا اور مستقل طور پر کرے گا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا نام سن کر مینجر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب اس کا خرچہ برداشت کر لیں گے"...... مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا خرچہ برداشت کرنے میں شاید وہ بخل سے کام لے لیکن وہ اس کی پڑھائی کا خرچہ ضرور برداشت کرے گا نہیں کرے گا تو میں اس پر ایسا بوجھ ڈالوں گا کہ وہ میرا بوجھ برداشت کرنے کی بجائے احمد علی کی پڑھائی کا بوجھ اٹھانے کو ترجیح دے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس معاملے میں آپ ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ڈیل کر سکتے ہیں جناب"...... مینجر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"تو ٹھیک ہے احمد علی۔ تم بے فکر ہو جاؤ اور تم بھی میرا نمبر نوٹ کر لو۔ کل مجھے کال کر لینا پھر میں تمہیں جہاں بلاؤں چلے آنا۔ انشاء اللہ تمہاری والدہ کے علاج کے لئے بھی کوئی لائحہ عمل طے کر لیں گے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مینجر اور احمد علی کو اپنے فلیٹ کا نمبر نوٹ کرا دیا۔ احمد علی کے چہرے پر انتہائی ممنونیت کے تاثرات تھے وہ عمران سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن عمران اس کی طرف دیکھے بغیر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا آفس سے نکلتا چلا گیا۔

عمران ابھی ہوٹل سے نکل کر باہر آیا ہی تھا کہ اچانک اس کے

سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا تو سیل فون پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کتنی بار کہا ہے کہ ٹائیگر بولا نہیں کرتے دہاڑا کرتے ہیں۔ بہرحال اب تم بولنے والے ٹائیگر بن گئے ہو تو بولو''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں نے آپ کے ایک پرانے غیر ملکی دوست کو یہاں دیکھا ہے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''کون سا دوست''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس کا تعلق کانڈا سے ہے اور وہ کسی خفیہ سرکاری ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ ہے اور جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے اس کا نام ریکس ہے۔ ریکس جیرٹ جسے آپ وائٹ فاکس کہتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''وائٹ فاکس۔ کیا مطلب۔ وہ پاکیشیا میں ہے تو اس نے مجھے اپنی آمد کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ کہاں ہے وہ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وائٹ فاکس جس کا اصل نام ریکس جیرٹ تھا عمران کا انتہائی بے تکلف دوست تھا اور ان کے درمیان

طویل عرصے سے دوستانہ تعلقات تھے۔

اس کا تعلق کانڈا کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی سے تھا جس کا وہ چیف تھا۔ اس کی ایجنسی کانڈا کے اندرونی معاملات پر کام کرتی تھی اور وہ کانڈا میں آنے والے تمام سیاحوں کی نگرانی کراتا تھا اور ان پر گہری نظر رکھتا تھا تاکہ ان سیاحوں کے بھیس میں عسکریت پسند یا ملک دشمن عناصر نہ داخل ہو سکیں اور اگر ان میں کوئی جرم کا ارتکاب کرے تو وہ ان کی سرکوبی کر سکیں۔ اس کی تنظیم کانڈا کے چیف سیکرٹری کے تحت کام کرتی تھی جس کا نام بلیو ڈریگن تھا اور ریکس کو تیز، ذہین اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہونے کی وجہ سے وائٹ فاکس کے نام سے پکارا جاتا تھا اور عمران اسے سفید یا پھر مکار لومڑی کہتا تھا۔ جس کا وائٹ فاکس کبھی برا نہ مناتا تھا۔

''میں ہوٹل کراؤن کھانا کھانے گیا تھا تو میں نے اسے وہاں ایک لڑکی کے ساتھ لنچ کرتے دیکھا تھا باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا وہ میک اپ میں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ وہ میک اپ میں نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں نے اسے فوراً پہچان لیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس نے تمہیں تو نہیں دیکھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ میں سپیشل میک اپ میں ہوں۔ اول تو اس نے مجھے نہیں دیکھا اور اگر دیکھا بھی ہو گا تو سپیشل میک اپ میں وہ مجھے

نہیں پہچان سکتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود ہی اسے چیک کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے باس''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''فی الحال کچھ نہیں۔ ضرورت ہوئی تو میں تمہیں خود ہی کال کر لوں گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''یہ وائٹ فاکس ہوٹل کراؤن میں کیا کر رہا ہے۔ اگر یہ پاکیشیا آیا ہے تو پھر اس نے مجھے اپنی آمد کی اطلاع کیوں نہیں دی''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ سے اپنی کار نکال کر وہ ہوٹل کراؤن کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہوٹل کراؤن پہنچنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہوٹل کراؤن میں داخل ہو رہا تھا۔ ہال میں نظریں گھماتے ہی اسے کافی فاصلے پر ایک میز پر ایک نوجوان جوڑا بیٹھا دکھائی دیا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اگر اس حسین جوڑے کو ناگوار نہ گزرے تو کیا میں دخل در نامعقولات کر سکتا ہوں''...... عمران نے ان کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے اور پھر جیسے ہی نوجوان کی نظریں عمران پر پڑیں وہ ایک جھٹکے سے اٹھ

کر کھڑا ہو گیا۔

''تت تت۔ تم عمران۔ تم یہاں''...... نوجوان نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جبکہ لڑکی اپنے ساتھی کو اس آنے والے نوجوان کے سامنے اس طرح بوکھلا کر کھڑا ہوتے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

''میں تت تت۔ تم عمران نہیں۔ صرف عمران ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

''لل لل۔ لیکن تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں یہاں ہوں''...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ کہتے ہیں نہ کہ پھول کھلیں تو ہوا میں خوشبو پھیل جاتی ہے اور پاکیشیا میں میرا کوئی غیر ملکی دوست خفیہ طور پر داخل ہو تو میں اس کی بھی بو جرم کی طرح سونگھ لیتا ہوں''...... عمران نے اس سے گرمجوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر میز کے قریب پڑی ہوئی تیسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

لڑکی اب بھی بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نوجوان، عمران کی جانب انتہائی تشویش زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اس نے بیٹھتے ہی دونوں ہاتھ ملنا شروع کر دیئے تھے جیسے عمران ان کے درمیان کباب میں ہڈی بن گیا ہو اور اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ اسے یہاں سے کیسے بھگائے۔

''مادام اگر آپ اس کی بیوی ہیں تو مجھے واقعی آپ سے دلی

ہمدردی ہے''...... عمران نے غیر ملکی لڑکی سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں اس کی بیوی نہیں ہوں''...... لڑکی نے منہ بنا کر کہا۔

''تب مجھے آپ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے البتہ میں آپ کو یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی خود غرض، طوطا چشم اور مفاد پرست انسان ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

''میرا نام لوسیا ہے اور میں ایک سیاح ہوں۔ میری ان سے ابھی کچھ دیر قبل یہیں ہیلو ہائے ہوئی ہے انہوں نے مجھے کافی کی پیش کش کی تو میں نے ہاں کر دی''...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''پھر آپ کو میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ یہ انسان جس کا نام ریکس ہے حقیقت میں سفید لومڑی ہے اور بغیر کسی مقصد کے یہ کسی کو سادہ پانی تک نہیں پلاتا پھر یہ آپ کو بلاوجہ کافی کیسے پلا سکتا ہے۔ آپ اپنی فارن کرنسی کا خاص خیال رکھیں کوئی پتہ نہیں کہ آپ کا سب کچھ لاپتہ ہو جائے اور اس کے بعد آپ اسے ڈھونڈتی ہی رہ جائیں''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بس کرو۔ میری اور کتنی تعریف کرو گے''...... وائٹ فاکس نے کھسیانے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

''دیکھا آپ نے مادام۔ میں اس آدمی کے سر پر جوتے مار رہا ہوں یہ اسے ڈھٹائی سے اپنی تعریف گردان رہا ہے''...... عمران نے کہا تو وائٹ فاکس کے ساتھ لوسیا بھی ہنس پڑی۔

''میں صبح سے انتہائی خلوص سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ میری تم سے ملاقات نہ ہو جائے۔ میں صبح سے ہوٹل کے کمرے سے بھی نہیں نکلا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ میں لنچ کرنے کے لئے ہال میں آؤں گا اور تم میرے سر پر موت کی طرح وارد ہو جاؤ گے۔ سچ ہے انسان کچھ بھی کر لے اپنی شامت اور موت سے نہیں بچ سکتا''...... وائٹ فاکس نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ دونوں کافی بے تکلف دوست معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کی باتوں کا برا نہیں منا رہے ہیں۔ مجھے شاید اب چلنا چاہئے''...... لوسیا نے میز پر پڑا ہوا اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے بیٹھیں۔ کہاں جا رہی ہیں۔ میں تو ایسے ہی الٹی سیدھی ہانک رہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''نو سوری۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے اس لئے بائی''...... لوسیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور انہیں بائی کرتی ہوئی مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''کمینے پن کی بھی انتہا ہوتی ہے۔ بھگا دیا نا تم نے اسے''۔

وائٹ فاکس نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب تم بوڑھے ہو چکے ہو۔ اس لئے اب اس طرح لڑکیاں تمہاری گرفت میں نہیں آتیں جس طرح پہلے آ جاتی تھیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ویٹر کو بلا کر اسے کافی لانے کا کہا۔

"تم اگر درمیان میں نہ ٹپک پڑتے تو مجال تھی کہ وہ یہاں سے چلی جاتی"...... وائٹ فاکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو اس سے کچھ بھی نہیں کہا۔ بقول تمہارے میں نے تو اس کے سامنے تمہاری تعریف ہی کی تھی"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھی تعریف ہے کہ تم سے جہاں ملاقات ہو تم میرا بنا بنایا کام بگاڑ دیتے ہو"...... وائٹ فاکس نے کہا۔ اس کا منہ بری طرح سے پھولا ہوا تھا۔

"اچھا اب غصہ تھوک دو۔ تمہارے چہرے پر غصہ اچھا نہیں لگتا۔ یہاں سیاح خواتین کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ایک گئی ہے تو کیا ہوا دوسری آ جائے گی اور میں اس کے سامنے تمہاری خصوصی تعریف کر دوں گا اب خوش"...... عمران نے کہا تو اس بار وائٹ فاکس ہنس پڑا۔

"وہ دن میری زندگی کا حیران کن دن ہی ہو گا جب تم کسی لڑکی

کے سامنے میری تعریف کرو گے"...... وائٹ فاکس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں آنے سے پہلے مجھے فون کیوں نہیں کیا اور اس طرح چوروں کی طرح ہوٹل میں کیوں رہ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم یقین کرو میں واقعی اس بار تم سے چھپ کر آیا تھا اور سارے راستے خلوص دل سے دعائیں مانگتا آیا تھا کہ جب تک میں یہاں ہوں میری تم سے ملاقات نہ ہو لیکن جس طرح تم مجھ تک پہنچ گئے ہو اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں شاید موت سے تو بچ سکتا ہوں لیکن تم جیسے شیطان سے بچنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اب میں کر چکا وہ کام جو میں تم سے چھپ کر اور تمہیں بتائے بغیر کرنا چاہتا تھا"...... وائٹ فاکس نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن۔ یہ سن کر واقعی خوشی ہوئی ہے کہ تم نے آخر کار ہڈحرامی چھوڑ دی ہے اور کام کرنے لگ گئے ہو۔ پھر تو واقعی مجھے تمہارے چیف سیکرٹری کو مبارک باد کا فون کر دینا چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"کر دو۔ اسے جیسے ہی معلوم ہو گا کہ تم میرے ساتھ ہو تو وہ یقیناً مجھ پر اور میرے کام پر لعنت ہی بھیجے گا"...... وائٹ فاکس نے اسی انداز میں کہا۔

''چلو تم مجھے اپنا کام بتاؤ۔ تمہارا سارا کام میں خود کر دوں گا۔ اب تو خوش ہو جاؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وعدہ''...... وائٹ فاکس نے فوراً اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پکا وعدہ''...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر نے عمران کے سامنے کافی کے برتن لگانے شروع کر دیئے۔

''سچ میں کمینے پن کی انتہا ہے۔ اپنے لئے ہی کافی منگوائی ہے۔ میرے لئے نہیں''...... وائٹ فاکس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''اپنا آرڈر خود دو''...... عمران نے اطمینان بھرے انداز سے کافی کا مگ اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے بھی لے آؤ کافی''...... وائٹ فاکس نے ویٹر سے کہا تو ویٹر سر ہلا کر واپس پلٹ گیا۔

''یہ سن لو کہ میں نے تمہیں ایک سیاح خاتون کو ورغلاتے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے اور تم شاید نہیں جانتے کہ پاکیشیا میں سیاح خاتون کو ورغلانے کی سزا موت سے بھی بدتر ہو سکتی ہے اس لئے بتاؤ یہاں کس کام کے لئے آئے ہو۔ اب کچھ چھپانے کی کوشش بھی نہ کرنا''...... عمران نے کہا تو وائٹ فاکس بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے تم سے کچھ چھپانے کی۔ تم نے تو میرا

کام خود ہی آسان کر دیا ہے''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تم نے وعدہ کیا ہے کہ تم میرا کام کر دو گے۔ اس لئے اب میں صرف آرام ہی کروں گا یا پھر دن بھر خاتون سیاحوں کے پیچھے بھاگتا رہوں گا''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''یہاں آتے ہی مجھ سے مل لیتے تو اس طرح چھپ کر تو نہ بیٹھنا پڑتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف سیکرٹری نے مجھے یہی مشورہ دیا تھا کہ میں سیدھا تمہارے پاس جاؤں اور تم سے مدد مانگوں تم میرا کام آسانی سے کر دو گے۔ لیکن میں نے انہیں منع کر دیا تھا کہ میں نہ تمہارے پاس جاؤں گا اور نہ ہی تم سے کوئی مدد مانگوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں تم سے مدد مانگتا تو تم نے میری مدد کرنے کی بجائے الٹا میری جان عذاب میں ڈال دینی ہے۔ بہرحال ایک چھوٹا بلکہ معمولی سا کام ہے جو مجھے سونپا گیا ہے''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''وائٹ فاکس کا کام چھوٹا اور معمولی سا۔ لگتا ہے بلیو ڈریگن پر اب واقعی زوال آ گیا ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو وائٹ فاکس بھی ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ میں جس کام کے لئے یہاں آیا ہوں وہ بظاہر تو معمولی ہے لیکن ہمارے لئے اتنا ہی حیرت انگیز اور پراسراریت کا حامل بنا ہوا ہے''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''کام کیا ہے یہ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میں یہاں ایک ٹریول ایجنسی کے بارے میں انکوائری کرنے کے لئے آیا ہوں''...... وائٹ فاکس نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ٹریول ایجنسی۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ایک انٹرنیشنل ٹریول ایجنسی ہے جس کا نام ماڈا ٹریول ایجنسی ہے اور اسے عرف عام میں ایم ٹی اے کہا جاتا ہے۔ کانڈا میں پچھلے چھ ماہ میں تین ہزار سے زائد سیاحوں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کی گئی ہے تو ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی جسے سن کر تمہیں بھی حیرت ہو گی کہ نہ صرف ان کے پاسپورٹ بلکہ ان کے تمام کاغذات بھی نقلی اور جعلی ثابت ہوئے ہیں جنہیں ایسے ماہرانہ انداز میں تیار کیا گیا تھا کہ کمپیوٹرائزڈ مشینیں بھی دھوکہ کھا گئیں۔ جن افراد کو چیک کیا گیا تھا انہوں نے ایم ٹی اے کا نام ہی لیا تھا۔ چنانچہ ہم نے پاکیشیائی سفارت خانے کو باضابطہ طور پر انکوائری کی درخواست دی لیکن پاکیشیائی سفارت خانے نے ہر بار یہی جواب دیا کہ پاکیشیا میں ایم ٹی اے نام کی کوئی ٹریول ایجنسی سرے سے ہی موجود نہیں ہے۔ ہم نے اپنے سفارت خانے سمیت دنیا بھر کے دوسرے سفارت خانوں سے بھی رابطہ کیا لیکن ان کی طرف سے بھی ہمیں یہی جواب دیا گیا کہ پاکیشیا میں کسی ایم ٹی اے ایجنسی کا کوئی وجود نہیں ہے جبکہ کانڈا میں مسلسل ایسے سیاح پکڑے جا رہے ہیں جو اسی ایجنسی کا نام لیتے ہیں اور تمہیں یہ سن

کر اور بھی زیادہ حیرت ہو گی کہ اس ایجنسی کے تحت پاکیشیا سے ہی نہیں کافرستان، بہادرستان، روسیاہ اور شوگران سے بھی سیاح کانڈا پہنچ رہے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ جس ایجنسی کا نام سرے سے ہی موجود نہیں ہے تو پھر سیاح اسی ایجنسی کا نام کیوں لیتے ہیں اس لئے چیف سیکرٹری نے مجھے انکوائری کے لئے یہاں بھیجا ہے''۔ وائٹ فاکس نے سنجیدگی سے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جو سیاح پکڑے گئے ہیں کیا انہوں نے اس ایجنسی کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی کہ ایم ٹی اے ہے کہاں اور اس کے دفاتر کہاں کہاں موجود ہیں''...... عمران نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے جو سیاح جعلی کاغذات کے ساتھ پکڑے گئے ہیں ان سب نے ایک ہی پتہ بتایا تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق ایم ٹی اے کا دفتر شنگھائی پلازہ، ایجرٹن روڈ پر واقع ہے لیکن پاکیشیائی سفارت خانے اور کانڈا سفارت خانے نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق ایجرٹن روڈ پر شنگھائی تو کیا سرے سے ہی کوئی پلازہ موجود نہیں ہے۔ اس روڈ پر چند پرائیویٹ دفاتر ضرور موجود ہیں جبکہ باقی سارے علاقے میں رہائش گاہیں ہیں۔ ان سب کی چیکنگ کی جا چکی ہے لیکن ان میں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں ایم ٹی اے کا نام بھی لیا جاتا ہو''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''جس طرح سے تم نے بتایا ہے کہ ایم ٹی اے کے تحت پاکیشیا

سمیت دوسرے ممالک سے بھی سیاح نقلی پاسپورٹ اور کاغذات پر کانڈا پہنچ رہے ہیں اس سے تو یہی لگ رہا ہے کہ ایم ٹی اے کوئی انٹرنیشنل گینگ ہے جو انتہائی فول پروف انداز میں کام کر رہا ہے“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل۔ یہ کوئی گینگ ہی ہے“...... وائٹ فاکس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں اس سلسلے میں انکوائری کراتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کام ہو جائے گا اور جلد ہی ایم ٹی اے کی حقیقت سامنے آ جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”اگر تم نے کہا ہے کہ یہ کام ہو جائے گا تو پھر مجھے یقین ہے کہ واقعی اب یہ کام نہ صرف ہو جائے گا بلکہ اپنے منطقی انجام تک بھی پہنچ جائے گا اس لئے مجھے آج ہی واپس روانہ ہو جانا چاہئے“...... وائٹ فاکس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”واپس۔ کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”میری بیوی بے حد بیمار ہے عمران۔ اسے بلڈ کینسر ہے اور وہ مسلسل کئی ماہ سے ہسپتال پڑی ہوئی ہے۔ میں زیادہ وقت اسی کے ساتھ گزارتا ہوں۔ یہ تو میری مجبوری تھی کہ مجھے یہاں آنا پڑا ہے۔ اس کام کے لئے میں تمہیں کانڈا سے بھی کال کر کے کہہ سکتا تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو اور یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دائرہ کار سے ہٹ کر ہے

اس لئے میں خواہ مخواہ تمہیں زحمت نہیں دینا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں ایک دو روز میں انکوائری مکمل کر لوں گا اور پھر جس خاموشی سے آیا ہوں اسی خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا کیونکہ تم سے ملنے کی صورت میں مجھے آسانی سے واپسی کی اجازت نہیں مل سکتی تھی۔ تم نے لازماً مجھے یہاں روک لینا تھا اور کئی دنوں تک مجھے واپس جانے کی اجازت نہیں دینی تھی جو میرے لئے ناممکن تھا کیونکہ میری بیوی جس حال میں ہے اس کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کب رخصت ہو جائے۔ اس کی بیماری آخری سٹیج پر ہے اور اب تو ڈاکٹروں نے بھی اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اس کے آخری سانس تک اس کے ساتھ رہوں“۔ وائٹ فاکس نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”بھابھی کی بیماری کا سن کر واقعی افسوس ہوا اور یہ سن کر اور زیادہ دکھ ہو رہا ہے کہ ان کی بیماری لاعلاج قرار دی جا چکی ہے۔ یہ واقعی تمہاری مجبوری ہے ورنہ میں تمہیں آسانی سے نہ جانے دیتا اور تمہیں زبردستی تمہارے اخراجات پر اپنے فلیٹ میں اس وقت تک رہنے پر مجبور کر دیتا جب تک تم قلاش نہ ہو جاتے“...... عمران نے کہا تو وائٹ فاکس بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ ایسے کاغذات کے حامل جو سیاح پکڑے جاتے ہیں کانڈا کے قانون کے تحت انہیں کیا سزا دی جاتی ہے انہیں قید کر دیا جاتا ہے یا پھر جرمانہ“...... عمران نے پوچھا۔

''شروع شروع میں انہیں جرمانے کے ساتھ چند ماہ کی قید کی بھی سزا سنائی جاتی تھی لیکن جب یہ سلسلہ بڑھ گیا اور کانڈا کی جیلیں ایسے ہی قیدیوں سے بھرنا شروع ہوگئیں تو پھر یہ سلسلہ روک دیا گیا۔ قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے اب صرف یہ کیا جاتا ہے کہ جس سیاح کے پاسپورٹ اور کاغذات میں معمولی رد و بدل بھی دکھائی دیتا ہے تو اسے کانڈا ایئر پورٹ سے باہر ہی نہیں نکلنے دیا جاتا بلکہ اسے فوراً ڈی پورٹ کر دیا جاتا ہے''...... وائٹ فاکس نے کہا۔

''اوکے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارا یہ کام کر دوں گا۔ اس سلسلے میں تمہارے پاس جو بھی معلومات ہیں وہ مجھے بتا دو تاکہ میں ان کے ذریعے آگے بڑھ سکوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو۔ میں نے ایک فائل تیار کر رکھی ہے جن میں پکڑے جانے والے سیاحوں کے بیانات ہیں۔ اس فائل سے تمہیں یقیناً کافی مدد مل جائے گی''۔ وائٹ فاکس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ویٹر وائٹ فاکس کے لئے بھی کافی لے آیا اور پھر وہ دونوں کافی پینے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

سفید رنگ کی کار نہایت تیز رفتاری سے دارالحکومت کی ایک پررونق سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموش تھے اور دونوں کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

ادھیڑ عمر آدمی کی نظریں سڑک پر دائیں بائیں سے گزرتی ہوئی رنگ برنگی گاڑیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ ڈیش بورڈ پر پڑے ہوئے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ ڈرائیور نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ سے سیل فون اٹھایا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ اسکرین پر نمبر یا نام کی بجائے ایک کوڈ آ رہا تھا۔

''ٹرانسمیٹر کال ہے۔ رش زیادہ ہے۔ میں سائیڈ پر کار روکوں گا تو وقت لگ جائے گا اس لئے کال تم اٹنڈ کر لو راڈش''...... نوجوان

نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارے ٹرانسمیٹر پر کال ہے۔ تمہاری کال میں کیسے اٹنڈ کر سکتا ہوں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے منہ بنا کر کہا تو نوجوان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے سر ہلایا اور پھر اس نے سیل فون ڈیش بورڈ پر رکھ کر کار کو سائیڈ پر کرنے کے لئے انڈیکیٹر دینا شروع کر دیا۔ اس دوران سیل فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ نوجوان نے کار رش سے نکال کر سائیڈ پر موجود سڑک پر موڑی اور پھر ایک خالی جگہ دیکھ کر اس نے کار روک دی۔ کار کی کھڑکیاں بند تھیں۔ نوجوان نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن پریس کیا تو کار کے اندر یکلخت جیسے کسی نے ان دونوں کی قوتِ سماعت چھین لی ہو۔ باہر سے آنے والی تمام آوازیں بند ہو گئی تھیں اور ان کے کانوں میں سیٹیاں سی بجنے لگی تھیں۔

نوجوان نے کار کے اندر وائس سلنگ سسٹم آن کر دیا تھا جس کے باعث کار ساؤنڈ پروف ہو گئی تھی۔ اب اندر کی آواز نہ باہر جا سکتی تھی اور نہ باہر کی آواز اندر آ سکتی تھی۔ نوجوان نے ساؤنڈ پروف سسٹم آن کرتے ہی ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا جدید ساخت کا سیل فون اٹھایا اور اس کے چند مخصوص نمبر پریس کئے اور پھر اس نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''جیگر بول رہا ہوں''...... نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔ چونکہ ٹرانسمیٹر سیل فون سے منسلک تھا اس لئے اس میں مائیک اور

اسپیکر ایک ساتھ لگے ہونے کے باعث بار بار اوور کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

''ٹیری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے ٹیری۔ کیوں کال کیا ہے''...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا جس کا نام جیگر تھا۔

''ہمارا بزنس انتہائی خطرے میں ہے''...... دوسری طرف سے ٹیری نے کہا تو جیگر اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی راڈش بری طرح سے چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کھل کر بات کرو''...... جیگر نے حیرت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''کانڈا سے ایک آدمی خصوصی طور پر ہمارا بزنس چیک کرنے کے لئے یہاں پہنچا ہے۔ اس کا نام ریکس ہے اور اس نے یہاں جس آدمی سے ملاقات کی ہے اس کا نام سن کر تمہارے ہوش اڑ جائیں گے''...... ٹیری نے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو اور مجھے بتاؤ کون ہے وہ آدمی جس سے ریکس نے ملاقات کی ہے اور کیوں''...... جیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا نام عمران ہے''...... ٹیری نے کہا تو جیگر اور راڈش ایک بار پھر چونک پڑے۔

''عمران۔ تمہارا مطلب ہے وہ عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کے بارے میں بتا رہا ہوں''۔ ٹیری نے کہا۔

''تو ریکس اور عمران کی ملاقات سے ہمارے بزنس کا کیا تعلق۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... جیگر نے اسی طرح سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں کسی بات کا علم نہیں ہے۔ نہ تم ریکس کے بارے میں جانتے ہو اور نہ ہی عمران کے بارے میں''...... ٹیری نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ نہیں جانتا۔ تم بتا دو''...... جیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''رہنے دو۔ تم ایسا کرو کہ مجھے یہ بتا دو کہ چیف کہاں ہے۔ وہ ابھی تک پاکیشیا پہنچا ہے یا نہیں''...... ٹیری نے کہا۔

''پہنچ چکا ہے چیف پاکیشیا میں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... جیگر نے کہا۔

''چیف کا اگر کوئی سیل فون نمبر ہے تو وہ مجھے دے دو۔ میں اس سے ٹرانسمیٹر پر تو بات نہیں کر سکتا کیونکہ کال ٹریس ہو سکتی ہے اگر ایک بار میری چیف سے بات ہو جائے تو وہ سارا معاملہ خود ہی سمجھ جائے گا''...... ٹیری نے کہا۔

''چیف نے نمبر تبدیل کر لیا ہے لیکن اس نے نمبر کسی کو بھی نہ دینے کے لئے سختی سے ہدایات دی ہیں۔ تم ایسا کرو کہ مجھے ٹرانسمیٹر

پر آدھے گھنٹے بعد کال کر لینا۔ چیف نے مجھے اور راڈش کو بلایا ہے۔ ہم اسی سے ملنے جا رہے ہیں اور ابھی راستے میں ہیں۔ آدھے گھنٹے تک ہم چیف کے پاس ہوں گے تب تم کال کرو گے تو میں ڈائریکٹ تمہاری چیف سے بات کرا دوں گا''۔ جیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں پھر تمہیں آدھے گھنٹے بعد کال کروں گا''۔ ٹیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون کے چند بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر سسٹم ختم کیا اور سیل فون ڈیش بورڈ پر رکھ دیا پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ساؤنڈ پروف سسٹم آف کیا اور کار کا انجن اسٹارٹ کر لیا۔

''کیا کہہ رہا تھا یہ ٹیری''...... راڈش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے سنا ہی ہے۔ مجھے تو اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ تم سمجھے ہو تو مجھے بھی کچھ سمجھا دو''...... جیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں بھی اس کی باتوں پر حیران ہوں۔ بہرحال چیف سے بات ہو گی تب ہی کچھ پتہ چلے گا کہ کیا معاملہ ہے''...... راڈش نے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے کار آگے بڑھا دی تھی۔ کار ایک بار پھر سڑک پر دوڑنے والی کاروں میں تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیگر نے کار کو ایک

سائیڈ روڈ پر موڑ دیا۔ سائیڈ روڈ پر کافی آگے جانے کے بعد اس نے کار کو ایک بار پھر دائیں طرف جانے والی سڑک پر موڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک عمارت کے گیٹ پر پہنچ گئے۔

اس عمارت پر ایک ٹائر فیکٹری کا جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ پھاٹک بند تھا۔ جیگر نے کار پھاٹک کے سامنے لے جا کر روکی اور پھر اس نے کار کا انجن بھی بند کر دیا۔ اس کی نظریں پھاٹک کے سائیڈ پر بنے ہوئے ایک کیبن پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی اس نے کار کا انجن بند کیا اسی لمحے کیبن سے ایک مقامی نوجوان نکل کر باہر آیا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا جیگر کی سائیڈ کی طرف آ گیا۔ جیگر نے فوراً اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے اتار لیا۔

''یس''...... نوجوان نے جیگر کو دیکھ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''چیف سے ملنا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''اپنے نام بتاؤ''...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

''جیگر اور راڈش''...... جیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کوڈ بتاؤ''...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

''ڈبل بی''...... جیگر نے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے واپس جا کر فوراً پھاٹک کھول دیا اور جیگر کار اندر لے گیا۔ کافی طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد کار اندرونی عمارت کے پاس پہنچ گئی اور جیگر نے کار روکی اور کار سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ راڈش نے بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور کار سے نکل آیا۔

سامنے برآمدہ تھا۔ وہاں دو مقامی آدمی موجود تھے۔ ان کے جسموں پر گارڈز کی مخصوص وردیاں تھیں اور ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں جیسے ہی برآمدے کی طرف بڑھے گارڈز تیزی سے ان کے سامنے آ گئے۔

''آئیڈینٹٹی''...... ایک گارڈ نے سخت لہجے میں کہا تو جیگر نے راڈش کو اشارہ کیا۔ راڈش نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بیج نکال کر ان کے سامنے کر دیا۔ بیج پر کیپٹل ورڈ میں ڈبل بی لکھا ہوا تھا۔

''اوکے۔ سپیشل روم میں چلے جائیں۔ چیف وہاں موجود ہیں''...... اسی گارڈ نے بیج دیکھ کر مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور راڈش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بیج واپس جیب میں ڈال کر اس نے جیگر کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جو دفتری انداز میں قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے وسط میں جہازی سائز کی ایک میز پڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے اونچی پشت والی ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ کافی بڑا تھا اور اس کی آنکھیں باہر کی طرف ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے سر کے بال سفید تھے۔ اس کے چہرے پر سختی اور کرختگی جیسے ثبت تھی اور اس کی آنکھوں میں بھی بے پناہ تندہی دکھائی دے رہی تھی۔

''آؤ آؤ۔ جگر اور راڈش۔ میں تم دونوں کا ہی منتظر تھا''۔ ادھیڑ عمر آدمی نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا تو دونوں تیز تیز چلتے ہوئے میز کی طرف بڑھ گئے۔

''بیٹھو''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ نے ہمیں کال کر کے فوری طور پر بلایا تھا۔ کیا کوئی اہم کام تھا چیف''...... راڈش نے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ سب سے پہلے تو میں تمہیں اپنا یہ نیا ٹھکانہ دکھانا چاہتا تھا اس لئے میں نے تمہیں یہاں کا پتہ بتایا تھا اور پھر مجھے تم سے بزنس کے بارے میں بھی کچھ ضروری ڈسکس کرنی تھی جو فون یا ٹرانسمیٹر پر نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں نے تم دونوں کو یہاں بلایا ہے''...... چیف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''یس چیف''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''نئے آدمیوں کے بارے میں تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ ان کا انتظام نہیں ہوا ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے''...... چیف نے جگر کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی مسئلہ نہیں ہے باس۔ میں نے پچاس افراد کو تیار کیا ہے۔ ان کے تمام کاغذات بھی مکمل ہو چکے ہیں۔ وہ سفر کرنے کے لئے تیار ہیں بس سپلائی کا انتظار ہے جیسے ہی سپلائی ملے گی ان

افراد کو فوری طور پر منزل کی طرف روانہ کر دیا جائے گا''...... جگر نے کہا۔

''صرف یہی ایک گروپ جائے گا یا اس کے بیک اپ پر بھی کوئی گروپ تیار ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''پچیس افراد کا ایک اور گروپ بیک اپ پر موجود ہے چیف۔ پچاس آدمیوں کے جانے کے بعد انہیں کسی بھی وقت بھیجا جا سکتا ہے''...... جگر نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تو پھر فرسٹ گروپ کو روانگی کے لئے تیار کر لو۔ سپلائی تیار ہے اور میرے پاس پہنچ چکی ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ سپلائی کہاں ہے''...... جگر نے پوچھا۔

''ریڈ پوائنٹ پر''...... چیف نے کہا۔

''اوکے۔ میں وہاں سے سپلائی آج ہی اٹھوا لوں گا''...... جگر نے کہا۔

''ریڈ پوائنٹ میں داخلے کا کوڈ بلیک فنگر ہو گا اور تم وہاں سے جتنا مال اٹھاؤ گے اس کے لئے ریڈ پوائنٹ کے انچارج ڈارگن کو تمہیں ریڈ ٹوکن دینے ہوں گے''...... چیف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھک کر میز کی سب سے آخری دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی صندوقچی نکال کر جگر کی طرف بڑھا دی۔

''کتنے ٹوکن ہیں''...... جگر نے صندوقچی لیتے ہوئے پوچھا۔

''پورے سو ٹوکن ہیں چیک کر لو''...... چیف نے کہا تو جگر نے

صندوقچی کھولی۔ صندوقچی میں سرخ رنگ کے پلاسٹک کے گول
ٹکڑے موجود تھے جن پر بڑے حروف میں ڈبل بی لکھا ہوا تھا۔
ٹوکن عام سکوں جیسے بنے ہوئے تھے اور ان سکوں پر جو ڈبل بی لکھا
ہوا تھا ان کے عین درمیان میں سرخ رنگ کا ہی ایک ناگ بنا ہوا
تھا جو کنڈلی مارے اور پھن پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ جیگر نے سکوں کو
غور سے دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے
صندوقچی بند کر کے راڈش کو دے دی۔

''اسے تم سنبھالو''...... جیگر نے کہا تو راڈش نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے اس سے صندوقچی لے لی اور اسے اپنے سامنے میز پر
رکھ لیا۔

''اور کوئی بات''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ جب ہم یہاں آ رہے تھے تو راستے میں ٹیری کی
کال آئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ہمارا بزنس خطرے میں ہے''۔ جیگر
نے کہا اور اس نے ٹیری سے ہونے والی بات چیت کے بارے
میں چیف کو بتانا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں اس سے بات''...... چیف نے کہا
اور ساتھ ہی اس نے میز پر پڑا ہوا کارڈ لیس فون پیس اٹھایا اور
اس پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کرتے
ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا اور فون
پیس میز پر رکھ دیا۔ اس نے فون پیس کا لاؤڈر آن کر دیا تھا تاکہ

جیگر اور راڈش بھی اس کی اور ٹیری کی باتیں سن سکیں۔

''ٹیری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹیری کی آواز
سنائی دی۔

''ڈالٹن بول رہا ہوں''۔ چیف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ چیف آپ۔ اس کا مطلب ہے کہ جیگر اور راڈش آپ
تک پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے آپ کو میرا پیغام پہنچا دیا
ہے''...... دوسری طرف سے ٹیری کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ دونوں میرے سامنے ہی بیٹھے ہیں لیکن تم نے کیا پیغام
دیا ہے انہیں مجھے بتاؤ سب کچھ''...... چیف نے کہا۔

''آپ کو تو علم ہو گا کہ پولیس اور کئی سرکاری ایجنسیاں ایم ٹی
اے کی تلاش میں لگی ہوئی ہیں لیکن انتہائی کوششوں کے باوجود آج
تک اس ایجنسی کا انہیں نشان تک نہیں ملا ہے۔ میں نے اس سلسلے،
میں خود انکوائری کی تھی۔ اس انکوائری سے مجھے پتہ چلا تھا کہ کانڈا
میں جعلی پاسپورٹ اور نقلی کاغذات کے تحت ہم نے جن افراد کو
سیاح بنا کر بھیجا تھا وہ پکڑے گئے تھے۔ ان کی وجہ سے کانڈا نے
حکومتی سطح پر پاکیشیائی حکومت سے سفارتی طور پر اس ایجنسی کا پتہ
لگانے کی درخواست کی تھی جس پر پاکیشیائی حکام نے پولیس اور کئی
سرکاری ایجنسیوں کو اس جعلی ایجنسی کی تلاش کا کام سونپ دیا لیکن
ظاہر ہے اس ایجنسی کا کوئی اصل وجود ہوتا تو انہیں کچھ ملتا۔ انہیں
ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا تھا''...... ٹیری نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"ان سب کے بارے میں مجھے علم ہے۔ تم اس معاملے میں ہونے والی پیشرفت کے بارے میں بتاؤ"...... چیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کانڈا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے بلیو ڈریگن۔ یہ ایجنسی انٹرنیشنل سیاحوں کے بارے میں انکوائری بھی کرتی ہے اور اسی ایجنسی نے ہمارے کچھ آدمیوں کو بھی پکڑا ہے۔ اس ایجنسی کا ایک آدمی ہے ریکس جو عام طور پر وائٹ فاکس کہلاتا ہے۔ میں نے اسے پاکیشیا میں دیکھا تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا کراؤن ہوٹل میں گیا تھا۔ اسے چونکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے اسے پاکیشیا میں دیکھ کر میں چونک پڑا تھا چنانچہ میں اس کے ساتھ سائے کی طرح لگ گیا اور خود ہی اس کی نگرانی کرنی شروع کر دی۔ میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ پاکیشیا کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ اس نے ہوٹل کراؤن میں ہی رہائش اختیار کی تھی۔ وہ آج ایک غیر ملکی سیاح لڑکی کے ساتھ لنچ کے لئے ہال میں بیٹھا تھا تو میں بھی اس کے قریب ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔ ریکس غیر ملکی لڑکی کو جھانسہ دے کر پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوتا اسی لمحے وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرنے والا علی عمران پہنچ گیا جو حد درجہ خطرناک ترین انسان ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جرم کی اور جرم کرنے

والے کی بو دور سے ہی سونگھ لیتا ہے۔ وہ شاید ریکس کا دوست تھا۔ وہ سیدھا اس کی میز کی طرف آیا اور پھر ان دونوں نے ایک دوسرے سے ایسے انداز میں باتیں کرنا شروع کر دیں جیسے وہ انتہائی بے تکلف دوست ہوں۔ میں چونکہ ان کے قریب ہی موجود تھا اس لئے میں نے ان کی باتیں توجہ سے سننا شروع کر دیں اور پھر مجھے یہ سن کر زبردست شاک لگا کہ ریکس یہاں اسی ایجنسی کی تلاش کے لئے پہنچا ہوا ہے۔ اس نے عمران کو بتایا کہ وہ ایم ٹی اے کو ٹریس کرنے آیا ہے اور پھر عمران نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی مدد کرے گا"...... ٹیری نے کہا اور پھر اس نے چیف کو عمران اور وائٹ فاکس کے درمیان ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"چیف۔ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس کا انداز پولیس اور انٹیلی جنس دونوں سے مختلف ہے۔ اگر وہ ہماری راہ پر لگ گیا تو ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔ ٹیری نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو ٹیری جو اس طرح ایک آدمی سے خوفزدہ ہو رہے ہو"...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ آپ شاید عمران کے بارے میں تفصیل نہیں جانتے وہ واقعی خطرناک آدمی ہے"...... ٹیری نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہو گا لیکن ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم فکر نہ کرو۔ وہ لاکھ کوششیں کر لے لیکن اس کی ہر کوشش دیوار سے سر ٹکرانے کے مترادف ہی ثابت ہو گی۔ وہ ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکے گا۔ اگر تم اسے زیادہ ہی خطرناک سمجھتے ہو تو پھر کسی اجرتی قاتل کی مدد سے اس کا خاتمہ کرا دو"...... چیف نے کہا۔

"ایسا کرنا ہمارے حق میں اور برا ہو جائے گا چیف"...... ٹیری نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیوں برا ہو گا"...... چیف نے کہا۔

"عمران پر حملہ کرانے کی صورت میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ جائے گی اور پھر ہمیں یہاں سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں ملے گی"...... ٹیری نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ضرورت سے زیادہ ہی خائف ہو رہے ہو ٹیری۔ خواہ مخواہ اس معاملے میں میرا اور اپنا دماغ خراب نہ کرو۔ وہ ہمارے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ تم خاموشی سے اپنا کام کرتے رہو۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ہمارے راستے میں آیا تو اسے اس کے انجام تک پہنچانا میرا کام ہے۔ سمجھے تم"...... چیف نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میرا کام آپ کو مطلع کرنا تھا اور میں نے اپنا کام کر دیا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ کچھ حاصل نہ کر سکے گا تو ٹھیک ہے"...... ٹیری نے کہا۔

"ہاں۔ اسے دماغ سے جھٹک دو اور اپنے کام پر توجہ دو بس"...... چیف نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ ٹیری تو عمران سے بہت زیادہ ہی خائف لگ رہا ہے"۔ جیگر نے کہا۔

"ہاں۔ عمران کے بارے میں مجھے بھی بہت کچھ معلوم ہے لیکن میں نے یہاں جو سیٹ اپ بنا رکھا ہے اس کے بارے میں عمران تو کیا کوئی بھی کچھ معلوم نہیں کر سکتا"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ پھر بھی اگر آپ حکم دیں تو میں عمران کو ہی راستے سے ہٹوا دیتا ہوں تاکہ ٹیری کے دل سے اس کا خوف ہمیشہ کے لئے نکل جائے"...... جیگر نے کہا تو چیف چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم عمران کو ہلاک کرنے کی بات کر رہے ہو"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ جانتے ہیں کہ راڈش ماہر نشانہ باز ہے اور اسے آپ نے ہمارے ساتھ ٹارگٹ کلر کے طور پر ہی رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو یہ آسانی سے عمران کا خاتمہ کر سکتا ہے"۔ جیگر نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر راڈش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ عمران کے ہلاک ہوتے ہی واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ جائے اور ٹیری کا خدشہ

حقیقت میں بدل جائے اور ہمارا یہاں سے نکلنا بھی مشکل ہو جائے“...... چیف نے کہا۔

”نو باس۔ راڈش اپنے کام میں انتہائی مہارت رکھتا ہے۔ عمران کو ہلاک کر کے یہ ایسا غائب ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی گرد بھی نہ پا سکے گی“...... جیگر نے کہا۔

”یس باس۔ میں یہاں فارغ رہ رہ کر بور ہو گیا ہوں۔ اگر عمران کی ہلاکت کی ذمہ داری آپ مجھے سونپ دیں تو میں آج سے بلکہ ابھی سے اپنے کام پر لگ جاؤں گا اور عمران کو ٹارگٹ کر کے اس کا نشان تک اس دنیا سے مٹا دوں گا اور میں جس انداز میں کام کرتا ہوں آپ جانتے ہی ہیں کہ میں اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتا ہوں“...... اس بار راڈش نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ابھی ہم نے یہاں بہت سے کام کرنے ہیں اور میں اس کام میں کوئی مداخلت یا گڑبڑ نہیں چاہتا ہوں۔ تیری غلط بات نہیں کہہ سکتا۔ یہ عمران واقعی خطرناک انسان ہو گا۔ اگر تمہارا نشانہ چوک گیا تو وہ ہمارے پیچھے لگ سکتا ہے“...... چیف نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں چیف۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دوں گا اور اگر میں عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام بھی رہا تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایسا کوئی نشان نہ چھوڑوں گا کہ وہ مجھ تک اور میرے ذریعے آپ تک پہنچ سکیں اور اگر بالفرض محال میں ناکام

ہو گیا اور وہ مجھ تک پہنچ بھی گئے تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان کے ہاتھ زندہ نہیں آؤں گا۔ ان کی گرفت میں آنے سے پہلے میں خود کو ہی گولی مار لوں گا“...... راڈش نے اسی انداز میں کہا تو چیف خاموش ہو گیا۔

”راڈش کی بات مان لیں چیف۔ عمران کے خلاف اسے کام کرنے دیں۔ یہ ہم سے الگ ہو کر اور اپنے طور پر عمران کے خلاف کام کرے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی اس سے اس وقت تک کوئی رابطہ نہیں کرے گا جب تک یہ اپنا ٹارگٹ ہٹ نہیں کر لیتا“...... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر یہ اپنے طور پر عمران کو ٹارگٹ کرنا چاہتا ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“...... چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو چیف کا جواب سن کر راڈش کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا جیسے چیف نے اس کی بات مان کر اس کی بہت بڑی خواہش پوری کر دی ہو۔

”تھینک یو چیف۔ اب آپ عمران کی طرف سے بے فکر ہو جائیں۔ راڈش موت بن کر عمران کے پیچھے لگ جائے گا اور اب عمران کا زندہ بچنا مشکل نہیں ناممکن ہو جائے گا“...... راڈش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راڈش کے چہرے پر ایسی سفاکی اور درندگی دکھائی دے رہی تھی جیسے وہ ہر حال میں عمران کو ہلاک کرنے کا تہیہ کر چکا ہو۔

”سلیمان۔ سلیمان“...... عمران نے سلیمان کو آوازیں دیتے ہوئے کہا تو سلیمان اس کی دوسری آواز پر ہی آ نمودار ہوا۔

”جی صاحب۔ فرمائیں“...... سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں کب سے گھر آ کر بیٹھا ہوا ہوں۔ ڈنر کا ٹائم ہو رہا ہے اور تم نے مجھے اب تک ایک کپ چائے بھی نہیں پلائی۔ کیا گھر میں چائے کا کال پڑ گیا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ میں ابھی لاتا ہوں چائے“...... سلیمان نے سنجیدگی اور اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔ آج تم ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ اور فرمانبردار دکھائی دے رہے ہو“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں تو ہمیشہ ہی سے سنجیدہ اور آپ کا فرمانبردار ہوں

جناب“...... سلیمان نے جواب دیا۔

”تم اور فرمانبردار“...... عمران نے ہنس کر کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے ہمیشہ آپ کی بے لوث خدمت کی ہے اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے“...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں صاحب۔ اللہ کا شکر ہے میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے“...... سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

”یہاں آؤ“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سلیمان بڑی سعادت مندی سے اس کے قریب آ گیا۔

”جی صاحب فرمائیں“...... سلیمان نے اسی طرح نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بیٹھو“...... عمران نے کہا تو سلیمان بغیر چوں چرا کئے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے۔ تم واقعی ٹھیک ہو نا“...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”جی ہاں۔ میں واقعی ٹھیک ہوں“...... سلیمان نے کہا۔ اس کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔

”رقم چاہئے“...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ اللہ کا احسان ہے۔ سب کچھ ہے میرے پاس''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''تو پھر تنخواہ، الاؤنس، بونس وغیرہ سے کچھ چاہئے تو بتاؤ''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں صاحب۔ میری زندگی کا مقصد آپ کی بے لوث خدمت ہے اور ایسی خدمت میں تنخواہ، الاؤنس اور بونس کوئی معنی نہیں رکھتے''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر یکلخت شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ تم کہہ رہے ہو۔ آج تمہاری یکلخت کایا کیسے پلٹ گئی ہے۔ تم تو ہمیشہ سابقہ تنخواہوں، بونس اور الاؤنسز کے لئے رونا روتے رہتے ہو۔ آج کیا ہوا''...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ سب میری غلطی تھی صاحب اور غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں اور میں بھی انسان ہی ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم اور غلطی کی بات کر رہے ہو بلکہ اپنی غلطی بھی مان رہے ہو۔ حیرت ہے''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں صاحب۔ میں نے جو غلطیاں کی ہیں ان کے لئے میں نے اللہ سے معافی مانگ لی ہے۔ وہ انتہائی رحیم ہے مجھے یقین ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرنے اور اپنے گناہوں پر معافی مانگنے

والوں کو معاف کر دیتا ہے۔ میں آپ سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ آئندہ آپ سے میں ایسی کوئی بات نہیں کروں گا جو آپ کو صدمہ دے یا آپ میری وجہ سے کسی ذہنی خلش کا شکار ہوں''...... سلیمان نے اسی طرح سے سنجیدگی سے کہا تو عمران بے اختیار دیدے گھما کر رہ گیا۔

''تمہاری طبیعت واقعی ٹھیک نہیں ہے۔ چلو میں تمہیں کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی نہیں۔ مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بس میری غلطیاں معاف کر دیں اور اگر ہو سکے تو میرے لئے دعائے خیر کر دیا کریں''...... سلیمان نے باقاعدہ عمران کے سامنے سر جھکاتے ہوئے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

''ڈنر کا کیا کرنا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جو آپ کا حکم ہو گا اس پر عمل کرنا میرا فرض ہے۔ آپ جو کہیں گے آپ کے لئے وہی ڈنر تیار کر دوں گا۔ آپ حکم فرمائیں''...... سلیمان نے اسی طرح سے فرمانبردارنہ لہجے میں کہا تو عمران کو سچ مچ اپنے دیوتا کوچ کرتے ہوئے محسوس ہوئے۔ وہ ہمیشہ سلیمان کو آڑے ہاتھوں لیتا تھا اور نوک جھونک سے اس کا ناطقہ بند کر دیتا تھا لیکن آج سلیمان کے انداز نے اسے بری طرح سے زچ کر دیا تھا۔ وہ غور سے سلیمان کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن سلیمان کے چہرے پر حقیقتاً سنجیدگی کے تاثرات تھے۔

''میں تمہارا سر توڑ دوں گا سمجھے۔ سیدھی طرح سے بکو کہ کیا بات ہے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں ہے صاحب۔ میں ٹھیک ہوں اور میں واقعی تہہ دل سے آپ سے معافی کا طلب گار ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''سلیمان''...... عمران غرایا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''سچ سچ بتاؤ کہ کیا معاملہ ہے۔ آج تم پر اس طرح خاکساری کا بھوت کیسے سوار ہو گیا ہے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میں شروع سے ہی آپ کا خاکسار ہوں جناب۔ آپ نے ہی میری خاکساری قبول نہیں کی ہے ورنہ......'' سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو''...... عمران نے اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں صاحب سوائے اس کے کہ اب باقی کے دو دن میں آپ کی بے لوث خدمت گزاری اور خاکساری میں گزار دوں''۔ سلیمان نے سنجیدگی سے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''دو دن۔ کیا مطلب۔ کیا دو دنوں کے بعد تم مجھے چھوڑ کر جانے والے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ صاحب۔ میں نے آنے والے دو دنوں کی نہیں زندگی

کے باقی بچے دو دنوں کی بات کی ہے۔ زندگی چار دن کی ہے۔ ایک دن بچپن میں گزر گیا دوسرا دن جوانی میں اب ادھیڑ عمری اور بڑھاپے کے دو دن باقی بچے ہیں اس لئے سوچ رہا ہوں کہ یہ دو دن حقیقتاً آپ کے لئے وقف کر دوں تاکہ پچھلے دو دنوں میں مجھ سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے''۔ سلیمان نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''کوئی درس سن کر آئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں صاحب۔ کل جمعہ کی نماز سے پہلے مولوی صاحب نے درس دیا تھا۔ جس میں انہوں نے خدمت گزاری۔ عاجزی اور تابعداری کے بارے میں بتایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے خود غرضی، لالچ، طمع اور مفاد پرستی کے بارے میں بھی بہت کچھ کہا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ خدمت گزاری میں کوئی لالچ، کوئی مفاد پرستی اور کوئی طمع نہیں ہونی چاہئے۔ بڑا پر اثر درس تھا۔ بس میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اب میں بقایا زندگی ایسے ہی آپ کی تابعداری اور خدمت کر کے لئے وقف کر دوں گا''۔ سلیمان نے سنجیدگی سے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب میں ان مولوی صاحب کے لئے ہر وقت جزائے خیر کی دعائیں ہی مانگوں گا جس نے تم جیسے ناعاقبت اندیش باورچی کا ذہن بدل دیا ہے اور اب مجھے یقین ہے کہ مجھے صبح بہترین ناشتہ

ملے گا، لنچ اعلیٰ قسم کا ہو گا اور ڈنر بھی مقوی غذاؤں سے بھرپور ہو گا اور اب مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ تم نے اپنی سابقہ تنخواہیں، بونس اور الاؤنسز بھی معاف کر دیئے ہیں اس لئے اب میں سکون کا سانس لے سکتا ہوں۔ مولوی صاحب نے میرے سر سے تمہارے قرض کا بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے''...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ آپ کے سر پر اب میرا کوئی قرض واجب ادا نہیں ہے''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''بس اب تمہارا فرض ہے کہ مولوی صاحب کے وعظ کے عین مطابق میری بے لوث خدمت گزاری کرو اس کا تمہیں مالک کائنات کی طرف سے بہت زیادہ اجر ملے گا''...... عمران نے کہا تو سلیمان یکلخت چونک پڑا۔

''مالک کائنات''...... سلیمان کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ دنیا کا اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں۔ مولوی صاحب کے وعظ کا یہی مطلب تھا کہ مالک کائنات کو راضی رکھو۔ اسی کی عبادت کو فرض سمجھ کر کرو اور جب بھی مانگو اور جو بھی مانگو اسی سے مانگو''...... عمران نے کہا تو سلیمان یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر چھائے ہوئے خدمت گزاری اور فرمانبرداری کے بادل جیسے یکلخت چھٹ گئے۔

''اوہ اوہ۔ اب سمجھا تو مولوی صاحب یہ سب اللہ تعالیٰ کے

مالک کائنات ہونے کے بارے میں بتا رہے تھے اور میں مالک کا مطلب یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ آپ میرے مالک ہیں اور میں آپ کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کروں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ اب صحیح سمجھے ہو تم۔ بہرحال اب تم سب قرض معاف کر چکے ہو۔ مجھ پر اب تمہارا کوئی قرض نہیں ہے۔ نہ میں نے تمہیں کوئی سابقہ تنخواہ دینی ہے نہ بونس اور نہ کوئی الاؤنس اس لئے میری طرف سے تمہاری چھٹی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چھٹی۔ کیا مطلب۔ کیسی چھٹی۔ کیوں چھٹی''...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے میں تمہیں سابقہ تنخواہوں، بونس اور الاؤنسز کی وجہ سے جھیل رہا تھا۔ ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ نجانے تم کب مجھ پر ان سب کے لئے کیس کر دو اور مجھے لمبی قید کرا دو اس لئے مجھے تمہارا ہر نخرہ برداشت کرنا پڑتا تھا، تمہارے ناز اٹھانے پڑتے تھے اور تم جیسے نالائق باورچی کو آغا سلیمان پاشا جیسے القابات سے پکارنا پڑتا تھا۔ تم سکون سے مقوی غذائیں، حریرہ جات اور نجانے کون کون سی صحت افزاء غذائیں کھاتے تھے اور میرے حصے میں نہ صبح کو اچھا ناشتہ آتا تھا نہ ڈھنگ کا لنچ ملتا تھا اور نہ ہی آج تک میں نے تمہارے ہاتھوں کا بنایا ہوا کبھی لذیذ ڈنر کیا ہے۔ سوکھا سڑا، باسی اور بچا ہوا جو کچھ بھی تم لا کر میرے سامنے رکھ دیتے تھے میں صبر شکر اور بالخصوص مجبوری کی وجہ سے زہر مار کر لیتا تھا لیکن آج تم

نے میری کھوئی ہوئی طاقت، میرا اعتماد اور میرا حوصلہ پھر سے بحال کر دیا ہے۔ اب میں تمہارے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو سکتا ہوں۔ سینہ تان کر تم سے بات کر سکتا ہوں اور تمہاری اینٹ کا جواب پتھر سے بھی دے سکتا ہوں اور۔ اور......'' عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''بس بس رہنے دیں۔ میں نے زبانی کلامی بات کی ہے آپ کو کوئی اشٹام لکھ کر نہیں دے دیا جو آپ ماش کے آٹے کی طرح ابھی سے اکڑنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں اب بھی پہلے والا سلیمان ہوں اور آپ میرے مقروض ہیں۔ میرے سامنے اکڑنے اور مجھ سے سخت لہجے میں بات کرنے کے لئے آپ کو میرا سارا ادھار چکانا پڑے گا اور اگر آپ نے مجھ پر خواہ مخواہ کا رعب ڈالا تو میں تمام قرض خواہوں کو آپ کا چہرہ دکھا دوں گا پھر آپ آگے آگے ہوں گے اور قرض لینے والے ڈنڈے اٹھائے آپ کے پیچھے پیچھے۔ سوچ لیں''...... سلیمان نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

''ڈ۔ ڈنڈے۔ تو کیا وہ مجھ سے قرض واپس لینے کے لئے مجھے ڈنڈوں سے ماریں گے''...... عمران نے سہم جانے والے انداز میں کہا۔

''صرف ڈنڈے ہی نہیں۔ جن جن سے میں نے آپ کے نام سے قرض لیا ہے انہوں نے قرض وصولی کے لئے ظالم اور سفاک قسم کے بدمعاش پال رکھے ہیں جو انسان کو چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دیتے ہیں اور قرض وصول کرنے کے لئے کھال تک اتار

دیتے ہیں۔ یہ تو آپ میرا احسان سمجھیں کہ میں ان بدمعاشوں کو آپ تک نہیں پہنچنے دیتا۔ آپ فلیٹ میں بھی ہوں تو میں انہیں کہہ دیتا ہوں کہ آپ غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک میں نے آپ کی انہیں پہچان تک نہیں کرائی ہے جس دن میں نے ایسا کر دیا تو بس سمجھ لیں کہ آپ کے جسم پر صرف ہڈیاں ہی رہ جائیں گی اور وہ بدمعاش آپ کی کھال، گوشت سب نوچ کر لے جائیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ تب تو واقعی مجھے تمہارا احسان مند ہونا چاہئے۔ تمہاری ہی وجہ سے تو میری جان بچی ہوئی ہے''...... عمران نے اور زیادہ سہم کر کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''دیکھو۔ کسی قرض وصول کرنے والے کا تو فون نہیں ہے۔ اگر ہو تو اس سے کہہ دینا کہ صاحب غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی دس بیس سال سے پہلے نہیں ہو گی''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو۔ آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کا چیف آغا سلیمان پاشا بول رہا ہوں''...... سلیمان نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب سے بات کراؤ''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''جی بہتر''...... سلیمان نے جواب دیا اور رسیور کان سے ہٹا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''دانش منزل سے طاہر صاحب کی کال ہے''...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔ عمران نے اس سے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

''مفلس و قلاش علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو سلیمان مسکراتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

''شکر ہے اللہ کا۔ اللہ واقعی مسبب الاسباب ہے۔ چلو کچھ تو مفلسی اور قلاشی کا بوجھ کم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''آج آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مفلسی محسوس کر رہے ہیں عمران صاحب۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آج تو ایسا لگ رہا ہے جیسے گردن تک مفلسی کی دلدل میں دھنس چکا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو سلیمان کے ساتھ ہونے والی نوک جھونک سے آگاہ کر دیا جس پر بلیک زیرو بے اختیار ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔

''اچھا تم بتاؤ۔ تم نے کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے

کہا۔

عمران صاحب۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر میٹنگ روم میں پہنچ چکے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

''صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر میٹنگ روم میں پہنچ چکے ہیں۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ ان تینوں نے کیا کہا تھا اور آپ ہی نے تو انہیں آج میٹنگ روم میں آنے کا حکم دیا تھا کہ آج آپ بطور چیف ان تینوں کے لئے اہم فیصلہ کریں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یاد آیا۔ ان تینوں نے کہا تھا کہ وہ تینوں فارغ رہ رہ کر بور ہو گئے ہیں اور یہ کہ میں انہیں اپنے ساتھ مشنز پر تو لے جاتا ہوں لیکن میرے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہیں مشکل سے ہی ہاتھ پیر ہلانے کا موقع ملتا ہے اور سارا کام میں اکیلا ہی کر جاتا ہوں''...... عمران نے یاد کرنے والے انداز میں کہا۔

''جی ہاں۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ پاکیشیا میں دو لوکل گروپس بھی بنا دیئے گئے ہیں جنہیں ہاتھ پیر ہلانے کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔ ایک جوزف اور جوانا کا سنیک کلرز گروپ اور دوسرا فور سٹارز کا گروپ۔ ان گروپس کو لوکل سطح پر کام کرنے کے مواقع میسر آ جاتے ہیں جبکہ بڑے اور اہم مشنز پر آپ کے ساتھ جانے کے باوجود وہ سوائے بھاگ دوڑ کرنے کے اور کچھ نہیں کر پاتے۔ اس

لئے انہوں نے درخواست کی تھی کہ جب تک کوئی فارن مشن نہ ہو تو انہیں بھی کوئی ایسا گروپ بنا کر لوکل سطح پر ہی کام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ بھی پاکیشیا میں موجود دشمن عناصر کے خلاف نبرد آزما ہوسکیں اور پاکیشیا کو ایسے کرائم سے نجات دلا سکیں جو اندر ہی اندر پاکیشیا کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یاد آ گیا ہے مجھے۔ یہ درخواست انہوں نے پچھلے ہفتے دی تھی اور میں نے انہیں آج کے دن میٹنگ روم میں آنے کا کہا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ بھول گئے تھے لیکن ان تینوں کو آج کا دن یاد تھا اس لئے وہ وقت پر میٹنگ روم میں پہنچ چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا کروں۔ بھولنے کی اب شاید بیماری سی ہوگئی ہے مجھے اور یہ بیماری ظاہر ہے بڑھاپے کی منزل کی پہلی سیڑھی ہے جس پر اب میں واقعی قدم رنجہ ہو رہا ہوں''...... عمران نے مسمسی سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ مصروفیت کی وجہ سے آپ کے ذہن سے نکل گیا ہوگا۔ خیر بتائیں کہ اب کیا پروگرام ہے کیا جواب دینا ہے انہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ابھی اس بارے میں مجھے کچھ سوچنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ تم

ان سے کہہ دو کہ ابھی تم نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے یا پھر ایسا کرو کہ ان سے کہو کہ وہ اس سلسلے میں مجھ سے آ کر مل لیں۔ میں ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کروں گا کہ سنیک کلرز اور فورسٹارز کے بعد اگر کسی نئے گروپ کی ضرورت ہے تو وہ کون سا گروپ ہونا چاہئے۔ اس گروپ کا نام کیا ہو اور وہ گروپ ملکی مفاد کے لئے کیا کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا جولیا بھی ان کے ساتھ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ فی الحال تو وہ تینوں ہی ہیں جولیا کو شاید ان کے فیصلے کا علم نہیں ہے ورنہ اب تک وہ فون پر مجھ سے بات کر چکی ہوتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ اس معاملے سے باہر ہی رہے تو اچھا ہے ورنہ اگر سارے ممبروں نے ٹھان لی تو سب ہی الگ الگ گروپس بنا کر بیٹھ جائیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس گروپ بندیوں میں پڑ کر ناکارہ ہو جائے گی اور فارن مشنز کے لئے ہمیں نئے سرے سے خالی آسامیوں کے اشتہارات دینے پڑیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی اگر سیکرٹ سروس کی اسی طرح گروپ بندیاں ہوتی رہیں تو پھر فارن مشنز آپ کو یا پھر مجھے ہی جا کر مکمل کرنے پڑیں گے۔ اپنے اپنے گروپس بنا کر ممبران

یہاں مصروف ہو جائیں گئے تو پھر ہمارے پاس واقعی کوئی چوائس باقی نہ رہ جائے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”خیر ایسا بھی نہیں ہے۔ خود کو مصروف کرنے کے لئے وہ یہاں بھاگ دوڑ کر سکتے ہیں اور ملک دشمن عناصر کے خلاف جدوجہد کرنا اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانا بھی ان کے لئے ضروری ہے۔ وہ کہیں بھی مصروف ہوں لیکن جب ملک کو ان کی ضرورت ہو گی اور انہیں کسی اہم مشن پر لے جانا ہو گا تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر میرے ساتھ چل پڑیں گے۔ تنویر سمیت اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا اور اگر ایسا ہوا بھی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرے ساتھ ٹائیگر، جولیا اور صالحہ بھی تو جا سکتے ہیں۔ یہ بھی صلاحیتوں میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ فارن مشنز پر ان کی صلاحیتوں کا مظاہرہ ہم دیکھ ہی چکے ہیں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو کیا آپ ان تینوں کا نیا گروپ بنانے کا پروگرام بنا رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”پروگرام تو نہیں بنا رہا لیکن ان سے ملنے کے بعد پروگرام بن بھی سکتا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ نے ان کا نیا گروپ بنایا تو اس گروپ کا نام کیا ہو گا اور وہ کن معاملات میں ہاتھ ڈالیں اور کن معاملات میں ہاتھ ڈالنے سے اجتناب کریں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”انہیں فری ہینڈ دیا جائے گا۔ وہ کسی بھی سماجی جرم کے خلاف

کام کر سکیں گے۔ ایسے جرائم جن کے خلاف سنیک کلرز یا فورسٹارز بھی کام کرتے ہیں۔ دونوں گروپس اپنی اپنی لمٹ میں رہ کر کام کرتے ہیں لیکن نئے گروپ کا کام ان لمٹ ہو گا۔ وہ لوکل اور فارن دونوں معاملات میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ملک دشمن عناصر کے خلاف کام کر سکیں گے اور انہیں ان کے انجام تک بھی پہنچا سکیں گے۔ ان کے اختیارات بھی لامحدود کر دیئے جائیں گے تا کہ وہ کھل کر اور اپنی ذہانت کے بل بوتے پر ہر سطح پر کام کر سکیں اور جس معاملے میں ہاتھ ڈالیں اسے منطقی انجام تک پہنچا سکیں“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”سوچ لیں۔ انہیں فری ہینڈ دینے کا مطلب ہو گا کہ وہ سیاہ سفید کے مالک بن جائیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہو گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ وہ سیاہ سفید کے مالک نہیں بنیں گے۔ ان کا ایک گروپ لیڈر ہو گا اور وہ گروپ لیڈر ایکسٹو کے احکامات کا ہی پابند ہو گا۔ الگ اور نیا گروپ بنانے کے باوجود بھی یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حیثیت سے کام کریں گے اور انہیں ہر کام کے لئے ایکسٹو کی اجازت لینا ضروری ہو گی۔ ایکسٹو کے حکم کے خلاف کچھ کرنے کی انہیں اجازت نہیں دی جائے گی“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”کون ہو گا ان کا گروپ لیڈر“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں کہ گروپ لیڈر کے لئے میں ان کے سامنے اپنا ہی نام رکھ دوں اور ایکسٹو کے حکم کے تحت انہیں طوعاً کرہاً ہی سہی مجھے اپنا لیڈر تسلیم کرنا ہی پڑے گا لیکن ایسا کرنا ان کے صوابدید اختیارات پر قبضہ کرنے کے مترادف ہو گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بات کا فیصلہ وہ خود کریں کہ ان کا گروپ لیڈر کون ہونا چاہئے۔ ان کے سامنے میں سر جھکا کر معصوم سی شکل بنا کر بیٹھ جاؤں گا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تو فوراً میرے حق میں ووٹ دے دیں گے لیکن تنویر کی موجودگی میں میری دال گلنا مشکل ہو جائے گی۔ اگر اسے معلوم ہوا کہ ان کے نئے گروپ کا میں بھی حصہ بننے جا رہا ہوں تو وہ اس گروپ میں شامل ہونے سے ہی انکار کر دے گا اور الگ سے ون مین پاور گروپ بنا کر بیٹھ جائے گا جس کا رکن بھی وہ خود ہو گا اور لیڈر بھی اور تم تو جانتے ہی ہو کہ اگر اس نے ایسا کر دیا تو پھر اس کے ون مین پاور گروپ کے سامنے باقی تمام گروپس بے وقعت ہو کر رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''تو پھر میں انہیں آپ کی طرف بھیج دیتا ہوں۔ آپ خود ہی ان سے بات کر لیں اور پھر جو فیصلہ ہو مجھے بتا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ان تینوں اور جولیا اور صالحہ کو بھی بھیج دو۔ سیکرٹ سروس نے اگر گروپ بندیوں پر آنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر

میں ایک نہیں دو گروپ بناؤں گا۔ ایک گروپ کا لیڈر وہ جس کو مرضی بنا لیں لیکن دوسرے گروپ کا لیڈر میں ہی بنوں گا چاہے کوئی کتنا ہی کیوں نہ اعتراض کر لے''...... عمران نے کہا۔

''اور اس دوسرے گروپ میں کون کون شامل ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دوسرا گروپ جولیا اور صالحہ کا ہو گا۔ لیڈیز گروپ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو کیا آپ لیڈیز گروپ کے لیڈر بنیں گے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مردوں کے معاملے میں لیڈیز زیادہ فرمانبردار اور خدمت گزار ہوتی ہیں اور آج مجھے سلیمان نے اپنی فرمانبرداری اور خدمت گزاری پیش کی تھی لیکن میں نے حماقت کر کے سب کچھ خراب کر دیا اور اسے مالک کا اصل مطلب بتا دیا۔ جسے سن کر اس نے ایک لمحے میں اپنی ساری خدمت گزاری اور فرمانبرداری ناک کے راستے باہر نکال دی اور مجھے پھر سے آنکھیں دکھانی شروع کر دی ہیں۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں لیڈیز گروپ تشکیل دوں اور اس کا لیڈر بن کر کسی اور کے خلاف تو نہیں لیکن دنیا کے تمام باورچیوں کے خلاف ان ایکشن ہو جاؤں تاکہ وہ اپنے مالک کے سر پر نہ چڑھ سکیں اور انہیں سابقہ تنخواہوں، بونس اور الاؤنسز کے بوجھ تلے دبا کر نہ رکھ سکیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے

اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ میں کہہ دیتا ہوں۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب آپ کے فلیٹ میں پہنچ جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے فلیٹ میں۔ ارے باپ رے وہ سب ایک ساتھ آ گئے تو سلیمان بے چارے کی تو شامت ہی آ جائے گی۔ وہ ابھی ابھی خدمت گزاری اور فرمانبرداری کے عہدے سے سبکدوش ہوا ہے۔ اس میں غصہ اور مجھے ستانے کا نیا جذبہ پھر سے بیدار ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا سارا غصہ اور رعب مجھ پر نکال کر ان کے سامنے میری سبکی کرا دے اس لئے تم انہیں یہاں نہ بھیجو بلکہ ان سے کہو کہ وہ ہوٹل کراؤن پہنچ جائیں اور میرے اعزاز میں بہترین ڈنر کا اہتمام کریں۔ ڈنر کرنے کے بعد مابدولت انہیں نئے گروپ کی خوشخبری سنائیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ میں انہیں کراؤن ہوٹل بھیج دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... رسیور رکھتے ہی عمران نے سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

''فرمائیں''...... سلیمان نے دروازے پر نمودار ہو کر بڑے بے زار سے لہجے میں کہا۔

''ایک بہت بڑے ہوٹل میں میرے اعزاز میں ڈنر ہو رہا ہے

اس لئے تم آج جو بدمزہ اور پھیکے قسم کا ڈنر تیار کرو وہ خود ہی کھا لینا''...... عمران نے کہا۔

''آپ سے کس نے کہا کہ میں آپ کے لئے ڈنر تیار کر رہا ہوں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''ارے۔ تو پھر تم کچن میں کیا کرنے گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں کچن میں نہیں اپنے کمرے میں اپنا سوٹ استری کر رہا تھا۔ آج آل پاکیشیا باورچی ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس فائیو سٹار ہوٹل میں ہو رہا ہے۔ اجلاس کے بعد شاندار ڈنر دیا جائے گا اور میں اس اجلاس کا مہمان خصوصی ہوں اس لئے وہاں جانے کی تیاری کر رہا تھا''...... سلیمان نے کہا۔

''سالانہ اجلاس۔ یہ باورچی ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس سال میں کتنی بار ہوتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باورچی ایسوسی ایشن کا میں چیئرمین ہوں اور یہ میری مرضی پر منحصر ہے کہ سالانہ اجلاس سال میں کتنی بار کیا جائے اور میری کوشش ہوتی ہے کہ تمام ممبران پر میرا رعب و دبدبہ برقرار رہے اس لئے میں ہر مہینے دو تین بار سالانہ اجلاس طلب کر ہی لیتا ہوں''...... سلیمان نے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور اس کے اخراجات کہاں سے پورے ہوتے ہیں''۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اجلاس میرے حکم پر منعقد کیا جاتا ہے تو اس کے اخراجات پورے کرنا بھی میری ہی ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ سب میں ہی کرتا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اس کے لئے تو خاصی بڑی رقم کی ضرورت پڑتی ہو گی تمہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہر اجلاس میں پانچ لاکھ کی لاگت آ ہی جاتی ہے"...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"پانچ لاکھ۔ مطلب یہ کہ اگر تم مہینے میں دو اجلاس بھی منعقد کرو تو تمہیں ہر ماہ دس لاکھ روپے چاہئیں"...... عمران نے آنکھیں پھیلا کر کہا۔

"جی ہاں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اور تمہارے پاس یہ دس لاکھ آتے کہاں سے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"پہلے مجھے رقم کا بندوبست کرنے میں دشواری ہوتی تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اس کا خود ہی بندوبست کر دیا ہے اور میرے لئے ایک جگہ ایسا خزانہ پہنچا دیا ہے جہاں سے میں آسانی سے دس بیس لاکھ نکال لیتا ہوں اور اس جگہ جتنی دولت موجود ہے وہ میرے لئے دس پندرہ سال تک کے لئے کافی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں کہیں سے قارون کا خزانہ مل گیا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"قارون کا تو نہیں البتہ آپ اسے عمرانی خزانہ ضرور کہہ سکتے ہیں"...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

"عمرانی خزانہ۔ کیا۔ کیا مطلب"...... عمران نے کہا اس کے چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"مطلب یہ کہ سپیشل روم کی دیوار میں جو خفیہ سیف ہے وہاں آپ نے چھ ماہ پہلے سوپر فیاض کو ٹھگ کر پچیس کروڑ روپے چھپائے تھے۔ اس خفیہ سیف کا مجھے علم ہو گیا تھا اور میں نے اپنی کوششوں سے اس کا کوڈ بھی معلوم کر لیا تھا۔ اب بس مجھے اتنا ہی کرنا پڑتا ہے کہ میں آپ کی غیر موجودگی میں سپیشل روم میں جاتا ہوں۔ خفیہ سیف کا کوڈ لگاتا ہوں۔ اسے کھول کر اپنی ضرورت کے مطابق رقم نکالتا ہوں اور بس"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا۔ تمہیں خفیہ سیف اور اس کے خفیہ کوڈ کا کیسے علم ہوا اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں نے سوپر فیاض سے اتنی بڑی رقم حاصل کی ہے اور اسے لا کر سیف میں رکھا ہے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جس دن آپ سوپر فیاض کو بلیک اور وائٹ میل کرنے کے

لئے فون کر رہے تھے اس روز میں فلیٹ میں ہی تھا۔ آپ کی باتیں میں نے سن لی تھیں۔ سوپر فیاض آپ کو رقم دینے پر مجبور ہو گیا تھا اور آپ اسی وقت اس سے رقم لینے چلے گئے تھے تو میں نے صرف اتنا کیا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے میں سپیشل روم میں جا کر چھپ گیا تھا۔ جب آپ رقم لے کر آئے تو آپ نے میری آنکھوں کے سامنے ہی خفیہ سیف اوپن کیا اور پھر اسے کوڈ لگا کر کھولا تھا۔ اس میں رقم رکھ کر آپ نے کوڈ لگا کر اسے پھر سے بند کیا اور چلے گئے۔ اس کے بعد میرا کام آسان ہو گیا''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

''اسے کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ چور کو پڑ گئے مور۔ اور جب گھر میں ہی چور موجود ہو تو باہر سے کسی کے آنے کا بھلا کیا خطرہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے سر پیٹتے ہوئے کہا تو سلیمان ہنس پڑا۔ وہ مڑا اور گنگناتا ہوا واپس کچن کی طرف ہو لیا۔

''یااللہ ایسا تیز نظر باورچی میرے ہی مقدر میں لکھا تھا''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکلا تو اس کے جسم پر بہترین تراش کا سوٹ تھا جو اس پر بے حد جچ رہا تھا۔ عین اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ یہ آج تمہارا پورا نام مع ڈگریوں کے کہاں غائب ہو گیا۔ تم تو ہمیشہ اپنا پورا نام مع ڈگریاں بتانے کے عادی ہو''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''جہاں میرے باورچی سلیمان نے میری ساری جمع پونجی غائب کر دی ہو وہاں نام کے غائب ہو جانے سے کیا فرق پڑتا ہے جناب۔ سمجھ لیں کہ جہاں میرے پچیس کروڑ غائب ہوئے ہیں ان کے ساتھ ہی میرا پورا نام مع ڈگریوں کے غائب ہو گیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''پچیس کروڑ۔ کیا مطلب''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی مگر وہ سپر فیاض کا ذکر گول کر گیا تھا۔ اس کی باتیں سن کر سر سلطان ہنسنے لگے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ عمران اور سلیمان کا ہنسی مذاق کا سلسلہ ہے جس میں صداقت نہیں ہے۔

''اب تو یہ حال ہے کہ کسی فقیر کو دینے کے لئے میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی باقی نہیں بچی ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''فکر نہ کرو۔ فقیر کو خیرات دینے کے لئے پیسے میں دے دوں گا''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اللہ۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ چلو اتنا تو ہوا۔ باقی کا بھی وہ کارساز ہے کچھ نہ کچھ کر ہی دے گا۔ تو کیا میں آ جاؤں آپ سے

دس کروڑ لینے کے لئے“...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دس کروڑ۔ کیا مطلب۔ میں نے فقیر کو خیرات دینے کی بات کی ہے اور تم دس کروڑ کی بات کر رہے ہو“...... سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں بھی تو فقیر کی ہی بات کر رہا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ فقیر کو کتنی رقم دینی چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”یہی دس بیس یا سو پچاس اور کیا دیا جا سکتا ہے فقیر کو“...... سر سلطان نے کہا۔

”مطلب یہ کہ آپ نے فقیر بھی اپنے جیسے ڈھونڈ رکھے ہیں جو دس بیس یا پچاس سو لے کر خاموشی سے چلے جاتے ہیں۔ جناب فلیٹوں سے خیرات لینے کے لئے آنے والے فقیر میرے جیسے ہوتے ہیں جو دس بیس کروڑ لئے بغیر واپس جانے کا نام نہیں لیتے“...... عمران نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر تم ان فقیروں کو سلیمان پاشا کے لئے ہی چھوڑ دو۔ وہ خود ہی انہیں خیرات دے دیا کرے گا۔ فی الحال میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ کانڈا حکومت سے ہماری حکومت کو ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے“...... سر سلطان نے کہا۔

”حکومت کی طرف سے حکومت کو بھیجے گئے مراسلے سے میرا کیا واسطہ“...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”پوری بات تو سن لو۔ اس مراسلے کے مطابق پاکیشیا کا کوئی خفیہ گروپ پاکیشیا سے کانڈا انسانی اسمگلنگ کر رہا ہے۔ ان میں نوجوان لڑکے بھی شامل ہیں اور نوجوان لڑکیاں بھی اور ان کو وہ لوگ خفیہ طور پر جرائم پیشہ افراد کو فروخت کرتے ہیں اور جرائم پیشہ افراد نہ صرف لڑکیوں سے عصمت فروشی کا کام کراتے ہیں بلکہ انہیں ہلاک کر کے ان کے اعضاء پیوند کاری کے لئے مختلف ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کو فروخت کرتے ہیں حالانکہ حکومت کانڈا نے پیوند کاری پر پابندی لگائی ہوئی ہے“...... سر سلطان نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو اسمگل کیا جا رہا ہے۔ کیا تفصیلات ہیں“...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس بارے میں تفصیل بھی موجود ہے اور ساتھ ہی کانڈا میں عورتوں اور نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے ایک سرکاری ادارہ کے چیئر مین کا پتہ بھی موجود ہے۔ جس نے اس کیس کو ٹریس کیا ہے۔ اس سے مزید تفصیلات اور معلومات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں“۔ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کیس تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہیں ہے۔ پھر یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ مراسلہ تین ماہ پہلے بھیجا گیا تھا۔ اسے انٹیلی جنس بیورو کو بھیج

دیا گیا تھا لیکن وہاں سے حکومت کو یہ رپورٹ ملی ہے کہ ایسے واقعات پورے ملک میں ٹریس نہیں کئے جا سکے۔ اکا دکا نوجوان مرد اور عورتوں کے اغوا کی وارداتیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن جس انداز میں اس مراسلہ میں بتایا گیا ہے ایسی وارداتیں پاکیشیا میں کہیں رپورٹ نہیں ہوئی ہیں لیکن اس ادارے کے چیئر مین کا کہنا ہے کہ یہ سارا کام انتہائی وسیع پیمانے پر کیا جا رہا ہے چنانچہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ کیس خصوصی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ریفر کیا جائے اور یہی سب بتانے کے لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ نے کیس باضابطہ طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... سر سلطان نے کہا۔

''انٹیلی جنس کی رپورٹ ساتھ بھیجی گئی ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''صرف انٹیلی جنس کی رپورٹ ہی نہیں بلکہ اعلیٰ حکام کی رپورٹ بھی ساتھ ہے''...... سر سلطان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے میں دیکھ لیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ ہونٹ بھینچتے ہوئے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سلیمان کو آواز دے کر اپنے جانے کے بارے میں بتایا اور پھر وہ فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اب سنجیدگی کے

ساتھ بے حد کبیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ یہ سن کر کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو نہ صرف پاکیشیا سے اغوا کیا جا رہا ہے بلکہ انہیں ہلاک کر کے ان کے جسموں کے اعضاء نکال کر فروخت کئے بھی جا رہے ہیں اسے بے حد دکھ ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار نہایت تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ ابھی اس نے دانش منزل جانے والی سڑک کی طرف موڑ کاٹا ہی تھا کہ یکلخت اس کی کار کے قریب سے سیاہ رنگ کی ایک کار تیزی سے گزری اور دوسرے لمحے اس کار کی کھڑکی سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اس ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر عمران کی کار کی سائیڈ سیٹ پر آ گری۔ عمران نے چونک کر سائیڈ سیٹ کی طرف دیکھا اور پھر وہ بری طرح سے بوکھلا گیا۔ سائیڈ سیٹ پر ایک ہینڈ گرنیڈ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے بریک لگائے۔ کار کے ٹائر جم گئے اور سڑک پر احتجاجاً چیختے اور سیاہ رنگ کی لمبی لکیریں بناتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی کار ایک جھٹکے سے رکی عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور پوری قوت سے باہر چھلانگ لگا دی لیکن ابھی اس نے باہر چھلانگ لگائی ہی تھی کہ یکلخت ایک زوردار دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کار کے ساتھ اس کے بھی چیتھڑے اڑ گئے ہوں۔ دوسرے لمحے اس کا دماغ یوں تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔

کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سن کر بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر سامنے میز پر رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھا۔

"یس۔ کم اِن"...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا اور وہ شکل وصورت سے انگریزی فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ادھیڑ عمر آدمی مسکرا دیا۔

"آؤ سارٹن بیٹھو"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو نوجوان آگے بڑھا اور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آج کافی دنوں بعد آنا ہوا ہے۔ کہاں تھے اتنے دن"۔ ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مصروف تھا۔ اس بار سپلائی میں دیر ہو گئی تھی اس لئے مجھے بھی آپ کے پاس آنے میں وقت لگ گیا"...... نوجوان نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تو نئی سپلائی مل گئی ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو آیا ہوں"...... نوجوان نے جواب دیا جس کا نام سارٹن تھا۔

"ویل ڈن۔ نئی سپلائی کے لئے میں بھی گزشتہ کئی روز سے پریشان تھا"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"اب پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے"...... سارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے بتاؤ اس بار کیا ہے سپلائی میں اور تعداد کتنی ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو نوجوان نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال کر بڑے احترام کے ساتھ ادھیڑ عمر کی طرف بڑھا دیا۔

"تیس نوجوان لڑکے اور بیس لڑکیاں ہیں اور سب کے سب انتہائی خوبصورت اور صحت مند ہیں"...... سارٹن نے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے اثبات میں سر ہلا کر لفافہ کھول لیا۔ لفافے میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تصویریں تھیں جن کی عمریں اٹھارہ سے بیس سال کے درمیان تھیں اور وہ واقعی کافی صحت مند اور خوبرو تھے۔

"ویل ڈن۔ اچھی سپلائی ہے لیکن ان میں زیادہ تعداد لڑکوں کی ہیں جبکہ تم جانتے ہو کہ لڑکوں سے زیادہ لڑکیوں کی کھیپ اہمیت کی حامل ہوتی ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"جو بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ یہ مال بھی بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے"...... سارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال میں ان سے ہی کام چلا لوں گا لیکن آئندہ احتیاط رکھنا کہ مجھے زیادہ تعداد میں نوجوان لڑکیاں چاہئیں۔ لڑکے تو آسانی سے مل ہی جاتے ہیں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"او کے۔ میں کوشش کروں گا"...... سارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ کوشش کرنا کہ جتنا بھی مال حاصل کرو ان میں نوجوان اور خوبرو لڑکیاں زیادہ ہوں یا پھر دونوں کی تعداد ایک جیسی ہی ہو"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"او کے"...... سارٹن نے کہا۔

"تصویریں دیکھ کر تو لگ رہا ہے کہ یہ ایشیائی ہیں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ اس بار ساری سپلائی پاکیشیا سے ہی آئی ہے"۔ سارٹن نے جواب دیا۔

"اسی لئے نوجوان لڑکیاں زیادہ حسین ہیں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارٹن ہنس پڑا۔

"حسین لڑکیاں ہوں تو ان کے ہی دام زیادہ ملتے ہیں ورنہ سادہ اور واجبی شکل کی لڑکیوں کی تو کوئی پھوٹی کوڑی بھی دینے کو تیار نہیں ہوتا ہے"...... سارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ بہرحال بتاؤ۔ اس سپلائی کی قیمت کیا ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"آپ میرے پرانے کلائنٹ ہیں۔ سودے بازی نہ آپ کرتے ہیں اور نہ میں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ لڑکوں کا ریٹ کیا ہے اور لڑکیاں کس بھاؤ میں لیتے ہیں آپ"...... سارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے لڑکوں کے دس ہزار ڈالر فی کس اور لڑکیوں کے بیس ہزار"...... ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ یہی ریٹ طے ہے آپ کے اور میرے درمیان"...... سارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چونکہ مال اچھا لائے ہو اس لئے میں اس بار ریٹ بڑھا دیتا ہوں۔ میں تمہیں لڑکوں کے پندرہ ہزار اور لڑکیوں کے پچیس ہزار ڈالرز دوں گا"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو سارٹن کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"آپ واقعی معاوضہ دینے کے معاملے میں انتہائی فیاض واقع ہوئے ہیں مسٹر جیکسن۔ آپ ہیرے کی قدر کرنا جانتے ہیں اسی لئے تو میں نایاب ہیرے لے کر آپ کے پاس ہی آتا ہوں ورنہ یہ مال مارکیٹ میں کہیں بھی سپلائی کیا جا سکتا ہے"...... سارٹن نے کہا۔

"اور میں سپلائی کسی اور کے ہاتھوں میں کیسے جانے دے سکتا

ہوں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے جس کا نام جیکسن تھا مسکراتے ہوئے کہا تو سارٹن ہنس پڑا۔

''میں حساب کر کے ابھی تمہارے نام کا چیک کاٹ دیتا ہوں۔ پہلے میں سپلائی کو ٹھکانے پر لگانے کا انتظام کر لوں''...... جیکسن نے کہا تو سارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیکسن نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''جیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''جیکسن بول رہا ہوں''...... جیکسن نے اس سے بھی زیادہ کرخت آواز میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس حکم''...... جیکسن کی آواز سن کر دوسری طرف سے جیف نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نئی سپلائی آ گئی ہے۔ بتاؤ کہاں بھجوانی ہے''...... جیکسن نے پوچھا۔

''نیا اڈہ تیار ہے باس۔ آپ سپلائی یہاں بھجوا دیں۔ یہاں ان کی حفاظت کے بھی معقول اور فول پروف انتظامات موجود ہیں''...... جیف نے جواب دیا۔

''اوکے''...... جیکسن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کارڈ نکال کر سارٹن

کی طرف بڑھا دیا۔

''سپلائی کی ڈلیوری یہاں کرنی ہے۔ کوڈ وہی ہے ڈبل بی''۔ جیکسن نے کہا تو سارٹن نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے کارڈ لے کر اسے دیکھے بغیر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔ جیکسن نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چیک بک نکال لی اور پھر اس نے قلم اٹھا کر تیزی سے چیک پر رقم بھرنی شروع کر دی۔ رقم بھر کر اس نے چیک پر سائن کئے اور پھر اس نے چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے سارٹن کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کیا اس میں تو پانچ لاکھ ڈالرز زیادہ ہیں''...... سارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پانچ لاکھ میں تمہیں ایڈوانس میں دے رہا ہوں سارٹن۔ مجھے فوری طور پر ایک اور سپلائی چاہئے اور یہ سپلائی بھی پچاس کے لگ بھگ ہوں اور کوشش کرنا کہ اس بار سارا مال نوجوان اور حسین لڑکیوں پر مشتمل ہو''...... جیکسن نے کہا۔

''اوکے۔ کب تک چاہئے سپلائی''...... سارٹن نے چیک تہہ کر کے اسے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''جتنی جلد مل جائے اتنا اچھا ہے اور اگر یہ کام ایک ماہ میں ہو جائے تو زیادہ بہتر ہو گا''...... جیکسن نے کہا۔

''ایک ماہ میں تو مشکل ہے۔ ہم آج کل سارا کام پاکیشیا میں کر رہے ہیں۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ کافرستان کا مال اچھا نہیں

ہوتا ہے اور اس کی قیمت بھی کم ملتی ہے''...... سارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ کافرستان کے عوام غریب ہیں۔ غربت ہونے کی وجہ سے پاکیشیا کے مقابلے میں کافرستانی لڑکیوں کا رنگ روپ اتنا اچھا نہیں ہوتا اور ان کی صحت بھی اچھی نہیں ہوتی۔ جبکہ ہماری ڈیمانڈ حسین اور صحت مند لڑکیوں کی ہے''...... جیکسن نے کہا۔

''تو پھر آپ مجھے کم از کم دو ماہ کا وقت دیں۔ دو ماہ میں پاکیشیائی لڑکیوں کی کھیپ آپ تک پہنچ جائے گی اور کوالٹی آپ کے معیار کے عین مطابق ہی ہو گی''...... سارٹن نے کہا۔

''دو ماہ بہت زیادہ ہیں سارٹن۔ ہمیں لڑکیوں کی فوری ضرورت ہے۔ ایک عرب ملک میں سپلائی کرنی ہیں جس کے لئے ہم نے کیش پیمنٹ ایڈوانس لی ہوئی ہے۔ ان کی طرف سے بہت پریشر ہے اس لئے تم ایک ماہ کے اندر ہی اپنا کام پورا کرو اور اگر چاہو تو میں اس سپلائی کی ڈبل پیمنٹ بھی دینے کو تیار ہوں''...... جیکسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر ڈبل پیمنٹ ہو جائے تو پھر میں سپلائی ایک ماہ میں تو کیا پندرہ دنوں میں بھی منگوا سکتا ہوں''...... سارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکسن کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''اوکے۔ تمہیں ڈبل پیمنٹ مل جائے گی تم آج سے ہی اپنا کام شروع کر دو اور پندرہ بیس روز میں ہمیں مال سپلائی کر دو''۔ جیکسن نے کہا۔

''مجھے فون دو تاکہ میں تمہاری امانت تمہارے نئے ٹھکانے پر پہنچا دوں''...... سارٹن نے کہا تو جیکسن نے اثبات میں سر ہلا کر فون سارٹن کی طرف کھسکا دیا۔ سارٹن نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''اس کا لاؤڈر آن کر دو تاکہ میں بھی تمہاری اور تمہارے ساتھی کی بات سن سکوں''...... جیکسن نے کہا تو سارٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''وینزویلا کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''سارٹن بول رہا ہوں''...... سارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ کیم بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سارٹن کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کیم میں تمہیں ایک پتہ بتاتا ہوں۔ تم ابھی اور اسی وقت ٹرک لوڈ کرو اور سارا مال اس پتے پر پہنچا دو''...... سارٹن نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے جیکسن کا دیا ہوا کارڈ نکالا اور اس پر لکھا ہوا پتہ بتانے لگا۔

''ٹھیک ہے باس۔ میں سارا مال ابھی بھیج دیتا ہوں''...... کیم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''احتیاط کے ساتھ مال صحیح سلامت اس ٹھکانے پر پہنچنا چاہئے۔ میں مال کی فل پیمنٹ لے چکا ہوں۔ سمجھے تم''...... سارٹن

نے کہا۔

’’یس باس سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں مال لوڈ کرا کر خود اپنی نگرانی میں حفاظت کے ساتھ اس جگہ پہنچاؤں گا‘‘...... کیم نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ وہاں ایک آدمی ہو گا اسے ڈبل بی کا کوڈ بتانا تو وہ تم سے بغیر کچھ پوچھے مال وصول کر لے گا‘‘...... سارٹن نے کہا۔

’’اس آدمی کا نام کیا ہے باس‘‘...... کیم نے پوچھا۔

’’ایک منٹ بتاتا ہوں‘‘...... سارٹن نے سامنے بیٹھے ہوئے جیکسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیکسن نے منہ سے کچھ کہنے کی بجائے سائیڈ پر پڑا ہوا ایک نوٹ پیڈ اٹھایا اور اس پر ایک نام لکھ کر اس نے کاغذ پھاڑ کر سارٹن کی طرف بڑھا دیا۔ سارٹن نے کاغذ اٹھا لیا۔

’’اس آدمی کا نام زارگو ہے‘‘...... سارٹن نے کہا۔

’’ٹھیک ہے باس‘‘...... کیم نے کہا اور سارٹن نے رسیور کریڈل پر رکھا اور فون سیٹ واپس جیکسن کی طرف دھکیل دیا۔

’’اوکے۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ کیم دو گھنٹوں تک مال تمہارے ٹھکانے پر پہنچا دے گا‘‘...... سارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’ارے ارے۔ بیٹھو کہاں جا رہے ہو۔ کافی دنوں بعد آئے ہو اور تم جانتے ہو کہ میں مہمان نوازی کئے بغیر کسی کو نہیں جانے دیتا‘‘...... جیکسن نے کہا۔

’’نہیں۔ تمہاری مہمان نوازی ادھار رہی پھر کسی دن آؤں گا تو جتنی چاہے مہمان نوازی کر لینا۔ فی الحال میرا جانا ضروری ہے۔ بنک ٹائم آف ہونے والا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ چیک آج ہی کیش کرا لوں کیونکہ کل ویک اینڈ آف ہے پھر مجھے دو دن انتظار کرنا پڑے گا‘‘...... سارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا تو جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’اوکے۔ کیش کا معاملہ ہے اس لئے میں تمہیں نہیں روکوں گا‘‘...... جیکسن نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ سارٹن نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ ادھیڑ عمر آدمی کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

’’آسٹن کلب‘‘...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’جیکسن بول رہا ہوں۔ آسٹن سے بات کراؤ‘‘...... جیکسن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ ہولڈ آن کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ہیلو۔ آسٹن بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

’’وائٹ کلب سے جیکسن بول رہا ہوں‘‘...... جیکسن نے کہا۔

’’اوکے۔ بولو کیوں فون کیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے اسی

طرح سے کرخت لہجے میں کہا۔

''سارٹن آیا تھا۔ میں نے اسے ساڑھے چودہ لاکھ ڈالرز کا چیک بنا کر دے دیا ہے۔ وہ ابھی میرے آفس سے نکل کر گیا ہے اور تمہیں پتہ ہے کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے''...... جیکسن نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی اس کے پیچھے جاتا ہوں اور اسے ہلاک کر کے اس سے تمہارا چیک چھین لاتا ہوں''...... آسٹن نے جواب دیا۔

''دھیان رکھنا۔ اس کی موت حادثاتی لگنی چاہئے۔ اسے ہلاک کرتے ہی اس کا سیل فون توڑ کر ضائع کر دینا تا کہ اس کے ساتھی جلد اس سے رابطہ نہ کر سکیں''...... جیکسن نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ میں اپنا کام کرنا جانتا ہوں''...... آسٹن نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جیکسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ چند لمحوں تک تو وہ خالی ذہن پڑا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں سابقہ واقعات اجاگر ہونا شروع ہو گئے جب وہ دانش منزل جانے کے لئے فلیٹ سے نکلا تھا اور پھر جیسے ہی اس نے کار دانش منزل جانے والی سڑک کی جانب موڑی تھی اسی لمحے اس کی کار کے قریب سے گزرنے والی سیاہ رنگ کی ایک کار کی کھڑکی سے ایک ہاتھ باہر آیا تھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز عمران کی کار میں اچھال دی تھی۔

اس آدمی نے جو چیز پھینکی تھی وہ ایک ہینڈ گرنیڈ تھا جو عمران کی کار کی سائیڈ سیٹ پر گرا تھا اور اس ہینڈ گرنیڈ کو دیکھتے ہی عمران نے کار کو بریک لگا کر روک لیا تھا اور پھر وہ کار کا دروازہ کھولتے ہی باہر کود گیا تھا لیکن اس کے کودتے ہی بم بلاسٹ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو اپنے جسم کے پرخچے اڑتے ہوئے محسوس

ہوئے تھے اور ساتھ ہی اس کے دماغ میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بیڈ کے ساتھ چمڑے کی بیلٹوں سے مضبوطی سے بندھا ہوا ہے۔ اس نے سر اور آنکھوں کی گردش سے یہ دیکھ لیا تھا کہ وہ ہسپتال کے کمرے میں موجود ہے۔

عمران نے جسم کو حرکت دی تو یہ محسوس کر کے اس کے چہرے کا سکون اور گہرا ہو گیا کہ اس کا جسم بے حس و حرکت نہ تھا بلکہ اسے واقعی بیڈ کے ساتھ چمڑے کی بیلٹوں سے باندھا گیا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر وہ کار والا کون تھا اور اس نے اس کی کار میں بم کیوں پھینکا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے کمرے کے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''شکر ہے عمران صاحب کہ آپ کو ہوش آ گیا۔ ہم سب آپ کے لئے واقعی بے حد پریشان تھے''...... ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی اور پھر وہ اور اس کے ساتھ کئی ڈاکٹر عمران کے سامنے آ گئے۔ ڈاکٹر صدیقی اور ان کے ساتھ آنے والے ڈاکٹروں کے چہرے مسرت سے جگمگا رہے تھے جیسے عمران کو ہوش میں دیکھ کر ان سب کو واقعی دلی مسرت ہو رہی ہو۔

''ہم سب میں صرف آپ اور آپ کے ڈاکٹروں کا پینل ہی شامل ہے یا کوئی اور بھی موجود ہے ڈاکٹر صدیقی''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمارے ساتھ سر سلطان، ٹائیگر اور آپ کے باقی ساتھی بھی موجود ہیں عمران صاحب۔ اور ہم سب پچھلے تین روز سے آپ کے ہوش میں آنے کے منتظر تھے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''تین دن۔ تو کیا میں تین دنوں سے یہاں ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ آپ پچھلے تین روز سے یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''لیکن مجھے یہاں کون لایا تھا اور مجھے ہوا کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ کی کار کو بم سے اُڑانے کی کوشش کی گئی تھی۔ آپ نے شاید بم پھٹنے سے پہلے ہی کار سے چھلانگ لگا دی تھی۔ اس چھلانگ نے ہی آپ کی زندگی بچا لی تھی ورنہ کار کے ساتھ آپ کے بھی پرخچے اُڑ جاتے۔ بہرحال آپ شدید زخمی تھے اور آپ کا ساتھی آپ کو فوراً یہاں لے آیا تھا اور کئی گھنٹوں کی سرتوڑ کوششوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ کی جان بچا لی گئی لیکن آپ کا بہت سا خون ضائع ہو گیا تھا اور آپ کے سر پر بھی چوٹ آئی تھی اس لئے آپ بے ہوش تھے اور آپ کو ہوش ہی نہ آ رہا تھا جس کے باعث ہم سب کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے اور ڈاکٹرز کے پینل نے آپ کی کنڈیشن دیکھتے ہوئے بہتر گھنٹے اہم قرار دیئے

تھے۔ اگر بہتر گھنٹوں تک آپ کو ہوش نہ آتا تو آپ کی جان کو خطرہ ہوسکتا تھا لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس پاک ذات کا کرم ہو گیا کہ آپ کو بہتر گھنٹوں سے پہلے ہی ہوش آ گیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''اب میری حالت کیسی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ کو زیادہ اندرونی چوٹیں آئی تھیں۔ سر پر لگنے والی چوٹ نقصان دہ ہے اور کچھ نہیں ہوا ہے آپ کو۔ آپ کو ہوش آ گیا ہے اب سر کی چوٹ کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

''تو آپ نے میری اندرونی جسمانی چوٹوں کی وجہ سے مجھے اس طرح بیڈ پر باندھ رکھا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ بے ہوشی کی حالت میں آپ کی حرکت آپ کے لئے خطرے کا باعث بن سکتی تھی اس لئے مجبوراً آپ کو باندھا گیا تھا تاکہ آپ کی رگوں میں خون کی گردش کو متوازن رکھا جا سکے اور اندرونی چوٹوں کی وجہ سے ہوش میں آتے ہی فوراً اٹھنے کی کوشش بھی آپ کو نقصان پہنچا سکتی تھی''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ مجھے جھٹکے کی وجہ سے اندرونی نقصان نہ پہنچے اسی لئے بیلٹوں سے باندھا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ضروری تھا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ نے مجھے نئی زندگی دے کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میں کنوارا نہ مروں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو پھر آپ جلدی سے شادی کر لیں تاکہ آپ دوبارہ اس طرح یہاں آئیں تو ہم آپ کی زندگی بچانے کی بجائے آپ کو سیدھا جنت کے سفر پر روانہ کر سکیں''...... ڈاکٹر صدیقی کے ساتھ کھڑے ڈاکٹر شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا جو ڈاکٹر صدیقی سے زیادہ عمران سے کلوز تھا۔ اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر یہ کام آپ اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیں گے تو زیادہ بہتر ہو گا اس طرح میں جنت میں آپ سے پہلے پہنچ کر آپ کے حصے کی حوروں کو بھی اپنا سکوں گا''...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر شیرازی اور ڈاکٹر صدیقی سمیت وہاں موجود تمام ڈاکٹر ہنس پڑے۔

''باہر آپ کے ساتھی موجود ہیں۔ کہیں تو ان کو اندر بھجوا دوں۔ وہ سب آپ کے لئے بیحد پریشان ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ بھیج دیں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں سر سلطان، ٹائیگر اور سیکرٹ

سروس کے ارکان جتھے کی شکل میں کمرے میں گھس آئے اور انہوں نے عمران کے بیڈ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان میں فور سٹارز شامل نہیں تھے۔ عمران کو ہوش میں دیکھ کر ان سب کے چہرے جگمگا رہے تھے اور وہ بے حد پر مسرت دکھائی دے رہے تھے۔

''عمران صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ پر خصوصی نظر کرم کیا ہے جو آپ اس خوفناک حادثے کا شکار ہونے کے باوجود زندہ بچ گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہی ہے کہ میں تم سب کے درمیان موجود ہوں ورنہ میرا رقیب روسفید خوش ہو رہا ہوتا۔ اب مجھے زندہ دیکھ کر اس کے چہرے پر بارہ بجے ہوئے ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تنویر بھی تمہارے لئے اتنا ہی فکر مند تھا جتنا کہ ہم سب تمہارے لئے تھے اور یہ تم تنویر کی وجہ سے ہی اس وقت زندہ ہو۔ یہی تمہیں جائے حادثہ سے شدید زخمی حالت میں اٹھا کر یہاں لایا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر صدیقی بروقت تمہارا علاج کر سکے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے لئے تو میں واقعی اس کا مشکور ہوں اور یہ اسی کی دعاؤں کا اثر ہے جو میں زندہ بچ گیا ہوں ورنہ جنت میں بیٹھا حوروں سے جنتی پھل لے کر کھا رہا ہوتا اور لذیذ مشروب پی رہا ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں تنویر بھی مسکرا

دیا۔

''تنویر یہ بتاؤ کہ تم وہاں کیا کر رہے تھے اور تمہیں حادثے کا کیسے پتہ چلا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم سب دانش منزل کے میٹنگ ہال میں تھے۔ جب چیف نے ہمیں تم سے ملنے کے لئے کراؤن ہوٹل جانے کا کہا تھا۔ باقی سب تو روانہ ہو گئے لیکن دانش منزل سے نکلتے ہی میری کار خراب ہو گئی۔ میں نے ان سب کو جانے کا کہا اور پھر میں اپنی کار قریب موجود ایک ورکشاپ میں لے گیا جہاں کار ٹھیک ہونے میں کچھ وقت لگ گیا اور جب میں کار لے کر وہاں سے نکلا تو موڑ پر میں نے لوگوں کی بھیڑ دیکھی۔ ٹریفک بھی رکا ہوا تھا۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ نکل جاؤں لیکن پھر میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو اس نے بتایا کہ ایک کار میں دھماکہ ہوا ہے جس میں ایک آدمی شدید زخمی ہوا ہے۔ وہ آدمی کار میں دھماکہ ہونے سے قبل نکل گیا تھا اور ایک طرف سڑک کے کنارے پر پڑا ہوا تھا۔ میں نے کار سائیڈ پر روکی اور پھر آگے بڑھا۔ اس وقت تک پولیس بھی پہنچ چکی تھی۔ سڑک کے کنارے پر جب میں نے بے ہوش اور خون سے لت پت آدمی پر نظر ڈالی تو وہ تم تھے۔ میں نے پولیس والوں کو اپنا تعارف سنٹرل انٹیلی جنس آفیسر کے طور پر کرایا اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ تم سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے بیٹے علی عمران ہو لیکن وہ بضد تھے کہ تمہیں سٹی ہسپتال لے جایا

جائے گا اور پہلے پولیس کارروائی ہو گی۔ میں نے فوراً چیف کو کال کر کے اصل صورتحال سے آگاہ کیا تو تھوڑی ہی دیر میں پولیس کو احکامات مل گئے اور میں تمہیں اپنی کار میں ڈال کر سپیشل ہسپتال لے آیا اور اب تمہیں ہوش آیا ہے“...... تنویر نے مختصر الفاظ میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ جب تم پہنچے تو کیا پوزیشن تھی اور میری کیا حالت تھی اور میں کس حد تک زخمی ہوا تھا“...... عمران نے کہا تو تنویر نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”کار میں بم پھینکنے والے کا کچھ پتہ چلا“...... عمران نے کہا۔

”میں نے تمہیں ہسپتال پہنچا کر واپس جائے حادثہ پر پہنچ کر آئی وٹنس سے کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ ان میں سے ایک آدمی نے سیاہ رنگ کی ایک کار کو تمہاری کار کے قریب سے گزرتے اور بم پھینکتے دیکھا تھا۔ وہ آدمی اتفاق سے تمہاری کار کے پیچھے ہی تھا چونکہ تمہاری کار کی چھت نہیں تھی اس لئے اس آدمی نے سیاہ کار والے کو تمہاری کار میں بم اچھالتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے فوراً کار روک لی تھی ورنہ جس طرح تمہاری کار دھماکے سے اُڑی تھی اس کی کار بھی تباہ ہو سکتی تھی“...... تنویر نے کہا۔

”کیا بتایا ہے اس آدمی نے کیا اس نے بم پھینکنے والے کی شکل دیکھی تھی“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے صرف بم پھینکنے والے کا ہاتھ باہر آتے دیکھا

تھا“...... تنویر نے جواب دیا۔

”اور کار کا نمبر۔ کیا وہ بھی اس نے نہیں دیکھا“...... عمران نے پوچھا۔

”اس نے کار کا نمبر دیکھا تھا۔ میں نے چیف کو بتایا تھا لیکن چیف کے معلوم کرنے پر پتہ چلا ہے کہ وہ کار کسی پارکنگ سے چوری کی گئی تھی جو بعد میں مجھے ایک سڑک پر مل گئی تھی۔ میں نے اس کار کے اندر سے فنگر پرنٹس اٹھوانے کے انتظامات کئے تھے لیکن کار میں سوائے سابقہ مالکان کے اور کسی کے فنگر پرنٹس نہیں ملے ویسے بھی عینی شاہد کے مطابق اس نے جس ہاتھ کو بم اچھالتے دیکھا تھا اس ہاتھ پر سیاہ دستانہ تھا اس لئے اس کے فنگر پرنٹس ملنے کے چانسز کیسے ہو سکتے ہیں“...... تنویر نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”لیکن عمران صاحب یہ حملہ کس نے کیا تھا۔ کیا آپ کسی کیس پر کام کر رہے تھے جبکہ ہماری چیف سے بات ہوئی تھی اور ان کے مطابق کوئی کیس شروع نہیں ہوا ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”کیس تو واقعی کوئی نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں پرانا درد جاگا ہو اور اس نے مجھ سے پرانا بدلا لینے کی کوشش کی ہو“...... عمران نے کہا۔

”لیکن وہ کون ہو سکتا ہے جس نے دن دیہاڑے آپ پر اس انداز میں حملہ کیا“...... صفدر نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ اس کا پتہ چل جائے گا۔ اسے بس یہ پتہ چل جائے کہ اس کا حملہ ناکامیاب رہا ہے تو وہ یہ کوشش دوبارہ بھی کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تب تو آپ کی حفاظت کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کہیں تو ہم آپ کی نگرانی رکھیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک میں ہسپتال میں ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے ہسپتال سے نکلوں گا تو دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اچھا زیادہ باتیں نہ کرو اور چپ چاپ ریسٹ کرو"...... جولیا نے کہا۔

"تمہاری نظر میں ریسٹ کسے کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو اور ذہن اور اعصاب پر دباؤ نہ ڈالو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں اس وقت بھی ریسٹ ہی کر رہا ہوں۔ اپنے ساتھیوں سے باتیں کرتے ہوئے میرے ذہن اور اعصاب پر دباؤ پڑنے کی بجائے پہلے سے موجود دباؤ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے جبکہ مجھ سے خاموشی کا دباؤ برداشت نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"اچھا وہ سر سلطان کہاں ہیں سنا ہے وہ بھی آئے تھے"۔ عمران ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ہی موجود تھے۔ وہ ہمارے ساتھ اندر آ رہے تھے لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی ان کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی تو وہ واپس باہر چلے گئے تھے ہوسکتا ہے کہ انہیں کوئی ضروری فون آ گیا ہو"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر ایک طرف خاموش کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی ایک بار پھر اندر آ گئے۔

"ڈاکٹر صاحب یہ بتائیں کہ میری یہ بے حرکتی کب ختم ہو گی۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میں قیدی ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی کلپنگ جلد ہی ختم کر دی جائے گی عمران صاحب۔ دو گھنٹے اور گزار لیں پھر آپ کو آزاد کر دیا جائے گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور پھر وہ عمران کو معمول کے مطابق چیک کرنے لگے۔ ڈاکٹر صدیقی کا جواب سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ٹھیک ہے اب تم واقعی ریسٹ کرو۔ ہم بھی تھکے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں بھی جا کر آرام کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن فور سٹارز کہاں ہیں۔ ان میں سے کسی کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چیف نے بتایا تھا کہ وہ کسی مشن پر تاران گئے ہوئے ہیں"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ممبران کچھ دیر اس کے پاس رہے اور پھر اس سے اجازت لے کر وہاں

سے نکلتے چلے گئے۔

"ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تم کیوں خاموش ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں خاموش نہیں ہوں باس۔ میں تو ممبران کے جانے کا انتظار کر رہا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب وہ چلے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس اور آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو نئی زندگی دی ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ ٹائیگر۔ تم نے تنویر کی ساری باتیں سن لی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کو ہوش آ گیا ہے اس لئے مجھے اطمینان ہو گیا ہے اب میں اس حملہ آور کو تلاش کر لوں گا۔ ہر صورت میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس پوائنٹ پر تلاش کرو گے اسے"...... عمران نے پوچھا۔

"جس جگہ اس نے کار چھوڑی تھی وہاں اسے کسی نہ کسی نے ضرور دیکھا ہو گا۔ ایک بار اس کا حلیہ معلوم ہو جائے تو پھر میں اس تک آسانی سے پہنچ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ میک اپ میں بھی تو ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن اس کی چال ڈھال اور اس کا قد کاٹھ تو میک اپ میں نہیں چھپ سکتا۔ مجھے یقین ہے میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا ڈاکٹر صدیقی کے کہنے کے مطابق میں اگلے دو گھنٹوں تک اس قابل ہو جاؤں گا کہ اٹھ کر چل پھر سکوں۔ تم ایسا کرو کہ جاتے ہوئے رانا ہاؤس جوزف یا جوانا کو کال کر کے میرے بارے میں بتا دینا اور ان سے کہنا کہ وہ کار لے کر آ جائیں میں ان کے ساتھ وقتی طور پر رانا ہاؤس شفٹ ہو جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔ عمران دو گھنٹوں تک وہیں رہا پھر جوزف اور جوانا دونوں ہی اس کے پاس پہنچ گئے۔ عمران کی حالت دیکھ کر انہیں شدید دکھ اور افسوس ہوا تھا۔

"یہ تو انتہائی زیادتی ہے باس کہ آپ پر اس قدر شدید جان لیوا حملہ ہوا اور ہمیں کسی نے اطلاع ہی نہ دی"...... جوزف نے عمران سے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔ کیا آپ کے غلام اس قدر ناکارہ ہو چکے ہیں کہ اب کوئی ہمیں پوچھتا ہی نہیں"...... جوانا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم دونوں فکر نہ کرو۔ میں ٹھیک ہوں۔ تین دنوں سے میں بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ ہوش میں ہوتا تو تمہیں اطلاع

دیتا۔ چلو آئندہ سہی میرا دوبارہ جب بھی ایکسیڈنٹ ہوا یا مجھ پر جان لیوا حملہ ہوا تو میں بے ہوش ہونے یا پھر مرنے سے پہلے کم از کم تمہیں ایک فون ضرور کر دوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب ہنسنا بند کرو اور مجھے یہاں سے لے چلو۔ تین دن بے ہوشی کی حالت میں مجھے اس کمرے میں رکھا گیا ہے اور غضب خدا کا مجھے بیڈ پر اس طرح باندھا گیا تھا جیسے ڈاکٹر حضرات کو ڈر ہو کہ میں بے ہوشی کی حالت میں ہی اٹھ کر نہ بھاگ جاؤں''...... عمران نے کہا۔ جوزف اور جوانا نے عمران کو اٹھایا اور پھر عمران ان کے ساتھ بغیر کسی سہارے کے آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہسپتال سے باہر آ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ان کے ساتھ کار میں بیٹھا رانا ہاؤس کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں رانا ہاؤس کے ریسٹ روم میں موجود تھے۔

''ہوا کیا تھا باس۔ کس نے آپ پر حملہ کیا تھا''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باس۔ ایک بار مجھے اس کا نام بتا دو میں ابھی جا کر اس کی بوٹیاں نوچ لوں گا اس کے ٹکڑے کر دوں گا''...... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا مجھے علم ہوتا تو میں اسے لا کر تمہارے سامنے کھڑا کر دیتا جوزف اس کی کھال اتار لیتا اور تم اس کی ہڈیاں توڑ کر اس

کے ہاتھ میں پکڑا دیتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں مسکرا دیئے۔

''اب تم باہر جاؤ۔ میں کچھ دیر اور آرام کرنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے جوزف کارڈ لیس فون پیس لے کر آ گیا۔

''سوری باس۔ ٹائیگر کی کال ہے۔ وہ ایمرجنسی بات کرنا چاہتا ہے''...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے فون لے لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے فون پیس کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی رپورٹ''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے آپ پر حملہ کرنے والے کا پتہ لگا لیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''کیسے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جہاں آپ کی کار پر بم پھینکا گیا تھا وہاں کے لوگوں سے اور پھر جس جگہ سے وہ کار ملی ہے جس میں سے آپ پر حملہ کیا گیا تھا۔ وہاں اردگرد موجود لوگوں کے کہنے کے مطابق اس کار سے ایک لمبا تڑنگا آدمی باہر نکلا تھا اور کچھ دور جا کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو گیا

تھا۔ میں نے اس آدمی کا حلیہ پوچھا اور پھر میں نے وہاں موجود ٹیکسی ڈرائیوروں سے بات کر کے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا جو اس آدمی کو لے کر گیا تھا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈنے میں مجھے وقت لگا لیکن پھر وہ آدمی مجھے مل گیا۔ جب میں نے اسے بتایا کہ میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے تو وہ ڈر گیا۔ جب میں نے اسے اس آدمی کا حلیہ بتایا تو اس نے فوراً اس آدمی کو پک کر کے سٹون کلب چھوڑنے کا بتایا تھا۔ سٹون کلب میں میرے چند مخبر دوست موجود ہیں۔ میں نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس آدمی کے بارے میں تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ غیر ملکی جس کا نام راڈش ہے ایک اور غیر ملکی آدمی جس کا تعلق کانڈا سے ہے کے ساتھ سٹون کلب کے مالک اور جنرل مینجر لاٹان کے خاص مہمان ہیں۔ آپ پر جب حملہ کیا گیا تھا اس وقت راڈش ہی باہر گیا ہوا تھا اور آپ پر حملے کے ٹھیک بیس منٹ کے بعد وہ واپس کلب پہنچ گیا تھا اور پھر وہ اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ جس کا نام جگیر ہے کلب سے باہر چلا گیا تھا۔ میرے مخبر نے بتایا ہے کہ ان دونوں کو کلب کے مالک لاٹان نے ابرار کالونی میں ایک عالیشان رہائش گاہ دے رکھی ہے جہاں وہ رہتے ہیں اور لاٹان نے وہاں ان کی ضروریات کے تمام انتظامات کر رکھے ہیں۔ دونوں کے لئے الگ الگ اور نیو ماڈل کی کاریں بھی ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں اس رہائش گاہ کا پتہ مل گیا ہے''...... عمران نے

پوچھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو اور ان دونوں کی نگرانی شروع کر دو۔ یاد رہے تم نے مجھے ان کے بارے میں تفصیلات بتانی ہیں پھر میں ان کی بھرپور نگرانی کراؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''صرف نگرانی۔ کیوں باس''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھ پر حملہ کسی اہم مقصد کے لئے کیا ہے اور تم بتا رہے ہو کہ ان دونوں کا تعلق کانڈا سے ہے۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ کانڈا کے افراد کو مجھ پر اس طرح حملہ کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ جب تک ان دونوں کے یہاں آنے کے عزائم کا پتہ نہیں چل جاتا میں انہیں چھیڑنا نہیں چاہتا۔ راڈش نے جس طرح سے مجھ پر حملہ کیا ہے وہ انتہائی تربیت یافتہ معلوم ہوتا ہے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا مقصد یہاں صرف مجھے ہلاک کرنا نہیں کچھ اور بھی ہے۔ اگر ان کی نگرانی کی جائے تو ہو سکتا ہے کہ ان کا مقصد معلوم ہو جائے یا وہ دونوں کس کے کام کرتے ہیں اس بات کا پتہ چل جائے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں ان کی نگرانی کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے کال ڈسکنکٹ کر دی اور وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون آن کیا اور اس پر تیزی سے نمبر

پریس کرنے لگا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ تم تنویر اور کیپٹن شکیل کو لے کر فوراً رانا ہاؤس آ جاؤ۔ مجھے تم تینوں سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تینوں اتفاق سے ساتھ ہی ہیں اس لئے بیس منٹ تک رانا ہاؤس پہنچ جائیں گے''...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر بیس منٹ بعد وہ تینوں اس کے سامنے تھے۔

''اب آپ کی طبیعت کیسی ہے عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''شکر ہے اللہ کا اب کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم نے ہمیں ضروری باتیں کرنے کے لئے بلایا تھا''...... تنویر نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ چیف نے مجھے بتایا تھا کہ تم تینوں ایک الگ گروپ بنانا چاہتے ہو تاکہ تم بھی فارغ اوقات میں سنیک کلرز اور فورسٹارز کی طرح کام کر سکو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ آپ ہمیں صرف غیر ملکی مشنز پر لے

جاتے ہیں جس سے ہم مصروف رہتے تھے لیکن اب یہ سلسلہ بھی انتہائی محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ ہمیں اپنے ساتھ مشنز پر ضرور لے جاتے ہیں لیکن ہمیں اپنے طور پر کام کرنے کا کوئی موقع میسر نہیں آتا ہے اور ہم بس آپ کے پیچھے محض بھاگ دوڑ ہی کرتے رہ جاتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے حصے میں بھاگ دوڑ بھی نہیں آتی۔ ہم ایک ہی جگہ بیٹھے رہ جاتے ہیں اور آپ اپنے شاگرد ٹائیگر یا پھر جس ملک میں مشن ہو اس ملک کے فارن ایجنٹوں کے ساتھ مل کر مشن مکمل کر لیتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ منہ لٹکائے واپس آ جاتے ہیں جیسے ہم کسی مشن پر نہ گئے ہوں بلکہ محض سیر و تفریح کرنے کے لئے گئے ہوں اور ساری جمع پونجی اڑا کر بے نیل و مرام واپس آ رہے ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا تمہیں اس بات پر اعتراض ہے کہ سارے مشن میں مکمل کرتا ہوں اور تمہیں کام کرنے کا کوئی موقع میسر نہیں آتا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مشن مکمل ہونا ہمارے ارادوں اور ہمارے جذبات سے بڑھ کر ہے۔ مشن کو ہر صورت میں مکمل ہونا چاہئے۔ چاہے وہ آپ کریں یا ہم''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ کام کرنے کا موقع ملے۔ ہم اپنے طور پر ہاتھ پاؤں ہلا سکیں اور ملکی مفاد کے لئے کچھ کر سکیں اور کچھ نہیں تو ہمیں ایسے اختیارات تو ملنے چاہئیں کہ ہم

ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا سکیں جو شرافت کا نقاب چڑھا کر اندر ہی اندر ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا''......تنویر نے کہا۔

''تو یہ کام تم بغیر کوئی گروپ بنائے بھی تو کر سکتے ہو۔ ضروری تو نہیں کہ اس کے لئے تم ایک ایسا گروپ بناؤ جو سرکاری بھی ہو اور پرائیویٹ بھی۔ مطلب کام تم پرائیویٹ انداز میں کرو اور تنخواہیں سرکار سے وصول کرو''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم نے کب کہا ہے کہ ہم سرکاری طور پر گروپ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کے لئے ہی کام کرتے رہیں گے۔ الگ گروپ بنا کر ہم اس وقت کام کریں گے جب ہمارے پاس سیکرٹ سروس کی طرف سے کوئی کیس نہ ہو گا''......صفدر نے کہا۔

''ایسی صورت میں تو تم دو طرف الجھے رہو گے۔ اگر تم اپنے طور پر کسی کیس پر کام کر رہے ہو گے اور اچانک تمہیں سرکاری احکامات مل جائیں کہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے طور پر کام کرنا ہے تو اس کے لئے کیا کرو گے''......عمران نے کہا۔

''اس کے لئے یا تو ہم وقتی طور پر اپنے کیس کو چھوڑ دیں گے یا پھر اپنے ساتھ چند ایسے افراد رکھ لیں گے جو ہماری غیر موجودگی میں اس کیس پر کام کرتے رہیں گے اور جب ہم سیکرٹ سروس والا مشن مکمل کر کے واپس آ جائیں گے تب اس کیس پر دوبارہ کام

شروع کر دیں گے''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مطلب تم اپنے گروپ کے ساتھ ایک اور گروپ بھی بنانا چاہتے ہو''......عمران نے کہا۔

''فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ہوئی تو ہم اپنی معاونت کے لئے کچھ لوگوں کو ہائر کر سکتے ہیں وہ بھی اپنے اخراجات پر''......صفدر نے جواب دیا۔

''اور ان کے اخراجات تم کیسے پورے کرو گے''......عمران نے کہا۔

''یہ کیا مشکل ہے۔ یہاں گیم رومز کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت پڑنے پر ہم چوروں کے گھر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

''تو تم اب چوری اور ڈاکے بھی ڈالو گے۔ اس کا مطلب تو یہی ہے کہ تم اپنا الگ سے کرمنل گروپ بنانا چاہتے ہو تاکہ دوسروں کی جیبیں کاٹ سکو''......عمران نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ چوروں سے چوری کا مال حاصل کر کے نیک کاموں میں صرف کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ ہم یہ کام تب کریں گے جب ہم مالی طور پر کمزور ہوں گے اور کسی کیس پر کام کرنے کے لئے ہمیں مالی امداد کی اشد ضرورت ہو گی ورنہ ہم برائی سے تب بھی اتنا ہی دور رہیں گے جتنا اب رہتے ہیں''۔ تنویر نے کہا۔

”تو کیا پھر تم سب برے کام چھوڑ دو گے“...... عمران نے کہا۔

”ہم پہلے کون سے برے کام کرتے ہیں جو اب چھوڑ دیں گے“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”تمہارا سب سے برا کام تو یہی تمہارا بات بات پر منہ بنانا ہے۔ اگر یہ چھوڑ دو تو یقین کرو کہ تم میں اور پرنس چارمنگ میں کوئی فرق نہیں ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ تنویر بھی ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ آپ شاید ہماری باتوں کو سمجھ نہیں رہے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”تو تم سمجھا دو ہو سکتا ہے کہ میرے دماغ پر دھماکے کا اب بھی اثر ہو اور تم جو کہہ رہے ہو وہ میرے سر کے اوپر سے گزر رہا ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم برائی کے خلاف جہاد کرنا چاہتے ہیں اور اس سے بڑا جہاد کوئی نہیں کہ ملک سے برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کام کیا جائے“...... تنویر نے کہا۔

”چلو اگر میں چیف سے اجازت لے کر تمہارا ایک الگ گروپ بنا دوں تو تم اس گروپ کا نام کیا رکھو گے۔ نام زور دار ہونا چاہئے جیسے سنیک کلرز اور فورسٹارز کا نام ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہم نے اپنے گروپ کا نام پہلے ہی سوچ رکھا ہے۔ ایکشن گروپ تا کہ ہم ہر وقت اِن ایکشن رہیں“...... تنویر نے کہا۔

”ایکشن گروپ نام تو اچھا ہے لیکن اس میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کمی۔ کیسی کمی“...... صفدر نے پوچھا۔

”ایکشن گروپ تو کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ نام تو مجرم طبقے کے افراد بھی رکھ سکتے ہیں۔ کرمنلز بھی اپنے ساتھ ایسے ہی گروپ رکھتے ہیں جنہیں وہ ریڈ گروپ یا ایکشن گروپ کہتے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ بتائیں کہ ہمارے گروپ کا کیا نام ہونا چاہئے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تین افراد کے گروپ کو میں کیا نام دوں۔ چھوٹا سا ٹرائی اینگل ٹائپ گروپ ہے یہ۔ تم تینوں منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ ہر کام میں مہارت رکھتے ہو بلکہ پیشے کے اعتبار سے ایکشن ماسٹرز ہو اس لئے تمہارے گروپ کا نام بھی اسی مناسبت سے ہی ہونا چاہئے تا کہ سننے والے پر اس کی دھاک بیٹھ سکے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلیں یہ مسئلہ خود آپ نے ہی حل کر دیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے حل کر دیا ہے۔ کیا مطلب“...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”آپ نے باتوں ہی باتوں میں ہمارے گروپ کو ایک نام

دے دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کون سا نام''...... صفدر نے چونک کر کہا۔ تنویر بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''عمران صاحب نے کہا ہے کہ ہم پیشے کے اعتبار سے ایکشن ماسٹرز ہیں تو پھر کیوں نہ ہم اپنے گروپ کا نام یہی رکھ لیں۔ ایکشن ماسٹرز گروپ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایکشن ماسٹرز گروپ۔ گڈ شو۔ واقعی اچھا نام ہے اور تم تینوں پر سوٹ بھی کرتا ہے لیکن ایکشن ماسٹرز گروپ لمبا نام ہو جاتا ہے اس لئے یہ نام تھوڑا سا چھوٹا ہونا چاہئے۔ ایکشن ماسٹر ہی ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ اچھا نام ہے اور ہمارے لئے قابل قبول بھی''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں تمہیں تو قبول ہونا ہی ہے تم اس گروپ کے ڈیشنگ ایجنٹ جو ہو گے اور ایکشن ماسٹر اور ڈیشنگ ایجنٹ میں فرق ہی کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ تینوں ہنس پڑے۔

''اب ہمارے اس ایکشن ماسٹر گروپ کو آپ نے فعال کرنے کے لئے چیف سے اجازت دلانی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ کام سوائے آپ کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چیف نے بھی ہمیں اس سلسلے میں آپ سے ہی بات کرنے کا کہا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اچھا چلو اگر میں اس گروپ کو فعال کرا دوں اور تمہارے لئے کوئی کیس ٹریس کروں تو کیا تم مجھے ایکشن ماسٹر کا چیف بنا دو گے''...... عمران نے کہا۔

''تم تو پہلے ہی بنے بنائے ہو۔ کسی میں جرأت ہے کہ تمہیں بنا سکے''...... تنویر نے بڑی گہری بات کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی تنویر کی اس گہری بات پر اسے تحسین بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''دماغ کا زمانہ کیا جواب دیا ہے۔ زبان کسی تیز دھار تلوار کی طرح نہیں [illegible] ہے۔ لگتا ہے نئی نئی دھار لگوائی ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو تنویر بھی ہنس پڑا۔

''تمہاری زبان کی دھار کا تو کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے تو عام سی ایک بات کی ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ اسی کو ذہانت کہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ واقعی ہمارے لئے چیف سے بات کریں گے اور کیا آپ کو یقین ہے کہ چیف آپ کی بات مان جائیں گے اور ایکشن ماسٹر گروپ کو فوری فعال کر دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''چیف اس گروپ کو فوری فعال کرے گا یا نہیں اور اس گروپ کے مستقبل میں مستقل رہنے کے کیا امکانات ہیں اس کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔ میری اس سلسلے میں چیف سے بات ہو چکی ہے۔ چیف نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہاری بات غور

سنے سنوں اور اگر تم تینوں کو کسی کام دھندے پر لگا سکوں تو اسے
کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو بھی کرنا ہے تم سب کو اپنی صوابدید
پر ہی کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہٹ کر
جو وسائل حاصل کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ تمہارے پاس پہلے سے ہی
سپیشل کارڈز موجود ہیں ان کارڈز کی مدد سے تم کسی بھی محکمے سے
کام لے سکتے ہو۔ عارضی طور پر جولیا اور صالحہ کو بھی تم اپنے گروپ
میں شامل کر سکتے ہو تاکہ جہاں لیڈیز مجرم سامنے آئیں تو انہیں
سنبھالنے کے لئے وہ تمہاری مدد کر سکیں اور جہاں میرا نام ہو یا مدد کی
ضرورت ہو تو تم باقاعدہ میرے نام کا چیک جاری کر کے میری
خدمات بھی حاصل کر سکتے ہو لیکن اس کے لئے تمہیں مجھے پہلے
چیک دینا ہو گا پھر کام لینا ہو گا۔ ایسا نہیں چلے گا کہ پہلے کام پھر
دام۔ اس معاملے میں چیف سے میں پہلے بھی کئی بار دھوکا کھا چکا
ہوں۔ کم از کم میں تم تینوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہتا۔ بولو منظور
ہے تو میں اس گروپ کے بنانے کی اجازت دلوا دیتا ہوں ورنہ جاؤ
چیف کو مناؤ اگر وہ مان جائے تو بنا لیتا اپنا گروپ''...... عمران نے
تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہمیں تمہاری ساری شرطیں منظور ہیں لیکن اپنے گروپ کے
تحت ہم اپنا ہر کام خود کریں گے اور اگر ہمیں تمہاری ضرورت نہ
ہوئی تو پھر ہم تم سے بھی کوئی مدد نہیں لیں گے اور جب ہم تم سے
کوئی مدد ہی نہیں لیں گے تو ہمیں کوئی چیک تمہیں دینے کی

ضرورت ہی کیا ہو گی''...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس
پڑا۔

''یہ بھی ٹھیک ہے۔ بہرحال میں جولیا اور صالحہ کو بلا لیتا ہوں۔
انہیں بھی ساری بات بتا دو اس کے بعد فیصلہ کر لو کہ تمہارا لیڈر کون
ہو گا۔ اب ظاہر ہے گروپ لیڈر کے بغیر تو نہیں بنتا اور میں پھر
کہوں گا کہ مجھ سے اچھا لیڈر تمہیں چراغ لے کر ڈھونڈے بھی نہیں
ملے گا''...... عمران نے کہا۔

''چراغ کا زمانہ گیا۔ ہمارے پاس پورا پاور پلانٹ بھی ہو تو ہم
پھر بھی تمہیں ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کریں گے''...... تنویر نے منہ
بنا کر کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ایسا کرتے ہیں کہ مس جولیا اور مس صالحہ کو بلا کر ہم سب
آپس میں ووٹنگ کر لیتے ہیں جس کے حق میں زیادہ ووٹ ہوں
گے وہی ایکشن ماسٹر گروپ کا لیڈر بنے گا اور مستقل طور پر اس
گروپ کا وہی لیڈر رہے گا''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ مستقل طور پر گروپ کا ایک ہی
لیڈر رہے۔ بہتر تو یہی ہو گا کہ ایکشن ماسٹر گروپ میں سے جو بھی
کوئی کیس ٹریس کرے اس کیس کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے
وہی لیڈر رہے۔ جس کا کیس ہو گا اس کیس کا وہی لیڈر ہو گا اس
طرح باری باری سب ہی اس گروپ کے چیف بن سکتے ہیں اور
ہو سکتا ہے کہ کسی روز لیڈر بننے کی میری بھی باری آ جائے اور ایسا

ہوا تو تم سب سے مراعات لینے کا میں ہی حقدار بن جاؤں گا''......عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''چلیں یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح کسی کو واقعی کوئی اعتراض نہ ہو گا''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اب اگر میں تمہارے لئے کیس ٹریس کروں تو اس کا لیڈر بننے کا حق میرا ہی ہو گا نا''......عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایکشن ماسٹر کا پہلے کیس کوئی بھی حاصل کرے۔ پہلے کیس میں لیڈر کا فیصلہ سب مل کر بذریعہ ووٹنگ ہی کریں گے''......تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر میں دھاندلی کر کے سارے ووٹ اپنے حق میں کرا لوں گا اس پر تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے نا''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم کرا لینا دھاندلی''۔ تنویر نے مسکرا کر کہا۔

''دھاندلی نہ ہو اس کے لئے میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ہے''......صفدر نے کہا۔

''تمہاری ترکیب میرا بیڑہ غرق کر دے گی۔ تم بھی تنویر کی طرح مجھے لیڈر شپ سے محروم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہو''۔ عمران نے کراہ کر کہا۔

''نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بات پر کسی کو اعتراض نہ ہو اس

لئے ووٹنگ سے بہتر ہے کہ ہم سب ناموں کی پرچیاں ڈال لیں اور پھر ان میں سے ایک پرچی اٹھائیں۔ جس کا نام پہلے نکل آیا وہی اس گروپ کا لیڈر ہو گا لیکن صرف پہلے کیس کی حد تک۔ اگلے کیس کے لئے اسی طرح دوبارہ پرچیاں ڈالی جائیں گی یا پھر واقعی وہی مناسب رہے گا کہ جو ایکشن ماسٹر کے لئے کیس ٹریس کرے گا وہی اس کیس کو لیڈ بھی کرے گا''......صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے بھائی۔ تم ہارے میں جیتا''......عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''تم ہارے میں جیتا نہیں۔ کہو میں ہارا تم جیتے''......تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''......عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر ہونقوں کی طرح ان کی طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ اس کی بات پر عمران نے فوراً تھینک یو کہہ دیا تھا جیسے تنویر نے خود ہی اقرار کیا ہو کہ میں ہارا تم جیتے اور پھر جیسے ہی اسے بات سمجھ میں آئی وہ غرا کر رہ گیا۔

جیگر اپنے آفس میں بڑی سی دفتری میز کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھا انتہائی انہماک سے ایک فائل دیکھنے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ یوں چونک پڑا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہتھوڑا مار دیا ہو پھر فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جیگر بول رہا ہوں"...... اس نے رسیور کان سے لگا کر کرخت لہجے میں کہا۔

"دروازہ کھولو میں باہر موجود ہوں"...... دوسری طرف سے اس کے ادھیڑ عمر ساتھی راڈش کی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... جیگر نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن پریس کیا تو اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ سامنے موجود دروازہ کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی ادھیڑ عمر راڈش مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات تھے اور اس کی آنکھیں یوں چمک رہی تھیں جیسے کئی سو واٹ کے بلب اس کی آنکھوں میں روشن ہوں۔

"کیا بات ہے۔ بڑے خوش نظر آ رہے ہو"...... جیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آج واقعی میں بے حد خوش ہوں۔ اتنا خوش کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"...... راڈش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کس بات پر اتنا خوش ہو رہے ہو۔ مجھے بھی بتاؤ"...... جیگر نے کہا۔

"آج بڑے عرصے بعد مجھے بڑا شکار کرنے کا موقع ملا ہے۔ جس کی کامیابی نے میری خوشی دوبالا کر دی ہے"...... راڈش نے کہا تو جیگر چونک پڑا۔

"شکار۔ کیا مطلب۔ کسی کو ہلاک کر کے آئے ہو کیا"...... جیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ بہت بڑا شکار کھیلا ہے۔ ایسا شکار جسے ہلاک کرنا ناممکن قرار دیا جاتا رہا ہے"...... راڈش نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... جیگر نے پوچھا۔

"اس علی عمران کی۔ جسے چیف بھی دنیا کا بے حد خطرناک انسان سمجھتا تھا۔ میں نے اس علی عمران کا شکار کھیلا ہے اور اس کے

ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے ہیں''...... راڈش نے کہا۔

''علی عمران۔ کون علی عمران''...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ اتنی جلدی بھول بھی گئے۔ میں اسی علی عمران کی بات کر رہا ہوں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے اور اسے دنیا کا انتہائی خطرناک ایجنٹ اور مافوق الفطرت انسان سمجھا جاتا ہے''...... راڈش نے کہا تو جیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن کیسے۔ تم نے اسے کہاں سے ڈھونڈ لیا اور اتنی جلدی اس کا شکار بھی کر لیا۔ کیسے۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ پوری تفصیل''...... جیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف سے بات کرنے کے بعد میں فوراً اپنے کام پر لگ گیا تھا۔ میں نے عمران کے بارے میں معلومات حاصل کرنی شروع کر دی تھیں۔ تم سے چونکہ عمران کے بارے میں ٹیری نے بات کی تھی۔ اس نے جس انداز میں عمران کے بارے میں بات کی تھی اس سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ عمران کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہے چنانچہ میں نے اس سے رابطہ کیا اور پھر اس سے عمران کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لیں۔ اس کے پاس عمران کی تصویر بھی موجود تھی۔ اس نے مجھے عمران کے فلیٹ کا نمبر دیا تو میں نے وہاں پہنچ کر نہایت محتاط انداز میں اس کے فلیٹ کی نگرانی

کرنی شروع کر دی۔ مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ عمران فلیٹ سے بہت کم نکلتا ہے۔ پہلے میں نے اسے فلیٹ میں گھس کر یا اسے فلیٹ سمیت میزائلوں سے اُڑا دینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ کچھ عرصہ پہلے بھی اس کے فلیٹ پر میزائل برسائے گئے تھے لیکن اس کا فلیٹ تباہ نہ ہوا تھا۔ اس نے فلیٹ کے ساتھ ساری عمارت کی حفاظت کا فول پروف بندوبست کر رکھا ہے۔ اس لئے مجھے اس کے فلیٹ سے باہر آنے کا انتظار کرنا تھا اور ٹیری کے ذریعے مجھے عمران کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار کا بھی پتہ چل چکا تھا اور پھر جب میں نے عمران کو فلیٹ سے نکل کر اپنی سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں جاتے دیکھا تو میں اس کے پیچھے لگ گیا اور پھر ایک چوراہے کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے بڑی صفائی سے عمران کی کار میں ڈبل بلاسٹر پھینک دیا۔ میں ابھی کچھ ہی دور گیا تھا کہ ڈبل بلاسٹر نے عمران کی کار سمیت اس کے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ اس کی کار کو تباہ ہوتے دیکھ کر میں فوراً وہاں سے نکل گیا۔ عمران کی کار کی تباہی اس بات کا ثبوت ہے کہ کار کے ساتھ عمران کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے ہوں گے اور اس طرح میں اس کا شکار کرنے میں کامیاب ہو گیا''...... راڈش نے بڑے فاتحانہ انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن، یہ تو تم نے واقعی ایک ناقابل یقین کارنامہ سر انجام دے ڈالا ہے راڈش۔ ویل ڈن رئیلی ویل ڈن''...... جیگر

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جیگر کے منہ سے اپنی تعریف سن کر راڈش کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

''میں نے جب یہ بات ٹیری کو بتائی تو اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا جیسے میں اس سے مذاق کر رہا ہوں''...... راڈش نے کہا تو جیگر بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''تم نے کام ہی ایسا کیا ہے جس پر یقین کرنا مشکل ہے کیونکہ عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ واقعی مافوق الفطرت طاقتیں رکھتا ہے اور سینکڑوں بار مرنے کے باوجود زندہ بچ جاتا ہے۔ یہ سب کیسے ہوتا ہے اور کیوں ہوتا ہے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس کی ہلاکت کی حسرت لئے بے شمار سپریم ایجنٹ تک خاک میں مل چکے ہیں''...... جیگر نے کہا۔

''یہ کارنامہ میرے ہاتھوں ہونا تھا اور اسے مجھے ہی انجام دے کر دنیا میں اپنا نام بنانا تھا۔ اسی وجہ سے آج تک کوئی عمران کا شکار نہ کر سکا تھا لیکن جیسے ہی میری باری آئی میں نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا ہے''...... راڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے''...... جیگر نے جواب دیا۔

''صرف لگتا ہے۔ کیا تمہیں کوئی شک ہے۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں کہ میں نے واقعی عمران کو ہلاک کر دیا ہے''...... راڈش نے چونک کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے تم پر اور تمہاری صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے راڈش۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایک کام کا جب تہیہ کر لیتے ہو تو اسے پورا کر کے ہی چھوڑتے ہو اور اگر تم نے کہا ہے کہ تم نے عمران کا شکار کر لیا ہے تو یقیناً کر لیا ہو گا''...... جیگر نے کہا تو راڈش کا بگڑتا ہوا چہرہ بحال ہوتا چلا گیا۔

''اب میرے لئے کوئی نیا کام ہے تو بتاؤ''...... راڈش نے کہا۔

''ہاں کام تو ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جیرٹ کا فون آیا تھا۔ اس نے ایک اور کھیپ تیار کر لی ہے جسے جلد ہی ہمیں منزل تک پہنچانا ہے''...... جیگر نے کہا تو راڈش چونک پڑا۔

''اتنی جلدی۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو ہم نے مال بھیجا تھا''...... راڈش نے کہا۔

''ہاں۔ جیرٹ نے کہا ہے کہ اسے سپیشل مال کا آرڈر ملا تھا جسے جلد سے جلد مطلوبہ مقام پر پہنچانا ہے اس لئے چیف کے حکم پر مال کی تلاش اور انہیں حاصل کرنے کا کام تیز کر دیا گیا ہے اور اچھا مال حاصل کر کے سٹاک کیا جا رہا تھا۔ اب مطلوبہ اسٹاک موجود ہے اس لئے چیف اسے جلد سے جلد یہاں سے نکالنا چاہتا ہے اور چیف نے ہمیں جا کر مال دیکھنے کے لئے کہا ہے۔ میری بروکر جیرٹ سے بات ہو گئی ہے اس نے ہمیں مال دیکھنے کے لئے بلایا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''مال کیا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں یا بچے بھی ہیں ان میں''۔

راڈش نے پوچھا۔

’’نہیں لڑکے اور بچے نہیں ہے۔ اس بار صرف لڑکیوں کی ہی کھیپ ہے جنہیں مختلف مقامات سے اغوا کیا گیا ہے۔ اوپر سے لڑکیوں کی سپلائی کے ہی آرڈرز ملے تھے اس لئے اس بار صرف لڑکیاں ہی حاصل کی گئی ہیں۔ صحت مند، نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں‘‘...... جیگر نے کہا تو راڈش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’کہاں ہیں وہ لڑکیاں‘‘...... راڈش نے پوچھا۔

’’فی الحال انہیں ویٹنگ پوائنٹ پر رکھا گیا ہے۔ ہمیں جا کر انہیں ایک نظر دیکھنا ہے تاکہ انہیں کنٹرولنگ چپ لگائی جا سکے اور پھر انہیں وہاں سے آگے سپلائی کرنے کا انتظام کیا جا سکے‘‘۔ جیگر نے کہا۔

’’تو ٹھیک ہے۔ آؤ۔ ایک نظر انہیں دیکھ بھی لیتے ہیں اور ان پر کنٹرولنگ چپ بھی لگا دیتے ہیں‘‘...... راڈش نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اٹھے اور پھر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں کار میں اُڑے جا رہے تھے۔ شہر سے نکل کر وہ مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر آئے اور پھر کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ دو گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد جیگر نے کار ایک کچی سڑک پر اتاری اور پھر آگے جا کر کار ایک بڑے زرعی فارم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ زرعی فارم کا گیٹ بند تھا۔ جیگر نے جیسے ہی کار روکی۔ زرعی فارم کا

چھوٹا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نکل کر باہر آیا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

’’اوہ۔ آپ ہیں۔ رکیں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں‘‘...... نوجوان نے کار کے قریب آ کر ان دونوں کو دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے اندر جا کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد اس نے پھاٹک کھول دیا۔ پھاٹک کھلتے ہی جیگر کار اندر لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار عمارت کے سامنے بنے ہوئے برآمدے کے ساتھ روک دی اور وہ دونوں نیچے اتر آئے۔

’’جیرٹ کہاں ہے‘‘...... جیگر نے برآمدے میں موجود ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو مشین گن بغل میں دبائے چوکس انداز میں کھڑا تھا۔

’’باس نیچے تہہ خانے میں ہیں اور آپ کے منتظر ہیں‘‘...... اس آدمی نے جواب دیا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے درمیانی راہداری سے گزر کر راہداری کے آخری حصے میں پہنچے جہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے تو انہیں ایک کھلا ہوا دروازہ دکھائی دیا۔ وہ رکے بغیر دروازے کی طرف بڑھے اور اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہال مکمل طور پر خالی تھا ہاں کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ لیکن وہ ابھی ہال میں داخل ہوئے

ہی تھے کہ اسی لمحے سائیڈ کی دیوار میں سرر کی آواز کے ساتھ ایک دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔

''لڑکیاں کہاں ہیں جیرٹ۔ تم نے تو کہا تھا کہ لڑکیاں یہاں موجود ہیں لیکن یہاں تو ایک لڑکی بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... جیگر نے اس آدمی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو۔ مال بھی آ جاتا ہے۔ میں نے اس بار انہیں دوسرے تہہ خانے میں چھپایا ہے''...... نوجوان نے کہا جس کا نام جیرٹ تھا۔

''کیوں کیا کوئی خاص بات ہوگئی ہے جو انہیں دوسرے تہہ خانے میں چھپایا گیا ہے''...... جیگر نے چونک کر پوچھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ راڈش بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یہاں نہیں۔ تم دونوں میرے ساتھ سپیشل روم میں آؤ۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے''...... جیرٹ نے کہا۔

''ضروری بات۔ کیا بات ہے۔ بتاؤ''...... جیگر نے کہا۔

''نہیں۔ تم میرے ساتھ سپیشل روم میں چلو۔ وہیں چل کر بات ہو گی۔ سپیشل روم میں، میں نے وائٹ کاک شراب کا بھی انتظام کیا ہے جو تمہاری اور راڈش دونوں کی پسند ہے''...... جیرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وائٹ کاک شراب سن کر ان دونوں کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ دونوں فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ جیرٹ اس دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے نکل کر وہ باہر آیا

تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو جیگر اور راڈش بھی اس کے ساتھ اندر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے راہداری کے آخر میں ایک کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ گئے۔

''دروازہ کھلا ہے۔ تم دونوں اندر جاؤ میں دو منٹ میں آتا ہوں''...... جیرٹ نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں دو کرسیوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''کیا مطلب۔ یہ سپیشل روم تو نہیں ہے''...... جیگر نے چونک کر کہا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے لیکن اسی لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ہمیں اس کمرے میں بند کیوں کیا گیا ہے''...... راڈش نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ دروازہ کھولو''...... جیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا اور اسے زور زور سے جھٹکے دینے لگا لیکن دروازہ باہر سے لاکڈ ہو چکا تھا۔

''جیرٹ۔ جیرٹ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ دروازہ کھولو۔ میں کہتا ہوں دروازہ کھولو''...... جیگر نے غصے سے دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن جواب میں جیرٹ کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ جیگر اور راڈش زور زور سے چیختے ہوئے دروازہ پیٹ رہے تھے لیکن وہاں جیسے ان کی آوازیں سننے والا کوئی نہ تھا۔

اسی لمحے جیگر بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خالی کمرے کو دیکھنے لگا۔

''کیا ہوا''...... راڈش نے اسے اس طرح اچھلتے دیکھ کر پوچھا۔

''گیس۔ کمرے میں گیس پھیلائی جا رہی ہے''...... جیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گیس۔ لیکن مجھے تو کسی گیس کی بو محسوس نہیں ہو رہی ہے''...... راڈش نے کہا۔

''ایلکولم گیس کی بو بے حد ہلکی ہوتی ہے نانسنس۔ تم دن رات شراب کے نشے میں ڈوبے رہتے ہو اس لئے اس گیس کی بو تمہیں محسوس نہیں ہو گی۔ تم فوراً سانس روک لو۔ فوراً''...... جیگر نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے خود بھی سانس روک لیا۔ راڈش نے بھی سانس روک لیا تھا لیکن وہ چونکہ شراب نوشی کا عادی تھا اس لئے وہ زیادہ دیر سانس نہ روک سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیسے ہی سانس لینے کی کوشش کی اسی لمحے وہ چکرایا اور خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔ راڈش کو اس طرح گرتے دیکھ کر جیگر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے جس حد تک ہو سکتا تھا سانس روکے رکھا لیکن کب تک۔ آخر اسے بھی سانس لینا پڑا اور جیسے ہی اس نے سانس کھینچا اسے اپنے دماغ میں یکلخت اندھیرا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ گیس اس کے دماغ پر چڑھ گئی تھی۔ وہ لہرایا اور پھر وہ بھی بے ہوش ہو کر گرتا چلا گیا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں دور

جگنو سا چمکتا ہے بالکل اسی طرح روشنی کا ایک نقطہ سا جیگر کے دماغ کے پردے پر چمکا اور بتدریج پھیلتا چلا گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔ اس کا شعور جاگا تو فوراً اس کے دماغ میں سابقہ منظر ابھر آیا کہ وہ چیف کے حکم پر جیرٹ نامی بروکر کے پاس لڑکیوں کی نئی کھیپ چیک کرنے کے لئے اس کے اڈے پر پہنچے تھے اور جیرٹ نے انہیں سپیشل روم میں لے جانے کے بہانے کسی چھوٹے سے کمرے میں بند کر دیا تھا اور پھر اس کمرے میں یکلخت گیس بھر گئی تھی جس کے نتیجے میں پہلے راڈش اور پھر وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔

جیگر نے دیکھا کہ یہ وہی کمرہ تھا۔ جس میں دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کرسی پر وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ دوسری کرسی پر راڈش بھی جکڑا ہوا تھا۔ ان کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی اور اس کرسی پر جیرٹ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے جیرٹ۔ تم نے ہمیں اس طرح کیوں جکڑا ہے''...... جیگر نے جیرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجبوری ہے جیگر۔ تم بلیک بزنس تنظیم کے انتہائی اہم آدمی ہو

اور تمہاری بے پناہ خدمات بھی ہیں لیکن تمہارے ساتھی راڈش نے حماقت کی ہے اور اس کی حماقت کا خمیازہ اس کے ساتھ تمہیں بھی بھگتنا پڑ رہا ہے''...... جیرٹ نے کہا۔ اسی لمحے راڈش کو بھی ہوش آ گیا۔ خود کو راڈز والی کرسی پر جکڑا دیکھ کر اور سامنے جیرٹ کو بیٹھا دیکھ کر اس کی حالت بھی جیگر جیسی ہی ہوئی تھی۔

''کیا مطلب۔ کیسی حماقت اور تمہیں یہ سب کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے''...... جیگر نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''گرینڈ چیف کا حکم ہے''...... جیرٹ نے کہا تو جیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''گرینڈ چیف کا حکم۔ کیا مطلب۔ کیا گرینڈ چیف نے تمہیں اس طرح ہمیں جکڑنے کا حکم دیا تھا''...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... جیرٹ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن کیوں''...... جیگر نے اسی طرح حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ سب کچھ اس راڈش کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نے انتہائی احمقانہ انداز میں علی عمران پر جان لیوا حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگ گئی ہے''۔ جیرٹ نے کہا۔

''لیکن عمران پر حملہ کرنے کی چیف جیکسن نے اجازت دی تھی''...... جیگر نے کہا۔

''ہاں دی تھی چیف جیکسن نے اجازت لیکن ایسے نہیں جیسے اس نے عمران کی کار پر بم مار کر اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی''...... جیرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

''کوشش۔ اگر اس نے کوشش کی تھی تو یہ اپنی کوشش میں کامیاب بھی تو ہوا ہے۔ اس نے عمران کو ہلاک کیا ہے اور یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہے''...... جیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران اس حملے میں ہلاک نہیں ہوا ہے''...... جیرٹ نے کہا تو اس کی بات سن کر جیگر اور راڈش دونوں چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ وہ کیسے ہلاک نہیں ہوا ہے۔ میں نے اس کی کار میں ڈبل بلاسٹر پھینکا تھا اور میں نے اس کی کار کے ٹکڑے اُڑتے دیکھتے تھے''...... راڈش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے صرف اس کی کار کے ٹکڑے اُڑائے تھے نانسنس۔ جیسے ہی تم نے اس کی کار میں ڈبل بلاسٹر پھینکا اس نے کار سے باہر چھلانگ لگا دی تھی۔ وہ دھماکے سے زخمی ہوا ہے۔ ہلاک نہیں''...... جیرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اگر وہ ہلاک نہ بھی ہوا ہو تو اس دھماکے کی شدت سے ساری زندگی کے لئے معذور ضرور ہو گیا ہو گا''...... راڈش نے کہا۔

''وہ معذور بھی نہیں ہوا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تمہارا سراغ لگا لیا ہے اور تمہاری وجہ سے جیگر بھی ان کی نظروں میں آ گیا ہے۔ وہ کسی بھی وقت تم تک پہنچ سکتے تھے۔ اگر تم ان کے قابو

میں آ جاتے تو ان کے سامنے بلیک بزنس کا سارا سیٹ اپ اوپن ہو جاتا اس لئے گرینڈ چیف نے حکم دیا ہے کہ بلیک بزنس کے سیٹ اپ کو بچانے کے لئے تم دونوں کی قربانی دے دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا کے انچارج چیف جیکسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم دونوں کا جو سب سے بڑا معاون تھا ٹیری، اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اس سیٹ اپ میں تمہارے ساتھ جتنے بھی افراد کام کرتے تھے وہ سب ختم ہو چکے ہیں۔ اب صرف تم دونوں بچے ہو۔ تم دونوں کو ہلاک کرتے ہی پاکیشیا میں موجود پرانا سیٹ اپ مکمل طور پر ختم ہو جائے گا پھر میں یہاں اپنا نیا سیٹ اپ بناؤں گا جس کے بارے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کچھ علم نہیں ہے اور نہ کبھی ہو گا۔ سمجھ گئے تم''...... جیرٹ نے مسلسل اور تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

''کک کک۔ کیا تم ہمیں ہلاک کر دو گے''...... راڈش نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ جیرٹ نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر ان دونوں کی حالت اور زیادہ غیر ہو گئی۔

''لل لل۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ انہوں نے راڈش کا سراغ لگا لیا ہے اور راڈش کے ذریعے وہ مجھ تک بھی پہنچ سکتے ہیں''۔ جیگر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''زیر زمین دنیا کے کسی آدمی ٹائیگر کو جانتے ہو تم''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''ٹائیگر۔ ہاں۔ میں نے سنا ہوا ہے اس کا نام کیوں''۔ راڈش نے کہا۔

''وہ اصل میں عمران کا آدمی ہے اور تمہیں اسی نے ٹریس کیا ہے۔ تمہارے بارے میں ساری معلومات وہ حاصل کر چکا ہے اور اسے ان ٹھکانوں کا بھی علم ہو گیا ہے جہاں تم اور جیگر رہتے ہیں''...... جیرٹ نے جواب دیا۔

''لیکن اس نے میرا سراغ کیسے لگا لیا۔ میں نے تو وہاں کوئی نشان نہ چھوڑا تھا''...... راڈش نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے قد کاٹھ کا پتہ چلتے ہی اس نے تمہاری تلاش شروع کر دی تھی اور جس جگہ تم نے حملہ میں استعمال کی ہوئی کار چھوڑی تھی وہاں سے تمہارے حلیئے اور قد کاٹھ کا کلیو آسانی سے اسے مل گیا تھا۔ تم نے یہ حماقت بھی کی کہ جہاں کار چھوڑی وہاں کچھ دور جا کر ایک ٹیکسی ہائر کی تھی اور راستے میں تم نے ٹیکسی بھی نہ بدلی تھی اور ٹیکسی میں ڈائریکٹ سٹون کلب پہنچ گئے۔ سٹون کلب کے مالک لاٹان سے ٹائیگر نے تمہارے اور جیگر کے بارے میں سب کچھ اگلوا لیا تھا۔ لاٹان نے تمہاری اس رہائش گاہ کا پتہ بھی ٹائیگر کو بتا دیا جو اس نے تمہیں دی ہوئی تھی۔ اگر میں تمہیں یہاں نہ بلاتا تو ٹائیگر یا

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اس رہائش گاہ تک پہنچ چکے ہوتے اور وہاں وہ تمہارا کیا حشر کرتے اس کا تم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو“...... جیرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں میری تو کوئی غلطی نہیں ہے پھر اس کی سزا ہم سب کو کیوں دی جا رہی ہے“...... جیگر نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

”اس کا جواب گرینڈ چیف دے گا۔ میں تو اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں اور بس“...... جیرٹ نے جواب دیا۔

”تو کیا بلیک بزنس اتنی کمزور تنظیم ہے کہ اس ملک کی سیکرٹ سروس سے ہی ڈر گئی ہے“...... راڈش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہو راڈش۔ یہ ایسی سروس ہے جو ایک بار مجرموں کے پیچھے لگ جائے تو اسے قبروں میں پہنچا کر ہی دم لیتی ہے اسی لئے ہم نے بلیک بزنس کا سیٹ اپ انتہائی محدود کر رکھا ہے اور جو بھی لڑکے یا لڑکیاں اغوا کی جاتی ہیں ان کا تعلق دور دراز کے علاقوں سے ہوتا ہے تاکہ ان کے اغوا کی خبر کسی پاکیشیائی ایجنسی اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ مل سکے“...... جیرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

”ہونہہ۔ تم ان سب باتوں کو چھوڑو۔ ٹائیگر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگی ہے نا تو ہمیں ایک موقع دو۔ میں عمران پر دوبارہ حملہ کروں گا اور اس بار میں اس وقت تک پیچھے نہ ہٹوں گا جب تک میں عمران کو ہلاک کر کے اس کی موت کی تصدیق نہ کر

لوں یا پھر میں اس کا سر کاٹ کر تمہارے سامنے نہ لے آؤں۔ مجھ میں اور جیگر میں اتنا دم ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکیں کیوں جیگر“...... راڈش نے پہلے جیرٹ سے اور پھر جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم خاموش رہو نانسنس۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ نہ تم عمران کو ہلاک کرنے کی بات کرتے اور نہ نوبت یہاں تک پہنچتی کہ تمہارے ساتھ میری جان پر بھی بن آتی“...... جیگر نے غصیلے لہجے میں کہا تو راڈش منہ بنا کر رہ گیا۔

”تم دونوں کی کوئی آخری خواہش“...... جیرٹ نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا تم میری گرینڈ چیف سے بات کرا سکتے ہو“...... جیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”کیا کرو گے اس سے بات کر کے۔ تم جانتے ہو کہ گرینڈ چیف ایک بار جو حکم دے دے اسے واپس نہیں لیتا اور نہ ہی اس میں کوئی رد و بدل کرتا ہے“...... جیرٹ نے کہا۔

”تم میری ایک بار اس سے بات تو کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ میں اسے قائل کر لوں“...... جیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چونکہ میں نے خود ہی تم سے تمہاری آخری خواہش پوچھی تھی اس لئے میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دیتا ہوں“...... جیرٹ نے کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر

اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ جیرٹ کالنگ فرام پاکیشیا ونگ۔ اوور''...... جیرٹ نے بٹن پریس کر کے دوسری طرف کال دیتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون میں موجود ٹرانسمیٹر سسٹم آن کیا تھا۔

''کوڈ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بلیک بزنس۔ اوور''...... جیرٹ نے جواب دیا۔

''کیوں کال کیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسی انداز میں پوچھا گیا۔

''گرینڈ چیف سے بات کرنی ہے۔ ایمرجنسی ہے۔ اوور''۔ جیرٹ نے کہا۔

''ہولڈ کرو۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے مترنم میوزک بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ گرینڈ چیف اٹنڈنگ۔ اوور''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا ونگ سے جیرٹ بول رہا ہوں گرینڈ چیف۔ اوور''۔ جیرٹ نے کہا۔

''بولو۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور''...... گرینڈ چیف نے پوچھا۔

''آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے میں نے پاکیشیا میں بلیک بزنس گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے گرینڈ چیف۔ راڈش اور جیگر کو بھی

میں نے پکڑ لیا ہے اور اس وقت وہ دونوں میرے سامنے راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کے حکم پر انہیں گولیاں مارنے ہی والا تھا لیکن جیگر نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ ایک بار میں اس کی آپ سے بات کرا دوں۔ یہ آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اوور''...... جیرٹ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیا کہنا چاہتا ہے وہ مجھ سے۔ بات کراؤ۔ اوور''...... گرینڈ چیف نے کہا تو جیرٹ اٹھا اور اس نے سیل فون جیگر کے منہ کے پاس کر دیا۔

''بولو''...... جیرٹ نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جیگر بول رہا ہوں گرینڈ چیف۔ اوور''...... جیگر نے کہا۔

''یس جیگر۔ بولو۔ کیا کہنا ہے تمہیں۔ اوور''...... گرینڈ چیف کی آواز سنائی دی۔

''گرینڈ چیف۔ اس معاملے میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ راڈش نے چیف جیکسن سے بات کی تھی اور چیف جیکسن نے ہی اسے عمران پر حملہ کرنے اور اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی اجازت دی تھی۔ راڈش نے عمران پر کب اور کیسے حملہ کیا تھا اس کے بارے میں اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی تھی۔ اس نے تو مجھے حملہ کرنے کے بعد آ کر بتایا تھا کہ اس نے عمران پر حملہ کیا ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں گرینڈ چیف۔ پلیز مجھے ناکردہ گناہ کی اتنی بڑی سزا نہ دیں۔ آپ مجھے دنیا کے کسی بھی کونے میں بھجوا دیں۔

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی پاکیشیا کا رخ نہ کروں گا اور ہمیشہ کے لئے تاریکیوں میں گم ہو جاؤں گا لیکن مجھے موت کی سزا نہ دیں۔ پلیز گرینڈ چیف۔ پلیز"...... جیگر نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری جیگر۔ میں مانتا ہوں کہ تمہاری خدمات بلاشبہ تنظیم کے لئے قابل قدر ہیں۔ تم نے تنظیم کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ مجھے خود تمہیں موت کی سزا سنا کر افسوس اور دکھ ہوا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ تم دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جاؤ عمران تمہیں بہرحال تلاش کر لے گا۔ وہ ایک ایسا بھوت ہے جس سے کوئی نہیں چھپ سکتا۔ یہ سب تمہارے ساتھی راڈش کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے میں اس معاملے میں مجبور ہوں۔ تمہاری وجہ سے میں پوری تنظیم کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ اس لئے سوری۔ اوور"۔ دوسری طرف سے گرینڈ چیف نے معذرت بھرے اور انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"لل لل۔ لیکن چیف۔ میں میک اپ کر لوں گا۔ میں اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا لوں گا اور اپنی مکمل شناخت بدل دوں گا۔ میں کبھی کسی کے سامنے نہیں آؤں گا۔ اوور"...... جیگر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"نہیں جیگر۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ عمران کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو شاید میں تمہیں رعایت دے دیتا لیکن میں عمران کو ذاتی طور پر

جانتا ہوں۔ اگر میں نے موجودہ سیٹ اپ ختم نہ کیا تو پھر نہ صرف پاکیشیا کا سب سے بڑا سیٹ اپ بلکہ ایشیا کا سارا سیٹ اپ بھی مکمل طور پر ختم ہو جائے گا اور عمران کو مجھ تک پہنچنے کا بھی راستہ مل جائے گا اور میں اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتا۔ ایک بار پھر سوری۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے گرینڈ چیف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ گرینڈ چیف کے رابطہ ختم کرنے پر جیرٹ نے ایک طویل سانس لیا اور سیل فون نما ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر پیچھے ہٹا اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چیف کا انکار سن کر جیگر نے ہونٹ بھینچ لئے تھے جبکہ راڈش کا جسم بری طرح سے کانپ رہا تھا۔ وہ ترحمانہ نظروں سے جیرٹ کی طرف دیکھ رہا تھا جس نے ایک بار پھر جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

"یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے راڈش اس لئے سب سے پہلے تم جاؤ"...... جیرٹ نے ریوالور کا رخ راڈش کی طرف کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو پلیز"...... راڈش نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی راڈش کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا۔ جیرٹ نے اس کے سینے پر گولی ماری تھی۔ ابھی راڈش چیخ اور تڑپ ہی رہا تھا کہ جیرٹ نے یکلخت

اس کے سر میں گولی مار دی۔ راڈش کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ فوراً ساکت ہوتا چلا گیا۔ راڈش کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر جگیر کا رنگ اور زیادہ زرد ہو گیا۔

''مم مم۔ مجھے مت مارو پلیز''...... جگیر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس کی قیمت دینی پڑے گی تمہیں''۔ جیرٹ نے کہا تو جگیر چونک پڑا۔

''قیمت۔کیسی قیمت''...... جگیر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم نے تنظیم کی جتنی خدمت کی ہے تنظیم نے بھی تمہاری مراعات میں کوئی کمی نہیں رکھی ہو گی اور اس تنظیم میں سب سے زیادہ پرافٹ تم نے ہی کمایا ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں ان کے مطابق اس وقت تک تم دس کروڑ ڈالرز سے زیادہ کما چکے ہو''...... جیرٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب میری محنت کی کمائی ہے''...... جگیر نے کہا۔

''محنت کی کمائی اس وقت تک کار آمد رہتی ہے جب تک انسان زندہ رہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم نے ابھی تک شادی نہیں کی اور نہ ہی تمہارا دور نزدیک کا کوئی رشتہ دار ہے۔ اگر تم مر گئے تو تمہاری دولت جہاں ہے وہاں پڑی پڑی سڑ جائے گی''...... جیرٹ نے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو''...... جگیر نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ میری معلومات کے مطابق تم دس کروڑ ڈالرز سے زیادہ کما چکے ہو تو ظاہر ہے تمہاری دولت دس کروڑ ڈالرز سے زیادہ ہی ہو گی۔ چونکہ تم اکیلے رہنے کے عادی ہو اس لئے تمہارے لئے اتنی دولت بے کار ہے۔ اگر تم مجھے دس کروڑ ڈالرز دے دو تو اوپر کی دولت سے تم اپنی باقی کی زندگی آسانی سے بسر کر سکتے ہو۔ تمہاری یہ بات میرے دل کو لگی تھی کہ اگر تم پلاسٹک سرجری کرا لو اور اپنی اصل شناخت ختم کر دو تو تم واقعی گمنامی کی زندگی بسر کر سکتے ہو''...... جیرٹ نے کہا تو جگیر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں نے واقعی اتنی دولت کمائی تھی لیکن اب میرے پاس دس کروڑ ڈالرز نہیں ہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں دولت لٹانے کا عادی ہوں۔ جوا کھیلنا میری فطرت میں ہے، میں آج تک جوئے میں ایک ڈالر بھی نہیں جیت سکا ہوں لاکھوں کروڑوں ڈالرز ہار چکا ہوں اور میں اعلیٰ برانڈ کی شراب کثرت سے پیتا ہوں''...... جیرٹ نے کہا۔

''اس کے باوجود تمہارے چار بنک اکاؤنٹس ہیں جن میں ڈھائی کروڑ ڈالرز کی رقم موجود ہے۔ میرے پاس ان چاروں اکاؤنٹس کی تفصیلات موجود ہیں''...... جیرٹ نے مسکراتے

ہوئے کہا تو جیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہی میری زندگی بھر کی کمائی ہے اگر میں نے سب کچھ تمہیں دے دیا تو میرا جینا مشکل ہو جائے گا''...... جیگر نے کہا۔

''زندگی تو اب بھی تمہاری داؤ پر ہی لگی ہوئی ہے جیگر۔ سوچ لو۔ میں تنظیمی اصولوں کی خلاف ورزی کر کے تمہیں رعایت دے رہا ہوں۔ دولت کے بدلے میں تم اپنی زندگی بچا سکتے ہو''...... جیرٹ نے کہا۔

''ہونہہ۔ کچھ تو رعایت کرو۔ اپنی شناخت بدلنے اور گمنامی کی زندگی گزارنے کے لئے مجھے بھی تو کچھ نہ کچھ درکار ہو گا''...... جیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تم میرے پرانے دوست ہو اس لئے میں تم سے صرف اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تین بنکوں کے اکاؤنٹس میرے نام کر دو بلکہ مجھے ساڑھے سات کڑور ڈالرز کے گارنٹیڈ چیک دے دو۔ تم اکیلے ہو اس لئے تمہارے لئے ڈھائی کروڑ ڈالرز کافی ہیں۔ تم ساری زندگی بھی عیاشی کرتے رہو تو کم نہ ہوں گے۔ اگر تمہیں یہ سودا منظور ہے تو بولو ورنہ......'' جیرٹ نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ رکو۔ گولی نہ چلانا۔ میں تمہیں چیک دینے کے لئے تیار ہوں''...... جیگر نے بوکھلا کر کہا تو جیرٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''گرینڈ چیف کو کیا جواب دو گے''...... جیگر نے پوچھا۔

''گرینڈ چیف نے ہلاک ہونے والوں کی لاشیں برقی بھٹی میں جلانے کا حکم دیا ہے اور جو لاشیں ایک بار برقی بھٹی میں جل جائیں ان کی راکھ بھی باقی نہیں رہتی اس لئے گرینڈ چیف کو تمہاری ہلاکت کا مجھے کوئی ثبوت دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی''...... جیرٹ نے کہا۔

''اور تمہارے ساتھی جنہوں نے مجھے یہاں دیکھا ہے۔ وہ مجھے زندہ جاتے دیکھیں گے تو کیا گرینڈ چیف کو رپورٹ نہ دے دیں گے''...... جیگر نے کہا۔

''میرا ایک ساتھی تمہارے قد کاٹھ کا ہے۔ میں تمہاری جگہ اسے گولی مار کر ہلاک کروں گا اور اس پر تمہارا میک اپ کر دوں گا۔ اس کے میک اپ میں تم یہاں سے نکل جانا اور پھر میں اس کی لاش اپنے آدمیوں کے ذریعے برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دوں گا۔ یہاں سے نکل کر تم نے جہاں جانا ہو چلے جانا۔ یہ تم پر منحصر ہو گا کہ تم کہاں جاتے ہو اور خود کو ہمیشہ کے لئے تنظیم کی نظروں سے کیسے دور رکھتے ہو''...... جیرٹ نے کہا۔

''یہ سب میں کر لوں گا۔ تم بس مجھے یہاں سے نکال دو''۔ جیگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تین چیک مجھے بنا دو پھر تم آزاد''...... جیرٹ نے کہا۔

''مجھے منظور ہے لیکن چیک بکس میرے آفس میں ہیں۔ مجھے

ایک بار اپنے آفس میں جانا پڑے گا''...... جیگر نے کہا۔

''اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں نے تمہارے آفس کی تلاشی لی تھی اور تمہارے میز کی خفیہ دراز کھول کر اس میں موجود تمام سامان نکال لیا تھا جس میں بنک اکاؤنٹس کی تفصیل اور چیک بکس موجود تھیں''...... جیرٹ نے کہا اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر چار چیک بکس نکال لیں۔ چیک بکس دیکھ کر جیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر اب زندگی کی چمک ابھر آئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ساڑھے سات کروڑ ڈالرز کی رقم لے کر جیرٹ اسے زندہ چھوڑ دے گا اور وہ یہاں سے نکلتے ہی فوراً نہ صرف اپنی شناخت ختم کر دے گا بلکہ پاکیشیا سے فرار ہو کر کسی ایسے ملک میں جا کر روپوش ہو جائے گا کہ عمران تو کیا اس کی اپنی تنظیم بھی اسے کبھی نہ ڈھونڈ سکے گی۔

عمران نے سیکرٹ سروس کے پانچ ممبران کا نیا گروپ ایکشن ماسٹر بنا دیا تھا لیکن اس گروپ کے پاس کوئی ہیڈ کوارٹر نہ تھا۔ فور سٹارز کا گروپ چونکہ سرکاری طور پر بیرون ملک کسی مشن پر گیا ہوا تھا اس لئے عمران کے کہنے پر وقتی طور پر فور سٹارز کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کو ہی ایکشن ماسٹر کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا جہاں وہ ایک دوسرے سے مل بھی سکتے تھے اور میٹنگز بھی کر سکتے تھے۔ عمران نے جولیا اور صالحہ کے ساتھ تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر کو اسی ہیڈ کوارٹر میں بلایا تھا اور پھر انہوں نے وہاں مل کر ایکشن ماسٹر کی تنظیم سازی کرنے کے ساتھ ساتھ ضروری قواعد وضوابط طے کئے تھے اور ان قوائد ضوابط پر سختی سے عملدرآمد کرنے کا حلف لیا تھا۔ عمران کے کہنے پر ایکشن ماسٹر کا گروپ لیڈر تنویر کو منتخب کیا گیا تھا جس پر ان سب نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا اور ایکشن ماسٹر کا لیڈر بن کر تنویر بے حد خوش تھا۔ وہ اس گروپ کو اپنے مخصوص انداز اور اپنے

طریقے سے ہینڈل کر سکتا تھا اور اس کے لئے اسے عمران سے بھی
کوئی مشورہ یا مدد لینے کی ضرورت نہ تھی۔ عمران کی وجہ سے چونکہ وہ
ایکشن ماسٹر کا گروپ لیڈر بنا تھا اس لئے اس نے تہہ دل سے
عمران کا شکریہ ادا کیا تھا۔

عمران نے ایکشن ماسٹر گروپ کو آزمائش طور پر لڑکیوں کو اغوا
کرنے کا کیس سونپ دیا تھا تاکہ وہ یہ پتہ لگا سکیں کہ پاکیشیا میں
ایسی کون سی ٹریول ایجنسی کام کر رہی ہے جو جعلی کاغذات بنا کر
ملک سے نوجوان لڑکوں، لڑکیوں اور بچوں کو اغوا کر کے لے جاتی
ہے اور کانڈا میں لے جا کر غائب کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ
عمران یہ بھی چاہتا تھا کہ ایکشن ماسٹر ہیومن ٹریفک میں ملوث
مجرموں کے خلاف انتہائی بھرپور انداز میں ایکشن کریں اور نہ صرف
انہیں ٹریس کریں بلکہ کالا دھندہ کرنے والے افراد کو چن چن کر
ہلاک کر دیں۔ عمران نے انسانیت کے خلاف کام کرنے والے
افراد سے انہیں سختی سے نپٹنے کا کہا تھا اور ایکشن ماسٹر اپنے اس کام
میں مصروف ہو گئے تھے۔ عمران نے ماپنے زخم ٹھیک ہونے تک رانا
ہاؤس میں ہی قیام کیا لیکن پھر جب وہ اکتا گیا تو وہ کار لے کر فور
سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے فون پر معلوم کر
لیا تھا کہ ایکشن ماسٹر کا لیڈر تنویر اس وقت فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر
میں ہی موجود ہے۔ وہ اس سے ضروری ملاقات کرنا چاہتا تھا۔

فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر وہ تنویر کے ساتھ سٹنگ روم میں

آ گیا۔ تنویر نے خلاف توقع اس کا بھرپور انداز میں نہ صرف
استقبال کیا تھا بلکہ اسے نہایت عزت اور تکریم کے ساتھ سٹنگ روم
کی طرف لے گیا تھا۔

''پہلے تو تم اپنی طبیعت کے بارے میں بتاؤ۔ اب کیسے ہو
تم''...... تنویر نے ایک سائیڈ پر موجود ریفریجریٹر سے مشروب کی دو
بوتلیں نکال کر عمران کے قریب آ کر ایک بوتل اسے دیتے ہوئے
کہا۔

''رقیب روسفید اور وہ بھی ایکشن ماسٹر کا چیف اگر اس قدر
مہربان اور قدر شناس ہو جائے تو مرتا ہوا دشمن بھی نئی اور تازہ دم
روح کے ساتھ جی اٹھتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

''تم جس طرح سے میرے ساتھ پیش آ رہے ہو مجھے ایسا لگ
رہا ہے جیسے تم میرے رقیب روسفید نہیں بلکہ میں تمہارا رقیب رو
سیاہ ہوں۔ تم اور میری اس قدر عزت اور تکریم کرو۔ یقین کرو ایسا
لگ رہا ہے جیسے آج سورج مشرق سے نہیں بلکہ جنوب یا شمال سے
طلوع ہوا ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار
ہنس پڑا۔

''میں تو شروع سے ہی تمہاری عزت اور تکریم کرتا ہوں۔ تم ہی
میری قدر نہیں کرتے اور ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑے رہتے

ہو“......تنویر نے کہا۔

”یہ تو ہے۔ تم واقعی میری عزت کرتے ہو۔ بس چند معاملات ایسے ہیں جن پر تمہاری اور میری نہیں بنتی ورنہ آدمی تو تم بھی کام کے ہی ہو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا پرانی باتیں چھوڑو اور مجھے اپنی طبیعت کا بتاؤ“...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہوں۔ تھوڑی بہت جو کسر باقی تھی تمہارے پر اخلاق رویئے اور قدر شناسی کی وجہ سے وہ بھی ختم ہو گئی ہے اور اب میں واقعی خود کو تازہ دم محسوس کر رہا ہوں۔ اب اگر تم اپنے دل کو اور زیادہ کشادہ کرو اور میری آخری خواہش بھی پوری کر دو تو سمجھ لو کہ میری ہر بیماری ختم ہو جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”آخری خواہش۔ بیماری۔ کیا مطلب۔ اب کیا بیماری ہے تمہیں“...... تنویر نے چونک کر کہا۔

”عشق کی بیماری اور آخری خواہش یہی ہے کہ تم اس بات کو قبول کر لو کہ جولیا تمہارے لئے نہیں بنی ہے“...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم پھر شروع ہو گئے“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”ختم کرنے کے لئے ظاہر ہے شروع کرنا ہی پڑتا ہے۔ جب بات شروع ہی نہ کی جائے تو اس کا اختتام کیسے ہو سکتا ہے“۔ عمران

نے مسکرا کر کہا۔

”اگر جولیا میرے لئے نہیں بنی ہے تو وہ تمہارے لئے بھی نہیں بنی ہے سمجھے تم“...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں بھی یہ بات تسلیم کر لیتا ہوں کہ جولیا میرے لئے بھی نہیں بنی ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر۔ اس معاملے میں بات کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے“...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ضرورت ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے لئے نہیں بنی ہے اور میرے لئے بھی نہیں بنی تو پھر آخر وہ بنی کس کے لئے ہے“...... عمران نے کہا۔

”مجھے کیا پتہ“...... تنویر نے کہا۔

”لیکن میں جانتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”کیا جانتے ہو۔ کس کے لئے بنی ہے وہ“...... تنویر نے چونک کر کہا۔

”بتایا تو مارو گے تو نہیں“...... عمران نے کہا۔

”نہیں مارتا۔ بتاؤ“...... تنویر نے مسکرا کر کہا۔ ایکشن ماسٹر کا چیف بن کر اس کا موڈ کافی خوشگوار سا لگ رہا تھا۔

”نہیں رہنے دو تمہیں خواہ مخواہ غصہ آ جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں آئے گا غصہ۔ تم بتاؤ“...... تنویر نے کہا۔

''اچھا تو سنو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ تنویر غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اب بولو۔ چپ کیوں ہو گئے ہو''...... تنویر نے اسے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔

''میں کب چپ ہوا ہوں۔ بول تو رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا بول رہے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''یہی کہ میں کب چپ ہوا ہوں۔ بول تو رہا ہوں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''پلیز عمران۔ میرے صبر کا امتحان نہ لو''...... تنویر نے زچ ہونے والے انداز میں کہا۔

''مجھے تمہارا امتحان لینے کی کیا ضرورت ہے۔ نہ تم سٹوڈنٹ ہو اور نہ میں تمہارا استاذ''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''مجھے بتاؤ کہ اگر جولیا میرے لئے اور تمہارے لئے نہیں بنی ہے تو پھر وہ کس کے لئے بنی ہے۔ آج اس قصے کو ختم کر ہی دو پلیز''...... تنویر نے کہا۔

''قصہِ دل کچھ ایسا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ بیان ہو تو یقین نہیں ہوتا، یقین ہو تو بیان نہیں ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب ہوا اس کا''...... تنویر نے اسے گھور کر کہا۔

''مطلب تو خود مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ بس زبان پھسلی اور سنا دیا تم کو۔ اب تم اسے شعر سمجھو یا شعر کا ستیاناس سمجھو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

''اب تم بتاؤ گے یا نہیں''...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کچھ نہیں۔ تم مشروب پیو۔ گرم ہو رہا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''کچھ مشروب گرم ہی اچھے لگتے ہیں۔ جیسے چائے، کافی اور دودھ۔ گرم دودھ پینے سے سارے دن کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس لئے تم جب بھی تھک جایا کرو تو دودھ گرم کر کے ایک گلاس پی لیا کرو''...... عمران نے ناصحانہ لہجے میں کہا۔

''بہت بہتر بڑے حکیم صاحب''...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''بڑے حکیم صاحب نہیں۔ مابدولت کو حکیم جالینوس کے سب سے بڑے شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ایسا شاگرد جو افلاطون اور حکیم لقمان سے بھی بڑا تھا اور حکیم جالینوس اسے اپنا دادا کہتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''کیا فضول بکواس کر رہے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ یہاں کیوں آئے ہو''...... تنویر نے عمران کے حماقت بھرے انداز پر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم سے صلح کرنے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا تم سے جھگڑا کب ہوا تھا جو تم مجھ سے صلح کرنے کے لئے آئے ہو"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا جواب سن کر تم نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ سے جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو جاؤ گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جھگڑا شروع ہونے سے پہلے ہی میں تمہیں سفید جھنڈی دکھا دوں اور امن کی آشا کروں تاکہ تم کول بلکہ کول ڈاؤن رہ سکو"...... عمران نے کہا۔

"کس بات کا جواب جسے سن کر میں تم سے جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی کہ اگر جولیا تمہارے اور میرے لئے نہیں بنی تو پھر کس کے لئے بنی یا بنائی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی ہے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوئی تو بے چاری سوئی ہوتی ہے کہیں بھی اٹک سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا بتاؤ پھر کس کے لئے بنی ہے جولیا"...... تنویر نے ایک بار پھر زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"اپنے دونوں کان بند کرو بلکہ کانوں میں روئی ٹھونس لو پھر بتاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر میں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی تو مجھے کیسے

سنائی دے گا کہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ سنائی نہ دے۔ تمہیں سنائی دے گیا تو شاید پھر میری خیر نہیں۔ میں ابھی بستر سے اٹھ کر آیا ہوں اور اس بار اگر میں تمہارے ہاتھوں زخمی ہو کر ہسپتال گیا تو کئی ہفتے بلکہ کئی ماہ بستر سے نہ اٹھ سکوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔ کیوں فضول باتیں کر کے اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو"...... تنویر نے اس بار واقعی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ایکشن ماسٹر کے چیف بن چکے ہو اس لئے واقعی تمہارا وقت قیمتی ہو گیا ہے لیکن میں تو ویسے ہی بے کار اور بے روزگار ہوں اور بے کار اور بے روزگار انسانوں کے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت کی کوئی کمی نہیں ہوتی"...... عمران نے کہا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"لگتا ہے مجھے تمہارے پاس بیٹھنا ہی نہیں چاہئے ورنہ خواہ مخواہ میں بھی پاگل ہو جاؤں گا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پاگل۔ تو کیا میں تمہیں پاگل دکھائی دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تم پاگل ہو۔ بہت بڑے پاگل"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میں پاگل نہیں ہوں البتہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میرا دماغ

خراب ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''عمران پلیز''...... تنویر نے کہا۔

''اچھا چلو۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کس سخی سے پالا پڑا ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تو دل تھام کہ سنو''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''اب بول بھی چکو''...... تنویر نے اسے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔

''جولیا نہ تمہارے لئے بنی ہے اور نہ میرے لئے۔ وہ صرف میرے بچوں کی ماں بننے کے لئے بنی ہے اور بچے بھی ایسے جو ہمیں شادی سے پہلے کسی یتیم خانے سے اڈاپ کرنے پڑیں گے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ ایک لمحے کے لئے غصے سے سرخ ہوا لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''کیا ہوا تم چپ ہو گئے ہو۔ جواب نہیں دیا تم نے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس تمہاری فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے سمجھے تم''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اغوا کے سلسلے میں کوئی کام کیا ہے یا ایکشن ماسٹر کے چیف بن کر یہاں بیٹھے مکھیاں اور مچھر ہی مار کر تیس مار خاں بن رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''چند روز پہلے تم نے جو تفصیل بتائی تھی۔ ان پر نہ صرف میں نے بلکہ کیپٹن شکیل اور صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا اور صالحہ نے بھی اپنے طور پر کافی کوشش کی ہے لیکن کوئی ایسا کلیو نہیں ملا ہے جس میں بیس پچیس لڑکے یا لڑکیاں کسی جگہ سے اکٹھے اغوا کئے گئے ہوں۔ میں نے تو اپنے ایک دوست جو پولیس آفیسر ہے کے ساتھ مل کر پولیس ریکارڈ بھی چیک کرایا ہے لیکن پورے دارالحکومت میں ایسی کسی واردات کا کوئی ذکر نہیں ہے''...... تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور وہ ماڈا ٹریول ایجنسی۔ اس کے بارے میں کچھ پتہ چلا''...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کے بارے میں بھی ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ایکشن ماسٹر اپنے ابتدائی مشن میں ہی ناکام ہو گئے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ کام کرنے کے لئے کوئی بنیاد تو ہو۔ یہاں تو سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہاں جو تنظیم کام کر رہی ہے وہ انتہائی محتاط ہے۔ مجھ پر بھی جس آدمی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا اس کے بارے میں ٹائیگر نے معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ ایک پیشہ ور قاتل راڈش تھا جس کے ساتھ اس کا ایک ساتھی جیگر بھی تھا اور انہیں

سٹون کلب میں دیکھا گیا تھا۔ ان کا تعلق سٹون کلب کے مالک اور جنرل مینجر لاٹان سے تھا لیکن اب نہ تو ٹائیگر کو لاٹان مل رہا ہے۔ نہ راڈش اور نہ ہی اس کا ساتھی جگیر۔ یہ لوگ گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''پیشہ ور قاتل راڈش۔ کیا مطلب۔ کیا اس نے تم پر حملہ کیا تھا''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں ایک روز لاٹان کلب میں ایک بدمعاش کے روپ میں گیا تھا تاکہ وہاں کسی نامی بدمعاش کو للکار کر اسے جہنم واصل کر سکوں تو ایک میز پر میری راڈش سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ شراب کے نشے میں دھت تھا اور اس نے خواہ مخواہ میرے پاس آ کر میرا سر کھانا شروع کر دیا تھا اور اپنے کارناموں کی تفصیل بتا رہا تھا۔ اس نے جتنے قتل کئے تھے ان کے بارے میں سن کر میرا تو دل کر رہا تھا کہ اسے وہیں گولی مار دوں لیکن میں پہلے اس کلب کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا پھر کسی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا لیکن مصروفیات کے باعث میں یہ کام نہ کر سکا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ واقعی تم پر راڈش نے ہی وار کیا تھا''...... تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ٹائیگر نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان معلومات کے تحت تو یہی آدمی لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''راڈش تین روز قبل مجھے نظر آیا تھا۔ وہ ایک غیر ملکی آدمی کے ساتھ کار میں بیٹھا کہیں جا رہا تھا''...... تنویر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کہاں جا رہے تھے۔ کچھ اندازہ لگا سکتے ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے ایک چوراہے پر ان کی کار دکھائی دی تھی اور جہاں تک مجھے یاد ہے وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف مڑتے ہوئے دکھائی دیئے تھے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کار کا نمبر، ماڈل اور رنگ کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''سیاہ رنگ کی نئی ماڈل کار تھی۔ مجھے اس کا نمبر تو یاد نہیں لیکن ایک منٹ۔ جب کار مڑی تھی تو میں نے اس کے عقبی شیشے پر ایک اسٹیکر سا لگا ہوا دیکھا تھا''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا تھا اسٹیکر پر''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک منٹ یاد کرنے دو''...... تنویر نے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اچھل پڑا۔

''اوہ۔ یاد آ گیا۔ اسٹیکر پر ایک سرخ انسانی ہاتھ بنا ہوا تھا جس نے سیاہ رنگ کا دستانہ پہن رکھا تھا اور اس ہاتھ میں ایک ریوالور تھا''...... تنویر نے کہا۔

''سرخ ہاتھ۔ سیاہ دستانہ اور ریوالور۔ کچھ اور بھی تھا اسٹیکر پر''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اور کچھ نہیں تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ خاص نشان

کس کا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"کس کا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اس نشان والی گاڑی ہارڈ کلب کا مالک اور جنرل منیجر استعمال کرتا ہے جس کا نام فریڈرک ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ویل ڈن۔ یہ ہے کام کی بات۔ آؤ چلیں۔ کچھ نہ کچھ حرکت کریں گے تو برکت بھی پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باتوں کے دوران اس نے مشروب کی بوتل خالی کر کے میز پر رکھ دی تھی۔ تنویر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہارڈ کلب کہاں ہے"...... عمران نے اس کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ البیرونی روڈ پر نیا کھلا ہے اور اس نے خاصی تیزی سے مقبولیت حاصل کر لی ہے"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر میں ان کی کار تیزی سے البیرونی روڈ کی جانب بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہارڈ کلب پہنچ گئے۔ ہارڈ کلب کی عمارت خاصی بڑی، دلکش اور وسیع تھی۔ عمران کار کمپاؤنڈ گیٹ سے موڑ کر پارکنگ میں لے گیا اور پھر اس نے کار روکی اور وہ دونوں کار سے باہر آ گئے۔ اسی لمحے پارکنگ میں ایک اور کار آ کر رکی تو تنویر چونک پڑا۔

"یہی ہے وہ کار"...... تنویر نے کار دیکھ کر عمران سے مخاطب ہو

کر کہا تو عمران غور سے کار کی طرف دیکھنے لگا۔ کار کے عقبی شیشے پر ویسا ہی اسٹیکر لگا ہوا تھا جس کے بارے میں تنویر نے بتایا تھا۔ کار رکی اور اس میں سے ایک لمبے قد اور کسرتی جسم والا نوجوان نکل کر باہر آیا اور تیزی سے کلب کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے ان کے قریب آ گیا اور اس نے عمران کو ایک کارڈ دے دیا۔

"یہ آدمی جو ابھی کلب میں گیا ہے۔ کون ہے یہ۔ جانتے ہو اسے"...... عمران پارکنگ بوائے سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ان کا نام فریڈرک ہے اور یہ کلب کے مالک اور جنرل منیجر ہیں"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا راڈش کے ساتھ اسی آدمی کو دیکھا تھا تم نے"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ کوئی اور تھا لیکن کار یہی تھی۔ میں اسے بخوبی پہچان گیا ہوں"...... تنویر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کلب کے مین ڈور کی طرف بڑھ گئے۔ مین ڈور کے پاس ایک بوڑھے آدمی کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ بوڑھا آدمی ایک پلر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے شال اوڑھ رکھی تھی اور اس کی داڑھی مونچھوں کے سفید بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ پہلی نظر میں وہ بھکاری ہی دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سر اٹھائے خالی خالی

نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر یاس اور درد کے ایسے تاثرات تھے جنہیں دیکھ کر عمران رکنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

''کیا ہوا''......تنویر نے اسے رکتے دیکھ کر پوچھا۔

''کچھ نہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ اس بوڑھے کی طرف بڑھا۔

''کیا بات ہے بابا جی۔ آپ اس طرح کیوں بیٹھے ہیں''۔ عمران نے بوڑھے کے قریب آ کر جھک کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آواز سن کر بوڑھا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کک کک۔ کون''...... بوڑھے آدمی نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا نام عمران ہے۔ آپ بتائیں۔ آپ کا کیا نام ہے اور آپ اس طرح یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ کیا آپ کو کچھ مدد چاہئے''......عمران نے جیب سے اپنا والٹ نکالتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں بھکاری نہیں ہوں بیٹا۔ مجھے بھیک نہیں چاہئے''...... بوڑھے نے عمران کو والٹ نکالتے دیکھ کر تڑپ کر کہا۔

''تو پھر۔ کیا چاہئے آپ کو۔ شکل و صورت سے آپ شریف آدمی لگ رہے ہیں لیکن آپ کا یہاں جوئے اور شراب کے اڈے کے باہر بیٹھنا سمجھ نہیں آیا''......عمران نے کہا۔

''مم مم۔ میں اپنی بیٹی کے لئے یہاں آیا ہوں بیٹا۔ مم مم۔ میری بیٹی''...... بوڑھے نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''بیٹی۔ تو کیا آپ کی بیٹی اس کلب میں کام کرتی ہے''۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں نہیں۔ میری بیٹی یہاں کام نہیں کرتی۔ میں کلب کے مالک فریڈرک صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کہاں ہے اور کس حال میں ہے لیکن کوئی مجھے اندر جانے ہی نہیں دے رہا ہے۔ میں کئی دنوں سے فریڈرک صاحب سے ملنے روز آتا ہوں لیکن وہ مجھ سے ملتے ہی نہیں ہیں اور میں ان کے انتظار میں یہاں بیٹھا رہ جاتا ہوں''...... بوڑھے نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

''مسئلہ کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں ہو سکتا ہے کہ میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں''...... عمران نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''میں جناب فریڈرک صاحب کے گھر میں ملازم تھا۔ فریڈرک صاحب نے مجھے اپنے گھر میں ایک کوارٹر دیا ہوا تھا جہاں میں اپنی بیوی اور ایک بیٹی کے ہمراہ رہتا تھا۔ اچانک میں شدید بیمار ہو گیا تو میری بیوی اور میری بیٹی نے فریڈرک صاحب کے گھر کو سنبھال لیا اور فریڈرک صاحب ان کے کام سے بے حد خوش ہوئے۔ ایک دن جب میں ٹھیک ہو کر فریڈرک صاحب سے ملا تو انہوں نے

میری بیوی اور بیٹی کے کام کی بہت تعریف کی اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ وہ میری بیٹی کو کانڈا بھجوا سکتے ہیں۔ وہاں وہ ایک فیکٹری میں پیکنگ کا کام کرے گی۔ آنے جانے کا خرچہ وہ خود اٹھائیں گے۔ وہاں رہائش اور خوراک کی ذمہ داری ایجنسی کی ہو گی اور اسے تیس ہزار ماہانہ ملیں گے جو ایک سال بعد دوگنے ہو جائیں گے۔ اس کے باہر جانے سے ہمارے غربت اور تنگدستی کے دن دور ہو جائیں گے۔ فریڈرک صاحب کی آفر تو اچھی تھی لیکن میں اور میری بیوی اس کے لئے راضی نہ تھے۔ جوان بیٹی کا مسئلہ تھا اس لئے ہم اسے اکیلے ملک سے باہر کیسے بھیج سکتے تھے۔ ہم تو جلد سے جلد اس کی شادی کر کے اسے اپنے گھر بھیجنے کا سوچ رہے تھے لیکن میری بیٹی رخسانہ بے حد حساس تھی۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ کانڈا ضرور جائے گی اور سال دو سال وہاں کام کر کے اتنے روپے جمع کر کے لے آئے گی کہ واپس آ کر ہمارے لئے ایک اچھا سا گھر بنا سکے اور ہمارا اچھے ہسپتال میں علاج کرا سکے۔ اس نے چونکہ ضد پکڑ لی تھی اور وہ ہماری اکلوتی بیٹی تھی اس لئے ہم اس کی ضد کے سامنے مجبور ہو گئے اور پھر میں نے فریڈرک صاحب کو اسے باہر بھجوانے کے لئے ہاں کہہ دی۔ فریڈرک صاحب نے فوری طور پر رخسانہ کے کاغذات بنوائے اور پھر اسے ایک ہفتے کے اندر اندر ملک سے باہر بھجوا دیا۔ دو ہفتوں تک ہماری بیٹی سے روز باتیں ہوتی تھیں لیکن پھر فریڈرک صاحب نے ہماری اس سے بات

کرانا چھوڑ دی۔ دو ماہ گزر گئے لیکن فریڈرک صاحب ہمیں یہ بتا ہی نہیں رہے تھے کہ رخسانہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ ہماری لاکھ منتیں کرنے کے باوجود وہ ہماری رخسانہ سے بات ہی نہیں کراتے تھے۔ جب ہم میاں بیوی نے فریڈرک صاحب پر بیٹی سے بات کرانے پر زور دیا تو فریڈرک صاحب کو غصہ آ گیا اور انہوں نے ہم میاں بیوی کو کوٹھی سے ہی نکال دیا۔ ہم غریب ایک چھوٹے سے کرائے کے گھر میں شفٹ ہو گئے۔ میری بیوی، رخسانہ کی جدائی میں پاگل اور وہ بیمار ہو گئی تھی۔ میں بھی روزانہ فریڈرک صاحب کی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر بیٹھ جاتا اور فریڈرک صاحب کا انتظار کرتا لیکن وہ وہاں مجھے ملتے ہی نہیں تھے تب میں نے ان کے کلب آنا شروع کر دیا اور روزانہ ہی یہاں بیٹھ کر ان کا انتظار کرتا ہوں کہ شاید مجھے دیکھ کر انہیں میری حالت پر ترس آ جائے اور وہ مجھے بتا دیں کہ میری بیٹی رخسانہ آخر ہے کہاں۔ وہ کس حال میں ہے اور وہ زندہ بھی ہے یا......'' آخری جملے کہتے ہوئے بوڑھے کی آواز رندھ گئی اور اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو واقعی انتہائی دردناک ٹریجڈی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ آپ مجھے اپنا نام و پتہ بتا دیں اگر کوئی فون نمبر ہے تو وہ بھی دے دیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس سلسلے میں کچھ ہوا تو آپ کی مدد ضرور کروں گا''...... عمران نے کہا تو بوڑھے آدمی نے اسے اپنا پتہ اور فون نمبر بتا دیا۔

''آپ نے اپنا نام تو بتایا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام رحمت علی ہے جناب''...... اس نے جواب دیا۔

''فریڈرک کے گھر میں آپ کیا کام کرتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ان کا باورچی تھا جناب اور میری بیوی اور بیٹی بھی ان کے کچن کا کام ہی سنبھالتی تھیں''...... رحمت علی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ اپنے گھر جائیں اور بے فکر ہو جائیں۔ میں فریڈرک سے مل کر اس سے پوری تفصیل معلوم کر لوں گا اور میں کوشش کروں گا کہ اس سے آپ کی بیٹی کا نمبر لے کر آپ کی جلد سے جلد بات بھی کرا سکوں۔ کہنا تو نہیں چاہئے لیکن مجبوراً کہوں گا کہ دعا کریں کہ وہ بخیریت ہو''...... عمران نے کہا۔

''انشاء اللہ۔ کچھ نہیں ہوا ہے میری بیٹی کو۔ وہ زندہ ہے اور اتنی جلدی اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ وہی تو ہمارا اثاثہ ہے''...... رحمت علی نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا تو رحمت علی نے اس کی طرف ممنون اور امید بھری نظروں سے دیکھا اور پھر وہ اسے دعائیں دیتا ہوا وہاں سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا رخصت ہو گیا۔

''کیا چکر ہے''...... تنویر نے پوچھا۔ اس نے بوڑھے اور عمران کی باتیں سن لی تھیں۔

''چکر نہیں۔ مجھے تو یہ فریڈرک گھن چکر ہی معلوم ہو رہا ہے۔ آؤ

ذرا اس سے بات کر لیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مین ڈور کھول کر وہ اندر ہال میں داخل ہوئے۔ کلب کا ہال نہایت وسیع، خوبصورت اور شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں موجود افراد کا تعلق بظاہر شرفاء سے ہی معلوم ہو رہا تھا لیکن وہ سب شراب پیتے، جوا کھیلتے اور منشیات کا استعمال کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ سائیڈ پر موجود کاؤنٹر کے قریب ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے کونے پر گیم روم کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس راہداری کے پاس ہی کاؤنٹر موجود تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک مقامی لڑکی موجود تھی۔ عمران اور تنویر کاؤنٹر کی طرف بڑھے۔

''یس سر''...... کاؤنٹر گرل نے ان کی طرف دیکھ کر کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''فریڈرک سے ملنا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ادھر بائیں ہاتھ پر راہداری کے آخر میں ان کا دفتر ہے''۔ لڑکی نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تنویر کے ساتھ اس طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فریڈرک کے دفتر میں داخل ہو رہے تھے۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک لمبوترے چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

''آئیں جناب۔ تشریف لائیں''...... فریڈرک نے انہیں دیکھ کر رسیور کریڈل پر رکھ کر بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔

”میرا نام عمران ہے اور یہ میرا ساتھی تنویر ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں فریڈرک ہوں۔ اس کلب کا مالک۔ فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“...... فریڈرک نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران اور تنویر کی شخصیت اور لباس سے مرعوب ہو گیا تھا۔

”کیا ہم بیٹھ کر بات کریں“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ ہاں۔ سوری میں آپ کو بیٹھنے کا کہنا تو بھول ہی گیا۔ بیٹھیں“...... فریڈرک نے کہا تو عمران اور تنویر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور فریڈرک بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میں ابھی تھوڑی دیر پہلے باہر بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے سے ملا ہوں۔ اس کا نام رحمت علی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ آپ کے گھر میں کک تھا“...... عمران نے فریڈرک کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا تو رحمت علی کا نام سن کر فریڈرک کے چہرے پر یکلخت ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”جی ہاں۔ وہ میرا ہی کک تھا“...... فریڈرک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور آپ نے اس کی بیٹی کو بیرون ملک بھجوایا تھا“...... عمران

نے اسی انداز میں کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے تو ہمدردی کی تھی لیکن وہ ہمدردی میرے گلے پڑ جائے گی اس کا میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ اس کی بیٹی بیرون ملک جا کر محنت کر کے پیسے کما لے گی اور واپس آ کر اپنے بوڑھے والدین کے لئے کچھ کرے گی لیکن......“ فریڈرک نے کہا۔

”لیکن۔ لیکن کیا“...... عمران نے کہا۔

”کچھ نہیں۔ آپ بتائیں۔ آپ یہاں کس لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ رحمت علی، اس کی بیٹی، میرا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ اس سلسلے میں نہ ہی بات کریں تو اچھا ہے“...... فریڈرک نے ناگواری سے کہا۔

”نہیں۔ پہلے آپ مجھے اس معاملے کی تفصیل بتائیں اس کے بعد ہی میں آپ سے دوسری کوئی بات کروں گا“...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو فریڈرک چونک کر عمران کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے الجھن لہرائی لیکن اس نے فوراً سر جھٹک دیا۔

”تفصیل کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے رحمت علی اور اس کے گھر والوں سے ہمدردی تھی۔ وہ محنت کرنے والے لوگ تھے اور انتہائی کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کلب کے ساتھ ساتھ میرا ایک ہوٹل بھی ہے۔ میں آدھا دن یہاں گزارتا ہوں اور آدھا دن ہوٹل

میں۔ ہوٹل میں میری ایک آدمی سے ملاقات ہوئی تھی اور اس سے دوستی ہوگئی۔ اس کا تعلق کانڈا سے تھا اور وہ کانڈا کی کسی فیکٹری میں بطور جنرل منیجر کام کرتا تھا اور پاکیشیا میں اس فیکٹری میں کام کرنے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کی بھرتی کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ کام سادہ سا تھا اور رحمت علی کی لڑکی رخسانہ محنتی تھی اس لئے مجھے اس کا خیال آ گیا تو میں نے اس آدمی سے ذکر کر دیا تو وہ اسے ساتھ لے جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ میں نے رخسانہ کے کاغذات اپنے خرچ پر تیار کرائے اور پھر اسے کانڈا بھیج دیا اور بس''...... فریڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارے دوست کا نام کیا ہے اور وہ کس ایجنسی کا جنرل منیجر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے مجھے اپنا نام روگر بتایا تھا اور وہ کانڈا میں صابن بنانے والی کسی فیکٹری میں منیجر ہے جہاں کارٹن پیکنگ کے لئے اسے لڑکے اور لڑکیوں کی ضرورت تھی''...... فریڈرک نے بتایا۔

''رحمت علی کے کہنے کے مطابق ایک دو ہفتوں تک تو اس کی اپنی بیٹی سے بات ہوتی رہی تھی لیکن پھر اس کے بعد اس سے رابطہ مکمل ختم ہو گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تم رخسانہ کی ان سے بات کیوں نہیں کراتے''...... عمران نے پوچھا۔

''پہلے آپ بتائیں آپ اس معاملے میں اتنی پوچھ گچھ کیوں کر رہے ہیں''...... فریڈرک نے اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

''مجھے اس بوڑھے سے ہمدردی ہے اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اس معاملے میں، میں تم سے بات کروں گا اور مجھ سے جو ہو سکے گی اس کی مدد ضرور کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھ سے زیادہ تم اس کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ بہرحال میں مجبور ہوں۔ میں اس سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں اسے بتانا چاہتا ہوں لیکن چاہ کر بھی میں ایسا نہیں کر سکتا بلکہ سچ پوچھو تو مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ میں اس سے بات کر سکوں''...... فریڈرک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ اس کی وجہ''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''اصل میں دو ہفتوں کے بعد روگر سے میری بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے ایک اندوہناک خبر دی تھی جسے سن کر میں ہل کر رہ گیا تھا اور اس وقت سے وہ خبر میں اپنے دل میں چھپا کر بیٹھا ہوا ہوں۔ لاکھ کوشش کے باوجود مجھ میں نہ تو حوصلہ ہو رہا ہے اور نہ ہی مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ میں ان بوڑھے ماں باپ کو کچھ بتا سکوں''...... فریڈرک نے کہا۔

''وہ خبر کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''رخسانہ جس فیکٹری میں کام کرتی تھی۔ اس فیکٹری سے اس کی رہائش گاہ کافی دور تھی جس کے لئے اسے دو بسیں بدلنی پڑتی تھیں۔ ایک روز وہ فیکٹری آ رہی تھی تو اس بس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس میں رخسانہ سفر کر رہی تھی۔ حادثہ اس قدر خوفناک تھا کہ بس کے

بہت سے مسافر ہلاک ہو گئے تھے جن میں رخسانہ بھی شامل تھی۔ اس کی لاش بری طرح سے کچلی گئی تھی۔ لاش کی حالت انتہائی ناگفتہ ہو چکی تھی اس لئے اسے کسی طور پر پاکیشیا نہیں لایا جا سکتا تھا اس لئے ایجنسی کی طرف سے ہی اس کی لاش کی تدفین کے انتظامات کر دیئے گئے تھے۔ رخسانہ، رحمت علی کی اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ اور اس کی بیوی پہلے ہی بیمار رہتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں انہیں کیسے بتاؤں کہ وہ جس بیٹی کے لئے مجھ سے بار بار پوچھنے کے لئے آتے ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے اور یہاں سے ہزاروں میل دور ایک غیر ملک کی زمین میں دفن ہو چکی ہے۔ میں ان کی مالی امداد کرتا رہتا ہوں لیکن ان کی بیٹی انہیں واپس کیسے لا کر دوں یا انہیں کیسے بتاؤں کہ ان کی بیٹی اب کبھی واپس نہیں آئے گی“...... فریڈرک نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے آپ ان کی رخسانہ سے بات نہیں کرا رہے ہیں“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اب میں ان کی بیٹی سے قبر میں تو بات نہیں کرا سکتا نا۔ اسی لئے میں رحمت علی کے سامنے نہیں آتا اور اس سے کنی کترا کر گزر جاتا ہوں“...... فریڈرک نے جواب دیا۔

”تو کیا فیکٹری کی طرف سے رخسانہ کی ناگہانی ہلاکت پر اس کے ورثا کو کوئی امدادی رقم نہیں دی گئی ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”روگر نے میرے بنک اکاؤنٹ میں ایجنسی کی طرف سے رخسانہ کے والدین کے نام پر ایک بڑی رقم جمع کرائی ہے۔ جو تاحال میرے اکاؤنٹ میں موجود ہے۔ میں اگر یہ رقم انہیں دے دوں تو پھر انہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ ان کی بیٹی زندہ نہیں ہے اس لئے میں اسی اکاؤنٹ سے انہیں مناسب خرچہ دے دیتا ہوں تاکہ وہ عزت کی زندگی گزار سکیں“...... فریڈرک نے کہا۔

”اس طرح روز روز مرنے اور انتظار کرنے سے تو اچھا ہے کہ آپ انہیں ایک بار ساری حقیقت بتا دیں اور فیکٹری کی طرف سے رخسانہ کی ہلاکت کے لئے جو امدادی رقم جاری کی گئی ہے وہ انہیں دے دیں تاکہ وہ اپنا بہتر علاج معالجہ کرا سکیں اور اپنی باقی کی زندگی اچھے طریقے سے گزار سکیں۔ آج نہیں تو کل آخر کار انہیں یہ پتہ تو چل ہی جانا ہے کہ ان کی بیٹی زندہ نہیں ہے۔ جب تک آپ ان سے یہ خبر چھپائیں گے وہ روز ہی مریں گے اور روز ہی آس لگا کر آپ کے گرد چکراتے رہیں گے“...... عمران نے کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ مجھے اب حوصلہ کر ہی لینا چاہئے اور انہیں سچ بتا ہی دینا چاہئے“...... فریڈرک نے کہا۔

”آپ کے خیالات بہت اچھے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ آج ہی یہ سارا معاملہ نپٹا دیں گے۔ اگرچہ ان کے لئے یہ خبر روح لرزا دینے والی ہو گی لیکن حقیقت کو بہرحال انہیں تسلیم کرنا ہی پڑے گا اور مشیت ایزدی کے سامنے وہ بھلا کیا کر سکیں گے“۔

عمران نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں آج ہی بلکہ آپ سے بات کر کے سیدھا بنک جاتا ہوں اور ان کے نام پر میرے اکاؤنٹ میں جتنی رقم ہے اسے لے کر ان کے گھر چلا جاتا ہوں اور انہیں ساری باتیں کھل کر بتا دیتا ہوں۔ ان کا درد میرا درد ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان کا درد بانٹ سکوں"...... فریڈرک نے کہا تو عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

"گڈ۔ آپ واقعی ہمدرد اور نیک انسان ہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"بہرحال آپ فرمائیں۔ آپ کیسے آئیں ہیں"...... فریڈرک نے کہا۔

"آپ کی کار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کار۔ کیا مطلب۔ کون سی کار۔ میرے پاس تو کئی کاریں ہیں"...... فریڈرک نے جواب دیا۔

"سیاہ رنگ کی کار"...... عمران نے کہا اور اس نے اس کار کی تفصیل بتا دی جس میں تنویر نے جیگر اور راڈش کو دیکھا تھا۔

"لیکن آپ کون ہیں اور اس کار کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں"...... فریڈرک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ چوری کی کار ہے"...... تنویر نے اس کی طرف غور سے

دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے یوں اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ بھی فریڈرک سے یہی بات کہنا چاہتا تھا۔

"چوری کی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... فریڈرک نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل پولیس سے ہے اور یہ کار ایک واردات میں استعمال کی گئی ہے اور ہماری معلومات کے مطابق یہ کار چوری کی ہے"...... عمران نے لہجے میں قدرے سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب وہ کار تو میں نے خریدی تھی"...... فریڈرک نے حیرت اور قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کس سے خریدی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا ایک دوست ہے جیمسن۔ وہ نئی اور پرانی کاروں کی ہی خرید و فروخت کرتا ہے۔ میں گاڑیوں کا رسیا ہوں۔ نئے ماڈلز کی کاریں مجھے بے حد پسند ہیں اس لئے جیسے ہی اس کے پاس کوئی اچھی کار آتی ہے وہ مجھے بلا کر دکھاتا ہے اور میں نقد پیمنٹ پر اس سے کار خرید لیتا ہوں"...... فریڈرک نے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ جیمسن"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اکثر یہاں کلب میں آتا جاتا رہتا ہے۔ مجھے اس کا پورا پتہ معلوم نہیں ہے۔ بس نام معلوم ہے"...... فریڈرک نے کہا۔

"کاریں دکھانے کے لئے وہ کہاں بلاتا ہے تمہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"مختلف ورکشاپس میں۔ وہ فون کر کے مجھے پتہ بتا دیتا ہے اور میں فوراً وہاں پہنچ جاتا ہوں"...... فریڈرک نے جواب دیا۔

"کیا وہ کلب میں روز آتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہفتے میں ایک دو بار اور کبھی کبھی تو وہ پورا ہفتہ ہی غائب رہتا ہے"...... فریڈرک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہیں اپنا نمبر دیتا ہوں اسے اپنے پاس رکھ لو۔ جس دن جیمسن آئے تم نے فوراً مجھے کال کر کے اس کے بارے میں بتانا ہے"...... عمران نے کہا اور اس نے اسے اپنے سیل فون کا نمبر دے دیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں غیر قانونی معاملوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر جیمسن کسی جرم میں ملوث ہے اور وہ کاریں چوری کر کے بیچتا ہے تو پھر میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے ہی وہ آئے گا میں فوراً آپ کو فون پر مطلع کر دوں گا"...... فریڈرک نے کہا۔

"اسی میں تمہاری بھلائی ہو گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"حیرت ہے۔ ابھی تک کیس کا کوئی سر پیر ہی نہیں بن رہا ہے اس طرح تو ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا"...... تنویر نے باہر آ کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ فریڈرک انتہائی گہرا آدمی معلوم ہو رہا ہے۔ اس کی باقاعدہ نگرانی کرانی پڑے گی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں پارکنگ میں آ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں سوار پارکنگ سے نکلے جا رہے تھے۔

"فریڈرک کا کلب اتنا بڑا نہیں ہے اور اس کے آفس کی حالت دیکھ کر بھی ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کسی بڑے جرم میں ملوث ہو اور شکل سے بھی وہ معصوم دکھائی دیتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"کبھی کبھی معصوم چہروں کے پیچھے بھی بھیڑیئے اور سفاک انسان چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ مجھے فریڈرک ایسا ہی انسان معلوم ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال۔ اب کیا پروگرام ہے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کا تعلق اسی تنظیم سے ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یہ کار اس آدمی کی تھی جس کے ساتھ تم نے راڈش کو دیکھا تھا۔ انہیں شاید یہ اطلاع مل گئی تھی کہ میں اغوا والے معاملے میں دلچسپی لے رہا ہوں اس لئے انہوں نے مجھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی اور جب تنظیم کو پتہ چلا کہ میں زندہ بچ گیا ہوں تو انہوں نے فوری طور پر اس آدمی اور راڈش کو ہی ختم کر دیا تاکہ کوئی کلیو نہ مل سکے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا ان دونوں کی ہلاکت میں اس فریڈرک کا ہاتھ ہو سکتا

ہے''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم نے اسے چھوڑ کیوں دیا۔ تمہیں تو چاہئے تھا کہ اس کے کلب میں ہی اس کی گردن دبوچ لیتے۔ وہ سب کچھ اگل دیتا''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''فریڈرک کی گردن اب ایکشن ماسٹر پکڑیں گے اور اس کی زبان بھی کھلوائیں گے''...... عمران نے کہا تو تنویر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ یہ کام میں کرلوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''وہاں اکیلے نہ جانا کسی کو ساتھ لے جانا اور ہاں فورسٹارز کا ہیڈ کوارٹر کافی دور ہے اس لئے جب تک ایکشن ماسٹر کا نیا ہیڈ کوارٹر نہیں بن جاتا تم رانا ہاؤس کو ہی وقتی طور پر ہیڈ کوارٹر بنا لو۔ میں جوزف اور جوانا کو کال کر دوں گا وہ تم سے تعاون بھی کریں گے اور ضرورت ہوئی تو وہ تمہارے گروپ کو جوائن بھی کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے''...... تنویر نے کہا۔

''میں یہیں اتر جاتا ہوں۔ تم کار لے جاؤ''...... عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تم کہاں جا رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے اس آدمی رحمت علی سے ملنا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے

مزید کوئی معلومات مل جائیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر میں تمہیں اس کے گھر ڈراپ کر دیتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ تم مجھے ڈراپ کر کے واپس چلے جانا۔ میں کچھ دیر رحمت علی کے ساتھ رکوں گا اور پھر واپس جانے کے لئے ٹائیگر کو کال کرلوں گا''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جیرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''راڈنی بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیوں فون کیا ہے''...... جیرٹ نے اسی انداز میں کہا۔

''عمران آج فریڈرک سے ملنے آیا تھا باس''...... دوسری طرف سے راڈنی نے جواب دیا۔

''کون فریڈرک۔ کس کی بات کر رہے ہو''...... جیرٹ نے چونک کر کہا۔

''ہارڈ کلب کا مالک جو ہمیں لڑکیاں سپلائی کرتا ہے''...... راڈنی نے جواب دیا تو جیرٹ یکلخت اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ عمران اس سے کیوں ملنے آیا تھا اور تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... جیرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں فریڈرک سے ملنے ایک ضروری کام کے لئے آیا تو میں نے عمران اور اس کے ایک ساتھی کو فریڈرک کے آفس سے نکل کر باہر جاتے دیکھا تھا۔ میں نے کاؤنٹر سے پوچھا تو پتہ چلا کہ عمران اور اس کا ساتھی کافی دیر فریڈرک کے ساتھ رہے تھے۔ میں فوراً فریڈرک کے دفتر پہنچا اور جب میں نے اس سے عمران اور اس کے ساتھی کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ ان دونوں کا تعلق سپیشل پولیس سے ہے اور وہ اس کی کار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق فریڈرک کی کار کسی واردات میں مطلوب ہے۔ وہ عمران کو نہیں پہچانتا تھا اس لئے اس نے اسے ایک عام پولیس والا سمجھ کر ٹریٹ کیا اور اسے مطمئن کر کے وہاں سے بھیج دیا تھا''...... راڈنی نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ یہ عمران واقعی خطرناک انسان ہے۔ آخر وہ فریڈرک تک پہنچ کیسے گیا''...... جیرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ تو پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ فریڈرک تک کیسے پہنچا ہے لیکن باس ایک اور بات فریڈرک سے ملنے سے پہلے عمران اس بوڑھے رحمت علی سے بھی ملا تھا اور بوڑھے رحمت علی نے اسے اپنی لڑکی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ عمران اس سے انتہائی ہمدردی سے باتیں کر رہا تھا''...... راڈنی نے کہا۔

''ہونہہ۔ صورتحال تو واقعی خراب ہوتی جا رہی ہے۔ اگر اس نے

کڑی سے کڑی جوڑی تو پھر اسے ہر بات کا پتہ چل جائے گا۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے جو میں نے جیگر کی کار فریڈرک کو دے دی تھی۔ مجھے اس کار کو فوراً جلا دینا چاہئے تھا''...... جیرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اور میرا خیال ہے کہ ہمارا سیٹ اپ اس وقت شدید خطرے سے دوچار ہے اور اس معاملے میں فریڈرک ہمارے لئے اصل خطرہ ثابت ہوسکتا ہے۔ عمران ابھی تو اسے کچھ کہے بغیر چلا گیا ہے لیکن جلد ہی وہ واپس آئے گا اور وہ فریڈرک کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے سب کچھ اگلوا لے گا''...... راڈنی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ فریڈرک کا زندہ رہنا واقعی ہمارے لئے بڑا خطرہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا ہے''...... جیرٹ نے کہا۔

''یس باس''...... راڈنی نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''میں ہارڈ کلب کے باہر ہی موجود ہوں باس''...... راڈنی نے کہا۔

''تم وہاں سے نکل جاؤ۔ میں سلاسٹر کو کہہ کر کوئی آدمی بھجواتا ہوں تاکہ فریڈرک کا جلد سے جلد خاتمہ کیا جاسکے''...... جیرٹ نے کہا۔

''اس کے لئے سلاسٹر کو کہنے کی کیا ضرورت ہے باس۔ یہ کام

میں بھی کرسکتا ہوں''...... راڈنی نے فوراً کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں عمران کی نظروں میں نہیں لانا چاہتا۔ یہ کام سلاسٹر ہی اپنے کسی آدمی سے کرائے گا ایسے آدمی سے جس کا تعلق بلیک بزنس سے نہ ہو''...... جیرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز دوں''...... راڈنی نے کہا۔

''کیسی تجویز''...... جیرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''آپ تمام سپلائرز کو الرٹ کر دیں باس۔ ایسا نہ ہو کہ عمران کو کسی اور کے بارے میں معلومات مل جائیں جیسے فریڈرک کے بارے میں ملی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی عمران کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس سے سب کچھ اگلوا لے گا''...... راڈنی نے کہا۔

''دیکھتا ہوں''...... جیرٹ نے کہا۔

''اوکے باس''...... راڈنی نے کہا اور جیرٹ نے کریڈل دبا دیا۔ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ سلاسٹر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''جیرٹ بول رہا ہوں''...... جیرٹ نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تم نے کہاں سے کال کیا ہے۔ کانڈا سے یا کسی اور ملک سے''...... دوسری طرف سے سلاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں پاکیشیا میں ہی موجود ہوں اور اب میں پاکیشیا کا سیکشن چیف بھی ہوں''...... جیرٹ نے جواب دیا۔

''سیکشن چیف۔ کیا مطلب۔ سیکشن چیف تو جیگر تھا۔ اس کا کیا ہوا''...... سلاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیرٹ نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بہرحال تم سیکشن چیف بن گئے ہو اس لئے میں تمہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں''...... سلاسٹر نے کہا۔

''تھینک یو''...... جیرٹ نے کہا۔

''اچھا بتاؤ مجھے کیوں فون کیا ہے''...... سلاسٹر نے پوچھا۔

''ہارڈ کلب کے مالک فریڈرک کو جانتے ہو''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ میرا دوست ہے۔ کیوں کیا ہوا''...... سلاسٹر نے کہا۔

''وہ عمران کی نظروں میں آ گیا ہے۔ اگر وہ عمران کے ہاتھ چڑھ گیا تو وہ ڈبل بی کے بارے میں بہت کچھ اگل سکتا ہے اور اس کی وجہ سے ہماری پوری تنظیم خطرے میں پڑ سکتی ہے اس لئے میں نے سیکشن چیف ہونے کے ناطے اسے آف کرنے کا سوچا ہے اور میں چونکہ یہ کام ڈبل بی کے کسی آدمی سے نہیں لینا چاہتا اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے تاکہ یہ کام تم کر دو''...... جیرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم میرے دوست ہو اس لئے میں تمہارا یہ کام کر

دوں گا لیکن تم تو جانتے ہو کہ میں اصول پسند آدمی ہوں اور کبھی بھی گھاٹے کا بزنس نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے تمہیں اس کام کے لئے مجھے پورا معاوضہ دینا پڑے گا اور وہ بھی ایڈوانس''...... سلاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ میں ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں معاوضہ ٹرانسفر کرا دیتا ہوں''...... جیرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

''او کے۔ تو پھر تمہارا کام بھی ہو جائے گا''...... سلاسٹر نے کہا۔

''کسے بھیجو گے اس کام کے لئے''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''ایک ہی آدمی ہے ماسٹر ہوشو۔ تم اس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ انتہائی گھاگ شوٹر ہے ایک بار جس کے پیچھے لگ جائے تو اسے قبر میں اتار کر ہی دم لیتا ہے''...... سلاسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ واقعی اس معاملے میں ٹھیک ہے۔ اوکے میں تمہارا معاوضہ ٹرانسفر کرتا ہوں تب تک تم ماسٹر ہوشو کو اس کے کام پر لگا دو''...... جیرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''لیس۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جیرٹ بول رہا ہوں''...... جیرٹ نے کہا۔

''اوہ۔ لیس باس۔ حکم''...... جیرٹ کی آواز سن کر دوسری طرف

سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم فوری طور پر سلور ہوٹل کے مالک سلاسٹر کے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالرز جمع کرا دو اور رقم جمع کرانے کے بعد سلاسٹر کو کال کر کے اس کی تصدیق بھی کرا دینا''...... جیرٹ نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''گرین لائٹ ہوٹل''...... رابطہ ملتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''مون کلب سے جیرٹ بول رہا ہوں۔ سلاسٹر سے بات کراؤ''...... جیرٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''یس۔ سلاسٹر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''جیرٹ بول رہا ہوں''...... جیرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس جیرٹ۔ بولو۔ کیوں کال کیا ہے''......سلاسٹر نے کہا۔

''تمہارے لئے میرے پاس ایک کام ہے سلاسٹر۔ کرو گے''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''ضرور کروں گا۔ تم اچھا معاوضہ دیتے ہو اس لئے تمہارا کام ترجیحی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔ بولو۔ کیا کام ہے''......سلاسٹر نے

کہا۔

''معاوضہ تمہاری مرضی کا ہو گا لیکن کام میری مرضی کا ہونا چاہئے''...... جیرٹ نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تم کام بتاؤ''......سلاسٹر نے کہا۔

''کیا تم علی عمران کو جانتے ہو''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''کون علی عمران''......سلاسٹر نے پوچھا۔

''جو کنگ روڈ کی ایک عمارت میں فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے اور سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا''......سلاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں تمہیں اس کے بارے میں تفصیل بتا دیتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اسے جلد سے جلد ہلاک کرا دو''...... جیرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تفصیل بتاؤ''......سلاسٹر نے کہا اور جیرٹ اسے عمران کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ اس نے سلاسٹر کو عمران کا حلیہ بھی بتا دیا تھا اور اس کے فلیٹ کا پتہ بھی۔

''اوکے۔ آدمی خطرناک ہے اور اس کا تعلق چونکہ ایک سیکرٹ ادارے سے ہے اس لئے اسے ہلاک کرنے کے لئے مجھے پورا زور لگانا ہو گا''......سلاسٹر نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا ہے کیونکہ پاکیشیا میں

تم سے زیادہ منظم گروپ کسی کا نہیں ہے"...... جیرٹ نے کہا۔

"اس کام کا معاوضہ دوگنا ہوگا"...... سلاسٹر نے کہا۔

"میں نے تم سے کہا ہے نا کہ معاوضہ تمہاری مرضی کا ہوگا لیکن میرا کام ہر صورت میں ہونا چاہئے۔ سمجھ گئے تم"...... جیرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ سمجھ گیا ہوں اور میں بھی کہہ چکا ہوں کہ تمہارا کام ہو جائے گا۔ تم دس لاکھ ڈالرز میرے اکاؤنٹ میں ایڈوانس جمع کرا دو۔ دس لاکھ ڈالرز کام ہونے کے بعد کرا دینا"...... سلاسٹر نے کہا۔

"او کے۔ کام حتمی اور بے داغ انداز میں ہونا چاہئے"۔ جیرٹ نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ ہو جائے گا"...... سلاسٹر نے کہا تو جیرٹ نے او کے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی اس نے انٹر کام کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مورگن کو میرے پاس بھیجو"...... جیرٹ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جیرٹ نے انٹر کام آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس"...... آنے والے نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

"مورگن میں کچھ دنوں کے لئے کانڈا جا رہا ہوں۔ اس دوران تم نے ہیڈ آفس کو کنٹرول کرنا ہے"...... جیرٹ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا اچانک کوئی کام نکل آیا ہے باس"...... مورگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا وہاں پہنچنا انتہائی ضروری ہے اس لئے میں آج ہی جا رہا ہوں"...... جیرٹ نے جواب دیا۔

"تو کیا ضرورت کے وقت میں آپ سے رابطہ کر سکتا ہوں"...... مورگن نے کہا۔

"وہاں پہنچ کر میں تم سے خود ہی رابطہ کر لوں گا"...... جیرٹ نے جواب دیا۔

"او کے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہاں سب کنٹرول کر لوں گا"...... مورگن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جیرٹ اثبات میں سر ہلا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سیل فون کی اسکرین پر ڈسپلے دیکھا تو چونک پڑا۔ اسکرین پر عمران کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''عمران کی کال ہے''...... صفدر نے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں ایک ہوٹل سے لنچ کر کے ابھی نکلے ہی تھے۔ لنچ کرنے کے بعد وہ اکثر کچھ دیر اکٹھے ہی گھومتے پھرتے تھے اور پھر اپنے فلیٹوں کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔

''سن لو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کار سڑک کے کنارے پر روکی اور پھر اس سیل فون کا بٹن پریس کر کے اس کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''اور ادھر علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)

بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو ان دونوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں آ گئیں۔

''فرمائیں کیسے فون کیا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری تنویر سے بات ہوئی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کیوں''...... صفدر نے کہا۔

''اس نے باقاعدہ ایک ٹاسک پر کام کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ چونکہ ایکشن ماسٹر کا چیف ہے اس لئے میں نے اس سے ڈائریکٹ بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کسی ضروری کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے وہ میری کال رسیو نہیں کر رہا ہے اس لئے میں نے سیکنڈ ایکشن ماسٹر کو کال کیا ہے تاکہ وہ تھرڈ ایکشن ماسٹر کے ساتھ مل کر ایک کام کر سرانجام دے سکے''...... عمران نے کہا۔

''کیسا کام''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''وہی لڑکیوں کے اغوا والا کام''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس سلسلے میں کوئی پیشرفت ہوئی ہے''...... صفدر نے سنجیدگی سے پوچھا کیونکہ عمران کا لہجہ بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کے ساتھ ہارڈ کلب جانے اور اس سے پہلے رحمت علی سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''فریڈرک سے ملاقات کرنے کے بعد تنویر مجھے میرے کہنے پر رحمت علی کے گھر چھوڑ گیا تھا۔ میں نے اس کے گھر آ کر بات کی ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی دل ہلا دینے والا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا بات ہوئی ہے آپ کی رحمت علی سے''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''رحمت علی کا کہنا ہے کہ صرف اس کی ہی بیٹی نہیں بلکہ اس کے ارد گرد ہمسایوں کی بھی کئی بیٹی بیرون ملک گئی تھیں اور ان سب کو کانڈا بھجوانے میں فریڈرک اور ماسٹر ہوشو کا ہاتھ ہے۔ وہ اب تک کئی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اچھی نوکری کا جھانسہ دے کر یہاں سے کانڈا بھجوا چکے ہیں اور دو سے تین ہفتوں بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ جو لڑکے اور لڑکیاں یہاں سے جاتے ہیں یا تو وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں یا پھر سرے سے ہی ان کا وجود غائب ہو جاتا ہے اور ایسے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو اسی رحمت علی کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا اب کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں اور ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میں نے ان میں سے چند ایک سے ملاقاتیں بھی کی ہیں۔ کچھ کو تو علم ہے کہ ان کے بچے کانڈا میں جا کر مختلف حادثات کا شکار ہو کر ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کی ہلاکت کا انہیں تھوڑا بہت معاوضہ دے کر ٹرخا دیا گیا ہے لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو ابھی تک یہی نہیں پتہ کہ ان

کے بچے ہیں کہاں اور وہ کس حال میں ہیں۔ اس سلسلے میں ایک نام تو فریڈرک کا ہے اور دوسرا نام سلور ہوٹل کے ایک بدمعاش ماسٹر ہوشو کا سامنے آیا ہے۔ فریڈرک کو تو تنویر سنبھال لے گا لیکن ماسٹر ہوشو بھی اہم آدمی معلوم ہو رہا ہے اس لئے تم فوراً سلور ہوٹل جاؤ اور اس ماسٹر ہوشو کو تلاش کرو۔ اس کی زبان کیسے کھلوانی ہے یہ میں تم پر چھوڑتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ معاملہ تو انتہائی حساس ہوتا جا رہا ہے۔ معصوم نوجوانوں کو نوکریوں کا جھانسہ دے کر اس طرح ملک سے باہر لے جایا جا رہا ہے اور کوئی ان سے پوچھنے والا ہی نہیں ہے''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو۔ اب یہ کام ایکشن ماسٹر کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب اس ٹاسک کو تم نے اپنے چیف تنویر کی مدد سے کیسے پورا کرنا ہے یہ تم جانو اور تمہارا چیف۔ مجھے تو بس معلومات فراہم کرنے والا ایک معصوم سا آدمی سمجھو جو بے چارہ نہ تین میں ہے اور نہ تیرہ میں''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھ کیپٹن شکیل ہے۔ ہم ابھی سلور ہوٹل کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور اس ماسٹر ہوشو کو تلاش کر کے اس سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اگر وہ ہاتھ لگ گیا تو پھر اس سے حقیقت اگلوانا مشکل نہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کچھ معلوم ہو جائے تو مجھے بھی بتا دینا''...... عمران

نے سنجیدگی سے کہا تو صفدر نے او کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''چلیں''......صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ایکشن ماسٹرز کے لئے یہ پہلا ٹاسک ہے اس لئے اسے ہم نے ہر حال میں پورا کرنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں صفدر بھی مسکرا دیا۔ اس نے کار بڑھائی اور پھر تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑاتا لے گیا پھر بیس منٹ کے سفر کے بعد اس کی کار ایک تھرڈ کلاس ہوٹل کی پارکنگ میں داخل ہو رہی تھی۔ ہوٹل کے باہر سلور ہوٹل کا نیون سائن لگا ہوا تھا۔

''میں ساتھ آؤں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ تم بیٹھو۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور کار سے اتر کر ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ہال غنڈے اور بدمعاش ٹائپ افراد سے بھرا ہوا تھا لیکن وہاں نہ ہی شراب تھی اور نہ ہی منشیات۔ وہاں میزوں پر کافی اور چائے ہی سرو کی جا رہی تھی البتہ سگریٹ کے دھوئیں سے ہال بھرا ہوا تھا۔ صفدر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''لیس سر''...... کاؤنٹر پر کھڑی ایک نوجوان لڑکی نے مسکرا کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ماسٹر ہوشو سے ملنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ماسٹر ہوشو تو اس وقت اپنے گیم کلب میں ہو گا''...... کاؤنٹر

گرل نے کہا۔

''کہاں ہے اس کا گیم کلب''...... صفدر نے پوچھا۔

''اسی سڑک پر تقریباً آدھا کلومیٹر آگے چلے جائیں۔ سبز رنگ کی عمارت ہے۔ اس پر باہر جم کلب کا بورڈ لگا ہوا ہے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''شکریہ''...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور واپس پلٹ پڑا۔

''ایک منٹ جناب''...... کاؤنٹر گرل نے کہا تو صفدر دوبارہ مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''جناب جو کچھ وہاں مل سکتا ہے وہ یہاں اس ہوٹل کے تہہ خانوں میں بھی موجود ہے اگر آپ چاہئیں تو......'' کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ مجھے ماسٹر ہوشو سے ذاتی طور پر ملنا ہے''...... صفدر نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا وہاں سے نکل رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ کہاں ہے ماسٹر ہوشو''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''وہ ہوٹل میں نہیں ہے۔ اس کا اسی روڈ پر ایک کلب ہے۔ وہ وہاں پر موجود ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو اس نے کافی حفاظتی بندوبست کر رکھے ہوں گے۔

اسے اغوا کر کے باہر لے آنا خاصا مشکل ہو جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایسے کام کرنے والے خفیہ راستے رکھتے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ وہ اپنی خوشی سے ہمارے ساتھ باہر آنے پر راضی ہو جائے''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا بظاہر مشکل ہی ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دیکھتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد انہیں سڑک کے کنارے ایک سبز رنگ کی عمارت دکھائی دے گئی۔ عمارت پر جہازی سائز کا ہوشو جم کلب کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمارت کا بڑا سا پھاٹک تھا جو بند تھا اور باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صفدر نے کار پھاٹک کے سامنے لے جا کر روک دی اور پھر دونوں کار سے اتر کر باہر آ گئے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر ستون پر نصب کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے گیٹ کی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی آدمی کا چہرہ دکھائی دیا۔

''آپ شاید یہاں پہلی بار آئے ہیں''...... اس آدمی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ ہم ماسٹر ہوشو سے ملنے آئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر عقبی حصے کی طرف آ جائیں۔ وہاں سے اندر آنے کا راستہ ہے۔ وہاں کوئی بورڈ نہیں ہے لیکن پھاٹک کے باہر دو مسلح افراد موجود ہیں۔ انہیں اپنی شناخت کرا کر آپ اندر آ سکتے

ہیں''...... اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کھڑکی بند کر دی۔

''ہونہہ۔ تو یہ چکر ہے''...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر کار میں آ کر بیٹھ گئے۔ صفدر نے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر تیزی سے ایک طرف دوڑاتا لے گیا۔ کافی آگے جا کر اس نے کار کو سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر وہ عقبی سڑک پر پہنچ گئے۔ عقبی سڑک پر رہائشی کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں اور پھر ایک رہائشی کوٹھی کے گیٹ پر انہیں دو مسلح افراد کھڑے نظر آ گئے جو کار آنے پر باقاعدہ پھاٹک کھولتے تھے اور پھر کار کو اندر جانے دیتے تھے۔ صفدر نے بھی کار پھاٹک کے سامنے جا کر روک دی تو ان دونوں مسلح افراد کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہم ماسٹر ہوشو سے ملنے آئے ہیں''...... صفدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل بھی اتر آیا تھا۔ ان دونوں کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

''ماسٹر ہوشو۔ کون ہے ماسٹر ہوشو۔ یہ کوٹھی تو ماتھر صاحب کی ہے''...... ایک مسلح آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دیکھو ہم نے اس سے اس کے فائدے کے لئے ملنا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اس سے بات کر لو''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''سوری جناب ہم کسی ماسٹر ہوشو کو جانتے ہی نہیں تو بات کس سے کریں''...... ان میں سے ایک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک کار صفدر اور کیپٹن شکیل کی کار کے عقب میں آ کر رکی اور اس نے مسلسل ہارن دینے شروع کر دیئے۔ کیپٹن شکیل تیزی سے واپس مڑا تو اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک موٹی گردن اور بھاری چہرے والے آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

''ہٹاؤ اسے''...... اس نے کیپٹن شکیل کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''آپ کار ہٹا لیں جناب یہ بہت بڑے سرکاری افسر ہیں''۔ مسلح افراد میں سے ایک نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھا تو یہ سرکاری افسر ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پچھلی کار کی طرف بڑھ گیا۔

''میں کہہ رہا ہوں ہٹاؤ کار، تم سن نہیں رہے''...... کیپٹن شکیل کے قریب پہنچنے پر اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے اس نے دروازہ کھول کر اس آدمی کو گردن سے پکڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر کار سے نکل کر اڑتا ہوا کئی فٹ دور سڑک پر ایک دھماکے سے جا گرا اور اس کے حلق سے نکلنے والی تیز چیخ سے ماحول گونج اٹھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا کر دیا تم نے''...... دونوں مسلح افراد نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دونوں مسلح افراد نے صفدر اور کیپٹن شکیل پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں بھی

چیختے ہوئے کئی فٹ دور جا گرے۔ ان دونوں کی مشین گنیں اب صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھوں میں نظر آ رہی تھیں۔ کار سے نکل کر سڑک پر گرنے والا آدمی اٹھ کر کیپٹن شکیل کی طرف جھپٹنے کے سے انداز میں آ رہا تھا کہ ان دونوں مسلح افراد کو تھپڑ کھا کر گرتے اور ان کی مشین گنیں صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھوں میں دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''خبردار اگر تم میں سے کسی نے بھی ذرا سی غلط حرکت کی تو میں ڈھیر کر دوں گا''...... کیپٹن شکیل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''تت تت۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو''...... کار سے نکلنے والے آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا وہ ابھی تک اپنی گردن مسل رہا تھا۔ سڑک سے گزرنے والی کاریں وہاں رکے بغیر تیزی سے نکلی چلی جا رہی تھیں ایسی باتیں یہاں کا معمول تھیں۔

''ہم نے ماسٹر ہوشو سے ملنا ہے اور یہ چوزے ہمیں روک رہے تھے''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ تم نے ماسٹر ہوشو سے ملنا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ میں ملوا دیتا ہوں تمہیں ماسٹر ہوشو سے۔ فوراً پھاٹک کھولو''...... اس کار والے نے ان گارڈز سے کہا جو اب اٹھ کر کھڑے تو ہو چکے تھے لیکن ان کے چہرے غصے کی شدت سے بری طرح بگڑے ہوئے تھے ان کے چہرے پر ایسی خونخواری جھلک رہی تھی جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو

کہ وہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے ٹکڑے ہی اُڑا کر رکھ دیں۔

''لیکن جناب''...... ان میں سے ایک آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ میں کہہ رہا ہوں پھاٹک کھولو''...... اس کار والے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو دونوں خاموشی سے مڑے اور پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔

''صفدر تم کار میں بیٹھو میں ان صاحب کی کار میں بیٹھتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین گن سے میگزین نکال کر اندر سیٹ پر پھینکا اور خالی مشین گن ایک دربان کی طرف اچھال دی۔ وہ آدمی پھاٹک کے پاس کھڑا تھا جب کہ دوسرا پھاٹک کھول رہا تھا۔ اس آدمی نے گن جھپٹ لی لیکن میگزین ساتھ نہ دیکھ کر اس کا منہ ایک بار پھر بگڑ سا گیا لیکن وہ خاموش کھڑا رہا۔

اس دوران پھاٹک کھل گیا اور صفدر نے کار آگے بڑھا دی۔ جبکہ کیپٹن شکیل دوسری کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اس نے بھی مشین گن کا میگزین نکال کر گن پھاٹک کھول کر مڑتے ہوئے دوسرے دربان کی طرف اچھال دی تھی۔ جسے اس نے فوراً جھپٹ لیا۔ آگے طویل راستہ طے کر کے دونوں کاریں ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گئیں جہاں پہلے ہی بیس کے قریب کاریں موجود تھیں۔

''تم ماسٹر ہوشو سے شاید پہلی بار ملنے آئے ہو کہاں سے آئے ہو''...... دوسری کار چلانے والے نے کار کے عقبی شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرانس سے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کرانس سے لیکن تم زبان تو مقامی بول رہے ہو''...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں دنیا کی ہر زبان آتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام راسٹن ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''ماسٹر ہوشو سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''میں ماسٹر ہوشو کا نمبر ٹو ہوں''...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار پارکنگ میں روک دی جبکہ صفدر پہلے ہی کار روک کر نیچے اتر چکا تھا۔ کار رکتے ہی کیپٹن شکیل بھی تیزی سے نیچے اتر آیا۔

''آؤ میرے ساتھ میں تمہیں ماسٹر ہوشو سے ملواتا ہوں''۔ راسٹن نے کار سے اتر کر ایک طرف بنے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس کے پیچھے چل پڑے۔ برآمدہ کراس کر کے وہ ایک بڑے کمرے میں آ گئے جہاں ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا اس کاؤنٹر کے پیچھے دو خوبصورت لڑکیاں موجود

تھیں جبکہ کاؤنٹر کی دونوں سائیڈوں پر مشین گنوں سے مسلح دو افراد کھڑے تھے۔ وہ سب راسٹن کے پیچھے اندر داخل ہونے والے کیپٹن شکیل اور صفدر کو دیکھ کر چونک پڑے۔

''ماسٹر سے میری بات کراؤ''...... راسٹن نے ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... اس لڑکی نے کہا اور کاؤنٹر کے نیچے سے ایک سفید رنگ کا انٹرکام اٹھا کر اس نے کاؤنٹر پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن دبا دیئے۔

''یس''۔ دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''کاؤنٹر سے ٹینا بول رہی ہوں باس''......لڑکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے اسی انداز میں پوچھا گیا۔

''راسٹن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... اس لڑکی نے سہمے ہوئے مگر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور راسٹن کی طرف بڑھا دیا۔

''راسٹن بول رہا ہوں باس'......راسٹن نے رسیور لے کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے۔ کاؤنٹر سے کال کیوں کی ہے''...... راسٹن کے ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کے کانوں میں دوسری طرف سے آنے

والی ہلکی سی آواز پڑی۔ بولنے والے کا لہجہ نہایت تیز اور کرخت تھا۔

''باس جب میں گیٹ پر پہنچا تو......'' راسٹن نے گیٹ پر پہنچنے سے لے کر کیپٹن شکیل کے ساتھ جھڑپ اور پھر انہیں اندر لے آنے تک کی ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

''کون ہیں وہ دونوں''...... باس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''ان کا کہنا ہے کہ وہ کرانس سے آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں''......راسٹن نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا مجھے ان دونوں سے ملنا چاہئے''...... باس نے پوچھا۔

''یس باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر سپیشل روم میں ان سے ملاقات کر لیں تو بہتر رہے گا''۔ راسٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم جس کام سے گئے تھے اس کا کیا ہوا''...... باس نے پوچھا۔

''کام ہو گیا ہے باس''......راسٹن نے کہا۔

''او کے۔ تم ان دونوں کو سپیشل روم میں لے آؤ میں ان سے ملتا ہوں''...... باس نے کہا اور راسٹن نے 'یس باس' کہہ کر رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر''......لڑکی نے رسیور لے کر مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر دوسری طرف سے کوئی بات سن کر اس نے رسیور رکھا اور پہلے انٹر

کام اٹھا کر اس نے کاؤنٹر کے نیچے رکھا اور پھر نیچے سے تین سرخ رنگ کے کارڈ نکال کر اس نے راسٹن کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ لیجئے جناب سپیشل روم کے ریڈ کارڈز"...... لڑکی نے کہا اور راسٹن نے سر ہلاتے ہوئے کارڈز لئے اور پھر ایک کارڈ اپنے پاس رکھ کر ایک ایک کارڈ اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"میری وجہ سے باس آپ سے ملنے کے لئے تیار ہو گیا ہے ورنہ تو یہاں بڑے سے بڑے افسر بھی باس سے ملاقات کے لئے ہفتوں انتظار کرتے رہتے ہیں"۔ راسٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہ ملتا تو اسے ہی نقصان ہوتا"...... کیپٹن شکیل نے کارڈ لیتے ہوئے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... راسٹن نے کہا اور ایک طرف موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ پھر انہیں باقاعدہ لفٹ کے ذریعے نیچے اترنا پڑا اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جو اپنی ساخت کے لحاظ سے مکمل ساؤنڈ پروف تھا۔

"تشریف رکھیں میں ماسٹر کو لے آتا ہوں"...... راسٹن نے اس کمرے میں پہنچ کر کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل کرسیوں پر بیٹھ گئے

راسٹن تیزی سے اندرونی طرف دروازے میں غائب ہو گیا۔

"لگتا ہے کہ یہاں تو زبردست ایکشن کرنا پڑے گا"...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور چوڑے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بے شمار زخموں کے مندمل نشانات تھے۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور گلے میں باقاعدہ سرخ رومال باندھا ہوا تھا۔ بیلٹ کے ساتھ ہولسٹر میں بھاری ریوالور کا دستہ بھی نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اس رومال والے کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہی ماسٹر ہوشو ہو گا۔

"میرا نام ماسٹر ہوشو ہے"...... آنے والے نے کہا۔

"میرا نام صفدر ہے اور یہ میرا ساتھی ہے کیپٹن شکیل"...... کیپٹن شکیل کے بولنے سے پہلے صفدر بول پڑا۔

"راسٹن نے بتایا ہے کہ تم دونوں کرانس سے آئے ہو"۔ ماسٹر ہوشو نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھانے کی بجائے ایک کرسی پر بڑے مغرورانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ راسٹن خاموشی سے اس کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"فی الحال تو دارالحکومت سے آئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن پہلے تو تم مجھے یہاں کبھی نظر نہیں آئے"...... ہوشو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب تو نظر آ گئے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال کس لئے آئے ہو"...... ہوشو نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں"...... اس بار صفدر کی بجائے کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ہوشو یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس کے اٹھتے ہی یکلخت کمرے کی دونوں سائیڈوں کی دیواریں سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہٹیں اور دونوں طرف سے مشین گنوں سے مسلح تین تین افراد اندر آ گئے جبکہ راسٹن نے بھی بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"سنو ماسٹر ہوشو نہ ہی ہم تمہارے دشمن ہیں اور نہ ہی ہم یہاں لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا تعلق واقعی کرانس سے ہے لیکن ہمیں یہاں دارالحکومت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ کرانس کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے ایکشن ماسٹر ہم اس کے مقامی انچارج ہیں۔ ایکشن ماسٹر کا چیف آج کل یہاں آیا ہوا ہے اور ہم نے یہاں ایک بہت بڑے مشن پر کام کرنا ہے۔ یہاں مقامی سطح پر ہمارے باس کو کسی نے تمہاری ٹپ دی ہے اور ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ تمہیں ساتھ لے جا کر باس سے ملوا دیں اگر تم نے باس کو مطمئن کر دیا تو کروڑوں ڈالر تمہیں آسانی سے مل سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہ کسی ایکشن ماسٹر سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی کروڑوں ڈالروں سے۔ تم نے میرے نمبر ٹو پر ہاتھ اٹھایا ہے اور یہ میرے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے"...... ہوشو نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن......" صفدر نے کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ یہ تو راسٹن ہے جو برداشت کر گیا اور تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی بجائے اندر لے آیا ورنہ اس کی جگہ میں ہوتا تو تمہاری لاشیں وہیں سڑک پر پڑی ہوتیں اور کتے تمہاری ہڈیاں چبا رہے ہوتے"...... ماسٹر ہوشو نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔

"باس پلیز۔ انہوں نے مجھے تھپڑ مارا ہے اور آپ نے وعدہ کیا ہے کہ آپ انہیں ہلاک کرنے کا موقع مجھے دیں گے"...... یکلخت ماسٹر ہوشو کے عقب میں کھڑے ہوئے راسٹن نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ہوا تم نے بروقت مجھے یاد دلا دیا۔ ٹھیک ہے جس طرح جی چاہے ان سے انتقام لے لو"...... ماسٹر ہوشو نے کہا اور ریوالور واپس جیب میں ڈالنے لگا لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح اچانک کیپٹن شکیل کا جسم حرکت میں آیا اور پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں ماسٹر ہوشو چیختا ہوا اس کے سینے سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ جبکہ کیپٹن شکیل کی پشت کمرے کی دیوار کے ساتھ لگ گئی تھی اور جس قدر پھرتی اور تیزی سے کیپٹن شکیل نے حرکت کی تھی تقریباً

اتنی ہی پھرتی اور تیزی سے صفدر نے بھی حرکت کی اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کے دھماکوں اور راسٹن اور دائیں ہاتھ کی دیوار سے نمودار ہونے والے تینوں افراد چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اسی لمحے بائیں طرف والے مشین گنوں سے مسلح افراد نے ٹریگر دبا دیئے لیکن صفدر نے فائرنگ کر کے گھومتے ہوئے لات کی ضرب سے صوفے کی ایک کرسی کو ان تینوں کی طرف اچھالا اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر ان کی سائیڈ پر جا کھڑا ہوا۔

صوفے کی کرسی سے بچنے کے لئے وہ تینوں تیزی سے سائیڈوں میں ہوئے تھے اور صرف ایک لمحے کے لئے ان کی توجہ صفدر کی طرف سے ہٹی تھی اور یہی ایک لمحہ ان کے لئے موت کا باعث بن گیا۔ صفدر نے کرسی اچھال کر قلابازی کھائی اور ایک بار پھر اس نے فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر گولیوں کے دھماکوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ان دھماکوں میں مشین گنوں کی فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ صفدر کے ریوالور کے دھماکے بھی شامل تھے۔ مشین گنوں کی فائرنگ ان افراد کی طرف سے کی گئی تھی اگر صفدر صوفے کی کرسی پھینک کر قلابازی نہ کھا جاتا تو مشین گن کی گولیاں اسے ہٹ کر دیتیں لیکن اپنی بے پناہ پھرتی اور مہارت کی وجہ سے نہ صرف اس نے اپنے آپ کو بچا لیا تھا بلکہ اس نے ان تینوں کو بھی فرش پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ صرف چند لمحوں میں مکمل ہو گیا تھا اور اب کمرے میں سات افراد پڑے بری طرح تڑپ رہے تھے جبکہ کیپٹن شکیل ماسٹر ہوشو کو سینے سے لگائے دیوار کے ساتھ پشت لگائے اطمینان سے کھڑا تھا۔ اس کا ایک بازو ماسٹر ہوشو کی گردن کے گرد جما ہوا تھا اور دوسرے بازو سے اس نے اس کا جسم قابو میں کیا ہوا تھا۔ فرش پر گر کر تڑپتے ہوئے افراد میں سے کچھ بار بار اٹھنے اور فرش پر گرے ہوئے اسلحے کی طرف لپکنے کی کوشش کر رہے تھے کہ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر ایک مشین گن اٹھائی اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک بار پھر فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا اور اس بار راسٹن سمیت وہ چھ کے چھ افراد ساکت ہو گئے۔ ان کے جسم چھلنی ہو چکے تھے۔ ماسٹر ہوشو، کیپٹن شکیل کے سینے سے لگا کسی بت کی طرح ساکت ہو چکا تھا اس کی آنکھوں کے کونے کھنچ کر اس کے کانوں سے جا لگے تھے اور چہرہ جیسے پتھریلا سا ہو رہا تھا۔ اس کے منہ سے معمولی سی آواز بھی نہ نکل سکی۔ شاید حیرت اور خوف کی وجہ سے اسے سکتہ سا ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب کیپٹن شکیل نے ایک جھٹکے سے اسے دھکا دے کر صوفے پر پھینکا تو وہ صوفے پر گر کر اس طرح لڑھک کر نیچے قالین پر جا گرا جیسے وہ بے جان لاش ہو۔ اسی لمحے صفدر نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور صوفے پر بٹھا دیا۔

''اب بولو ماسٹر ہوشو ہمارے ساتھ چل کر باس سے ملاقات کرنا

چاہتے ہو یا......'' کیپٹن شکیل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں
اس سے مخاطب ہو کر کہا تو ماسٹر ہوشو یکلخت اس طرح اچھلا جیسے
اسے ہزاروں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ لگ گیا ہو۔

''تت تت۔ تم۔ تم نے یہ سب کیسے کر دیا۔ یہ یہ ان سب
کو......'' ماسٹر ہوشو کی حالت واقعی خراب ہو رہی تھی لیکن اب وہ
بہرحال سکتے کی سی کیفیت سے باہر آ گیا تھا۔

''یہ ہمارے لئے معمولی بات ہے ماسٹر ہوشو اگر ہمارے باس
نے تمہیں نہ بلایا ہوتا تو شاید ان سب کی روح نکلنے سے پہلے
تمہاری روح آسمان پر پہنچ چکی ہوتی لیکن ہم باس کے حکم کی وجہ
سے مجبور ہیں لیکن یہ تمہارے لئے لاسٹ وارننگ ہے اگر اب تم
نے انکار کیا تو پھر تمہاری یہ گردن صرف میری دو انگلیوں کے
گھمانے سے ٹوٹ سکتی ہے۔ بولو''...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میری تم جیسے آدمیوں کے مقابل کوئی حیثیت نہیں
ہے۔ تم دونوں نے جس پھرتی جس مہارت اور جس کارکردگی کا
مظاہرہ کیا ہے اس کا تو شاید میں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا لیکن
تمہارا باس مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے انتہائی
مرعوب لہجے میں کہا۔

''ہمیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ باس نے تمہارا انتخاب کیوں
کیا ہے اور نہ ہم نے ایسی باتوں پر کبھی غور کیا ہے بس ہمیں تو یہ

معلوم ہے کہ اگر باس نے تمہیں کام دے دیا تو پھر یہاں تم
ہمارے بھی باس بن جاؤ گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مم مم۔ میں ضرور تمہارے باس سے ملوں گا''...... ماسٹر ہوشو
نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا
تھا۔

''دیکھو ماسٹر ہوشو ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تو
تمہارے کلب میں آئے بھی پہلی بار ہیں کیونکہ ہم صرف محدود
سرکل میں کام کرنے کے عادی ہیں اس لئے اگر تمہارے ذہن میں
ہمیں دھوکا دینے کا کوئی تصور موجود ہے تو بہتر ہے اسے ابھی ذہن
سے جھٹک دو اور کھلے ذہن کے ساتھ ہمارے ساتھ چل کر ہمارے
باس سے مل لو۔ اگر باس سے تمہارا معاہدہ نہ ہوا تب بھی ہم تمہیں
کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ باس ان معاملات میں انتہائی اصول پسند
ہے لیکن اگر تم نے کسی فریب یا دھوکے کا سوچا ہے تو پھر یہ بات
یقینی طور پر سمجھ لو کہ تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے''۔ کیپٹن شکیل نے
بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تم واقعی اصول پسند لوگ ہو کہ اس طرح سارے سیٹ اپ پر
قابو پا لینے کے باوجود اپنی بات پر قائم ہو۔ ٹھیک ہے میں تمہارے
باس سے ملنے کے لئے تیار ہوں''...... ماسٹر ہوشو نے طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اٹھو اور چلو ہمارے ساتھ''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو

ماسٹر ہوشو اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''پہلے مجھے ان لاشوں کو ٹھکانے لگوانے دو تاکہ میرے دوسرے آدمیوں پر اس کا غلط اثر نہ پڑے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ماسٹر ہوشو نے مڑ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''جم سپیشل روم میں آؤ فوراً''...... ماسٹر ہوشو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا بھاری دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ لیکن اندر کا ماحول دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے خوفزدہ سی نظروں سے صفدر اور کیپٹن شکیل کو دیکھا اور پھر اس کی نظریں ماسٹر ہوشو پر جم گئیں۔ ماسٹر ہوشو خاموش کھڑا اس کا ردعمل دیکھ رہا تھا۔

''تم نے دیکھ لیا جم کہ سازش کا کیا نتیجہ ہوتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''سازش۔ کیا مطلب باس''...... جم ماسٹر ہوشو کی بات سن کر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''یہ راسٹن جو میرا نمبر ٹو تھا۔ اس نے میرے خلاف سازش کی۔ یہ دونوں میرے مہمان تھے اور راسٹن کو بھی یہ بات معلوم تھی لیکن یہ باہر ان سے الجھ پڑا اور پھر وہ انہیں سپیشل ریڈ کارڈ دے کر یہاں پہنچ گیا لیکن اس نے دراصل دونوں اطراف میں اپنے ان چھ

ساتھیوں کو چھپا دیا تھا۔ سازش یہ تھی کہ میرے مہمانوں کو دشمن قرار دے کر ان پر فائر کھولنے کا کہہ کر مجھے ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے اور میرے مہمانوں نے کام دکھایا اور یہ سب ہلاک کر دیئے گئے''...... ماسٹر ہوشو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ باس یہ تو واقعی انتہائی بھیانک سازش تھی اور اچھا ہوا کہ یہ لوگ ختم ہو گئے''...... جم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنو، ان سب کو اس طرح اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو کہ ان کے ساتھیوں کو اس کا علم نہ ہو۔ میں اپنے مہمانوں کے ساتھ جا رہا ہوں۔ واپس آ کر میں انکوائری کروں گا کہ اس سازش میں اور کون کون شامل ہے اور سنو اب راسٹن کی جگہ تم میرے نمبر ٹو ہو''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''شکریہ باس میں آپ کے اعتماد پر ہمیشہ پورا اتروں گا''۔ جم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''آیئے چلیں جم اب سب کچھ خود ہی سنبھال لے گا''۔ ماسٹر ہوشو نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں سر ہلاتے ہوئے اس کے عقب میں چلتے کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ماسٹر ہوشو کو کار میں اپنے ساتھ بٹھائے رانا ہاؤس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صفدر کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر ماسٹر ہوشو کو بٹھایا گیا اور کیپٹن شکیل عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں طاہر رانا ہاؤس سے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے اس بار بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لڑکیوں کو اغوا کر کے بیرون ملک اور خصوصی طور پر کانڈا بھیجنے والے کیس میں ایک اہم پیشرفت ہوئی ہے۔ اب تک ہمارا خیال تھا کہ عام سے انداز میں لڑکوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے باہر بھیجا جاتا ہوگا اور ہماری پولیس اور انٹیلی جنس نے بھی بچوں کے اغوا کا ہی سوچا تھا اور یہی وجہ تھی کہ انہیں کہیں سے بھی کوئی ایسی رپورٹ

نہ مل سکی تھی کہ لڑکوں اور لڑکیوں کا کافی تعداد میں اغوا کیا گیا ہو لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا۔ اس کے لئے ایک نیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ غریب لوگوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو باقاعدہ ان کے والدین کی اجازت سے یہ کہہ کر باہر بھجوایا جاتا ہے کہ وہاں کسی ایجنسی میں یہ کام کریں گے اور ان کے والدین کو بھاری معاوضے ملیں گے اور یہ بچے بھی وہاں خوب عیش کریں گے لیکن بعد میں یہ اطلاع آجاتی ہے کہ بچہ کسی ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوگیا ہے یا بیمار ہو کر مر گیا ہے وغیرہ وغیرہ اور ساتھ ہی کچھ رقم دے دی جاتی ہے اور ایسے ہیومن سپلائر پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دو افراد کا علم ہوگیا ہے۔ میں نے انہیں اغوا کر کے رانا ہاؤس منگوانے کا بندوبست کیا ہے تاکہ ان سے اس بھیانک جرم کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جائیں۔ تم ایسا کرو کہ کانڈا میں فارم ایجنٹ جیفرے کو کال کر کے اسے بریف کر دو کہ وہ کانڈا کے ایئرپورٹ کے کمپیوٹر ریکارڈ سے گزشتہ ایک سال کے دوران پاکیشیا سے جو نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مختلف لوگوں کے ساتھ کانڈا گئے ہوں ان تمام افراد کے کوائف حاصل کرے۔ کاغذات میں چاہے انہیں ان افراد کے ہی بچے کیوں نا ظاہر کئے گئے ہوں لیکن وہ یہ کوائف حاصل کرے اور پھر وہاں کے کسی انکوائری گروپ کو ہائر کر کے ان سب افراد کے بارے میں چھان بین کرے کہ ان میں سے کتنے افراد وہاں موجود ہیں۔ کتنے واپس

آ گئے ہیں اور کیا واپسی میں ان کے ساتھ بچے تھے یا نہیں۔ ان سب کے بارے میں جیفرے کو مکمل تفصیلات حاصل کرنی ہے چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب واقعی یہ ایک ہولناک کھیل ہے لیکن جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس طرح تو جیفرے کو چھان بین کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا مطلب یہ نہیں تھا جو تم سمجھے ہو۔ ان میں سے ایک بھی آدمی یا پاکیشیا سے جانے والے کسی بھی نوجوان لڑکے یا لڑکی کے بارے میں معلومات مل جائیں کہ اسے کہاں لے جایا گیا ہے۔ کس کے حوالے کیا گیا اور اب وہ نوجوان لڑکا یا لڑکی کہاں ہے تو اس سے معاملے کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ لامحالہ وہاں ہر نوجوان لڑکے یا لڑکی کو علیحدہ علیحدہ لیبارٹروں یا انسانی اعضاء ٹرانسپلانٹ کرنے والوں کو فروخت نہ کیا جاتا ہو گا بلکہ میرے خیال میں ان کی گروپوں کی صورت میں خرید و فروخت ہوتی ہو گی اور انہیں گروپ کی صورت میں کہیں نہ کہیں اکٹھا کیا جاتا ہو گا اور پھر آگے فروخت کیا جاتا ہو گا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہاں اس دھندے سے اٹیچ کسی اہم آدمی کا پتہ چل جائے تا کہ یہاں اس کالے جرم کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں بھی اس کا خاتمہ کر دیا جائے ورنہ وہاں موجود لوگ یہاں کے گروپ کے خاتمے کے بعد کسی اور

گروپ کو اس دھندے کے لئے ہائر کر لیں گے اس طرح یہ کالا جرم ہوتا رہے گا“...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے عمران صاحب میں سمجھ گیا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں کوشش کروں گا کہ یہاں اس گروپ کے سرغنہ کو زندہ پکڑ لوں تا کہ اس سے کانڈا میں کام کرنے والے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں لیکن تم یہ کام وہاں جیفرے کے ذمے بھی لگا دو ہو سکتا ہے کہ وہاں سے ہمیں زیادہ بہتر کلیو مل جائے اور ہمیں آگے بڑھنے کے مواقع میسر آ جائیں“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں ابھی اسے کال کرتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد تنویر واپس آ گیا۔

”کیا ہوا اس فریڈرک کو ساتھ نہیں لے آئے“...... عمران نے اسے خالی ہاتھ آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے جانے سے چند لمحے پہلے کسی نے فریڈرک کو ہلاک کر دیا تھا۔ ہوٹل والوں کو بھی اس کی ہلاکت کا علم نہ تھا وہ اپنے دفتر میں مردہ پڑا ہوا تھا اور اس کی لاش کی حالت بتا رہی تھی کہ ایسا تھوڑی دیر پہلے ہوا ہے۔ میں نے قاتل کو ٹریس کرنے کی بھی کوشش کی ہے لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ وہاں کے ایک ویٹر نے بتایا ہے کہ قاتل عقبی راستے سے دفتر آیا ہے اور اسی راستے

سے واپس چلا گیا ہے کیونکہ وہ راستہ کھلا ہوا تھا''...... تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہماری اس سے ملاقات کا اس کی تنظیم کو علم ہو گیا ہے اور انہوں نے سراغ چھپانے کے لئے اس کا خاتمہ کر دیا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے لیکن ہم نے وہاں سوائے اس کار کے اور تو کوئی بات نہیں کی''...... تنویر نے کہا۔

''اس کار کے حوالے سے تو وہ چوکنا ہوئے ہوں گے۔ بہرحال یہ کلیو بھی ختم ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ حد درجہ فعال اور چوکنے ہیں۔ اب ہمیں کسی اور انداز میں کام کرنا ہو گا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمہیں پہچانتے ہیں اسی لئے انہوں نے تم پر قاتلانہ حملہ کرایا لیکن تمہارے بچ جانے کے بعد وہ اپنے ہر اس آدمی کو ختم کر رہے ہیں جس سے تم ملتے ہو۔ اس صورت میں کیوں نہ تم پیچھے ہٹ جاؤ اور یہ مشن ایکشن ماسٹرز کو مکمل کرنے دو۔ وہ ظاہر ہے ہمارے متعلق کچھ نہ جانتے ہوں گے اور ہم پھر بھی احتیاطاً میک اپ میں رہیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن تم اب کام کہاں سے شروع کرو گے''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''کوئی نہ کوئی کلیو تلاش کر ہی لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ہم

ائیر پورٹ کا ریکارڈ چیک کریں اور ایسے لوگوں کا پتہ چلائیں جو یہاں سے تو نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ہمراہ گئے ہوں لیکن واپس اکیلے آئے ہوں۔ اس طرح کوئی نہ کوئی کلیو بہرحال مل ہی جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تمہیں ایسا ایک آدمی بھی نہیں ملے گا''...... عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

''کیوں تم اس قدر حتمی انداز میں یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ ان لوگوں کے اغوا کرنے کے جدید انداز کے سامنے آنے کے بعد مجھے ایک اور صورت نظر آ رہی ہے۔ میرا ایک دوست وائٹ فاکس اس سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق وہاں کانڈا میں بہت سے ایسے افراد پکڑے گئے ہیں جن کے پاس کاغذات پاسپورٹ اور ویزے جعلی تھے اور یہ کاغذات انتہائی مہارت سے تیار کئے گئے تھے۔ حکومت کانڈا انہیں واپس بھجوا دیتی ہے۔ یہ سب لوگ ایک خاص ٹریول ایجنسی کے ذریعے کانڈا جاتے ہیں لیکن اس ٹریول ایجنسی کا یہاں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ اس ٹریول ایجنسی کا نام ماڈا ٹریول ایجنسی ہے۔ ماڈا کون ہے اور وہ کس بیس پر ایجنسی چلا رہا ہے اس کا کچھ علم نہیں ہو سکا ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں اس ماڈا ایجنسی اور اس کے کارکنوں کو ٹریس کر کے گرفتار کرا دوں تاکہ

یہ سلسلہ رک سکے۔ پہلے میں بھی اسے ایک عام سے فراڈ کا کیس سمجھ رہا تھا لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ سب کچھ انتہائی منظم انداز میں کیا جا رہا ہے۔ اصل آدمیوں کو جعلی کاغذات پر کانڈا بھجوایا جاتا ہے جبکہ ان کے اصل کاغذات پر اپنے آدمیوں کو نوجوان لڑکے اور لڑکیوں سمیت وہاں بھیج دیا جاتا ہے تاکہ وہاں کانڈا ائیر پورٹ پر وہ پکڑے نہ جاسکیں اور بچے لے جانے کا راستہ کھل جائے۔ جب بچے وہاں پہنچ جاتے ہیں تو یہ جعلی کاغذات تلف کر دیئے جاتے ہیں اور وہ لوگ اپنے اصل کاغذات پر واپس آ جاتے ہیں اس طرح تمہیں جانے والوں اور آنے والوں میں سے ایک بھی آدمی نہ ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن دونوں افراد تو بہرحال ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہوں گے پھر یہ سب کیسے ہو جاتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تصویر اور کاغذات چیک کئے جاتے ہیں۔ جانے والوں کے چہروں پر موجودہ میک اپ تو چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ہر تصویر میں صرف چہرہ ہوتا ہے۔ قدوقامت، جسامت وغیرہ کی تفصیل تو ظاہر ہے پاسپورٹ اور کاغذات پر نہیں ہوتی اس لئے میک اپ کے ذریعے چہرہ اس تصویر کے مطابق کر دیا جاتا ہوگا۔ کاغذات اصل ہوتے ہیں اس لئے وہاں یہ لوگ آسانی سے پہنچ جاتے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا تو تنویر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اگر ایسا ہے تو واقعی انتہائی جدید اور منظم انداز ہے یہ بچوں کی سمگلنگ کا"...... تنویر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ انتہائی ہولناک کرائم ہے تنویر۔ تم نے رحمت علی کی حالت دیکھی تھی جس کی اکلوتی بیٹی ان کی ہوس زر کی بھینٹ چڑھ گئی۔ رحمت علی کی یہ حالت تھی تو نجانے اس کی بیوی کی حالت کیا ہو گی اور ایسے سینکڑوں ہزاروں خاندان ہوں گے۔ یہ انتہائی بھیانک اور انتہائی ہولناک سیاہ جرم ہے۔ اس کا عالمی سطح پر قلع قمع ہونا انتہائی ضروری ہے"...... عمران نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو تنویر نے بھی بے اختیار جھرجھری لی۔

"واقعی یہ ناقابل معافی جرم ہے"...... تنویر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں۔ انتہائی مکروہ اور سیاہ جرم"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے اب مجھے چلنا چاہئے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں تم جاؤ۔ کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کے انتظار میں ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں وہ ابھی تک واپس نہیں آئے۔ کہیں وہاں کوئی گڑبڑ نہ ہو گئی ہو"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"وہاں گڑبڑ تو بہرحال ہونی ہے کیونکہ گڑبڑ خود وہاں پہنچی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب گڑبڑ وہاں پہنچی ہوئی ہے"...... تنویر نے حیران ہو

کر کہا۔

"صفدر کو تم گڑ اور کیپٹن شکیل کو بڑ کہہ سکتے ہو تو بہرحال گڑبڑ ان کے دَم سے ہی ہے"...... عمران نے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ بذات خود گڑبڑ ہیں ان سے بڑی گڑبڑ وہاں کیا ہو گی۔ پھر ٹھیک ہے۔ مجھے اجازت"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تنویر کے جانے کے تقریباً بیس منٹ بعد جوزف نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی آمد کی اطلاع دی۔ عمران اسی طرح اطمینان سے کمرے میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا بہت دیر لگا دی تم دونوں نے"...... عمران نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب وہاں خاصی گڑبڑ ہو گئی تھی اس لئے دیر ہو گئی"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارے ہوتے ہوئے وہاں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے وہاں پہنچنے اور واپس آنے تک پوری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"گڈ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل اس قدر اشتعال انگیز حالات میں بھی اپنے ذہن کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔ گڈ شو"...... عمران نے

کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"واقعی کیپٹن شکیل نے حیرت انگیز طور پر ٹھنڈے دماغ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر وہ ساتھ نہ ہوتا تو میں تو اس ماسٹر ہوشو کے ٹکڑے کر دیتا اور وہ اس طرح زندہ بلیک روم تک نہ پہنچ سکتا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران بلیک روم میں پہنچا تو کیپٹن شکیل وہاں موجود تھا جبکہ ایک آدمی راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی وہ بے ہوش تھا۔

"میں نے اسے رانا ہاؤس میں داخل ہونے سے پہلے بے ہوش کر دیا تھا عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس آدمی کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے بات چیت ہو سکے"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے بے ہوش ماسٹر ہوشو کا ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ماسٹر ہوشو کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے ماسٹر ہوشو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں میں دھندسی چھائی رہی۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر تکلیف کے

ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''جب میں خود تمہارے باس سے ملنے آ رہا تھا تو پھر میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... ماسٹر ہوشو نے عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر انتہائی ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

''یہ چیک کر رہے تھے کہ تمہاری کھوپڑی کی ہڈی کس قدر مضبوط ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماسٹر ہوشو بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم ان کے باس ہو۔ تم تو مقامی ہو جبکہ یہ کہہ رہے تھے کہ ان کا باس کرانس سے آیا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو کیا کوئی مقامی آدمی کرانس سے نہیں آ سکتا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ لیکن تم نے مجھے ان راڈز میں کیوں جکڑ رکھا ہے۔ کیا میں تمہارا دشمن ہوں''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''تم پاکیشیا کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو نوکری کے بہانے اغوا کر کے کانڈا میں لے جا کر فروخت کرنے والے گینگ کے ایک مہرے ہو ماسٹر ہوشو اور یہ میرے نزدیک اس قدر بھیانک اور ہولناک جرم ہے کہ اگر تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ بھی خنجر سے علیحدہ کر دیا جائے تب بھی تمہیں اس جرم کی قرار واقعی سزا نہیں مل

سکتی''...... اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ماسٹر ہوشو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

''کک۔ کک۔ کیا کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کبھی یہ جرم نہیں کیا۔ تم مجھ پر خواہ مخواہ الزام لگا رہے ہو''...... ماسٹر ہوشو نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم ان بچوں کو کیوں باہر بھجواتے ہو''...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''وہ وہاں جا کر کام کرتے ہیں اور بھاری رقم اپنے والدین کو یہاں بھجواتے ہیں جس سے وہ لوگ خوشحال ہو جاتے ہیں۔ یہ تو کوئی جرم نہیں ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تب تو واقعی یہ کوئی جرم نہیں ہے''...... عمران نے یکلخت نرم لہجے میں کہا تو ماسٹر ہوشو کی آنکھوں میں اطمینان کی چمک ابھر آئی۔

''یہ تو غریبوں سے نیکی ہے''...... ماسٹر ہوشو نے اس بار بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''کتنی بار یہ نیکی کر چکے ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں صرف دو ڈھائی سو لڑکے اور لڑکیاں تو میں نے بھجوائے ہوں گے۔ دراصل انہیں باہر بھجوانے سے پہلے ہمیں خصوصی چیکنگ کرنی پڑتی ہے کہ ان میں کسی متعدی بیماری کے

جراثیم موجود نہ ہوں ورنہ وہ ممالک انہیں واپس بھجوا دیتے ہیں اس لئے کافی چھانٹی کے بعد لڑکیاں اور لڑکے منتخب ہوتے ہیں''۔ ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''کون چیکنگ کرتا ہے انہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جنرل ہسپتال کا ڈاکٹر جیمز۔ وہ باقاعدہ تصدیقی فارم دیتا ہے۔ جب تک وہ تصدیقی فارم نہ دے اس لڑکے یا لڑکی کو باہر لے جانے والے قبول ہی نہیں کرتے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''باہر انہیں کون لے جاتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ریڈ کلب کے مینجر چارلس کو ہم اطلاع کر دیتے ہیں۔ وہ تصدیقی فارم منگوا لیتا ہے پھر اس لڑکے یا لڑکی کے کاغذات تیار ہوتے ہیں۔ جب کاغذات تیار ہو جاتے ہیں تو پھر اس ریڈ کلب بھجوا دیا جاتا ہے اس کے بعد اسے باہر بھیج دیا جاتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اور تمہیں اس نیکی کا کتنا معاوضہ ملتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں صرف فی لڑکا ایک لاکھ اور لڑکی کے دو لاکھ روپے ملتے ہیں۔ یہ بھی میں اس لئے لے لیتا ہوں کہ آخر ان کے انتخاب میں میرا وقت بھی خرچ ہوتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''یہ معاوضہ تمہیں کون دیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''چارلس دیتا ہے اور کس نے دینا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اس نیکی کے کام پر تمہیں چارلس نے ہی لگایا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''جی نہیں۔ پہلے جیگر ہوا کرتا تھا لیکن اسے کسی وجہ سے آف کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ چارلس کو دے دی گئی ہے۔ اب وہی سارے کام کرتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''ان بچوں کی تنخواہیں باہر سے تمہارے پاس آتی ہیں اور تم آگے ان کے والدین کو دیتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ چارلس کا آدمی ہر ماہ آ کر دے جاتا ہے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اگر کوئی بچہ باہر کسی ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو جائے یا بیمار ہو کر مر جائے تو''...... عمران نے کہا۔

''تو اس کی اطلاع بھی چارلس دیتا ہے اور ساتھ ہی رقم بھی بھیج دیتا ہے جو میں اس بچے کے والدین کو دے دیتا ہوں''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اب تک تمہارے بھیجے ہوئے بچوں میں سے کتنے ہلاک ہوئے ہیں اور کتنے زندہ ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہلاک بھی ہوتے رہتے ہیں اور زندہ بھی ہیں۔ مجھے زبانی تو یاد نہیں''...... ماسٹر ہوشو نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارے علاوہ اور کتنے افراد اس کار خیر میں شامل ہیں''۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم“...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

”کیپٹن شکیل فون پیس لے آؤ اور باہر سے جوزف کو اندر بھیج دو“...... عمران نے عقب میں کھڑے کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”یہ تم نے کیا پوچھنا شروع کر دیا ہے۔ آخر یہ سب چکر کیا ہے۔ بقول تمہارے اس آدمی کے تم نے مجھے کام دینا تھا“۔ ماسٹر ہوشو نے چونک کر کہا۔ اسے شاید اب خیال آیا تھا کہ عمران اس سے کام کے بارے میں بات چیت کرنے کی بجائے لڑکوں اور لڑکیوں کو باہر بھیجنے کے سلسلے میں ہی باتیں کرتا رہا ہے۔

”وہ کام بھی اس کار خیر کے بارے میں ہی ہے پہلے میں کنفرم کر لوں کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے وہ درست بھی ہے یا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”کنفرمیشن۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے“...... ماسٹر ہوشو نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا“...... عمران نے کہا اور اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ جو اس نے عمران کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ دیو قامت سیاہ فام کو دیکھ کر ماسٹر ہوشو بری طرح سے چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”چارلس اس وقت کس فون نمبر پر ملے گا“...... عمران نے فون

پیس جوزف کے ہاتھ سے لیتے ہوئے ماسٹر ہوشو سے پوچھا۔

”وہ کلب میں ہی ہو گا۔ وہ رہتا بھی وہیں ہے“...... ماسٹر ہوشو نے مسلسل جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

”کلب کا فون نمبر کیا ہے“...... عمران نے پوچھا تو ماسٹر ہوشو نے فون نمبر بتا دیا۔

”میں نمبر ملاتا ہوں تم نے چارلس سے اس طرح بات کرنی ہے کہ مجھے یقین آ جائے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے لیکن اس چارلس کو کسی قسم کا کوئی شک نہیں پڑنا چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن کیوں وجہ۔ میں کیوں ایسا کروں“...... ماسٹر ہوشو نے یکلخت بھڑکتے ہوئے کہا۔

”جوزف“...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ماسٹر ہوشو کی ایک آنکھ نکال دو“...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے بھی اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور ماسٹر ہوشو کی طرف بڑھنے لگا۔

”ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ ارے“...... ماسٹر ہوشو نے جوزف کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چیخ کر کہنا شروع کیا

لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ جوزف نے انتہائی سرد مہری سے اپنی ایک انگلی کسی نیزے کی طرح اکڑاتے ہوئے اس کی ایک آنکھ میں اتار دی تھی۔ پھر اس نے ایک جھٹکا دے کر انگلی باہر کھینچی اور اسے ماسٹر ہوشو کے لباس سے ہی صاف کرنے لگا۔ ماسٹر ہوشو کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ انتہائی تکلیف کے عالم میں مسلسل دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی گردن ڈھلک گئی۔

''اب اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف نے ماسٹر ہوشو کی ناک اور منہ کو ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ واپس کھینچا تو ماسٹر ہوشو ایک بار پھر ہوش میں آ کر چیخنے لگا۔

''اب اگر تمہاری چیخیں بند نہ ہوئیں تو پھر دوسری آنکھ کا بھی یہی حشر ہو گا اس لئے خاموش ہو جاؤ''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر ہوشو کی چیخوں کو یکلخت اس طرح بریک لگ گئی جیسے اس کے گلے میں کسی نے کارک لگا دیا ہو۔ البتہ چہرہ تکلیف کی شدت سے اسی طرح بگڑا ہوا تھا۔

''اسے پانی پلاؤ جوزف''...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا مڑا اور اس نے دیوار میں نصب الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے پانی کی ایک بوتل نکال کر وہ ماسٹر ہوشو کی طرف بڑھا۔

اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹا کر بوتل کو ماسٹر ہوشو کے منہ سے لگا دیا اور ماسٹر ہوشو نے لمبے لمبے گھونٹ لے کر پانی پینا شروع کر دیا۔ جب آدھی بوتل اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو جوزف نے بوتل ہٹائی اور بوتل میں موجود باقی پانی اس نے ماسٹر ہوشو کے سر اور چہرے پر ڈال دیا۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گیا زخمی آنکھ پر پانی پڑنے اور پانی پی لینے سے ماسٹر ہوشو کی حالت اب خاصی نارمل ہو گئی تھی۔

''تمہیں کیوں کا جواب مل گیا ماسٹر ہوشو۔ اب بولو بات کرتے ہو یا دوسری بار بھی کیوں کا لفظ استعمال کرنا چاہو گے''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم حد درجہ بے رحم اور ظالم لوگ ہو۔ ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں''...... ماسٹر ہوشو کے لہجے میں اس بار خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

''لیکن یہ سن لو کہ اگر چارلس کو تمہاری گفتگو یا لہجے سے معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو پھر تمہارا حشر انتہائی عبرتناک ہو گا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں خیال رکھوں گا''...... ماسٹر ہوشو نے کہا تو عمران نے فون پیس کے لاؤڈر کا بٹن آن کیا اور پھر ماسٹر ہوشو کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے اس نے فون پیس جوزف کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف نے فون پیس لے جا کر ماسٹر ہوشو کے کان سے لگا دیا۔

''یس ریڈ کلب''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''ماسٹر ہوشو بول رہا ہوں۔ چارلس سے بات کراؤ''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''یس سر ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو چارلس بول رہا ہوں ماسٹر ہوشو تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے کلب فون کیا تھا تو معلوم ہوا کہ تم مہمانوں کے ساتھ کہیں گئے ہوئے ہو''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں کرانس سے میرے مہمان آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک ضروری کام تھا۔ کیسے فون کیا تھا کوئی خاص بات''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔ ویسے وہ اپنے لہجے کو نارمل رکھنے میں اب تک تو کامیاب نظر آ رہا تھا۔

''کوئی خاص بات نہ تھی۔ صرف یہ پوچھنا تھا کہ کافی دن ہوئے تمہاری طرف سے کسی تصدیقی فارم کی اطلاع نہیں ملی''۔ چارلس نے کہا۔

''میں دراصل دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔ اب جلد ہی پتہ کر کے اطلاع دوں گا''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''اندازاً کتنے فارم تیار ہو جائیں گے''...... چارلس نے پوچھا۔

''دس تصدیقی فارم تیار ہو جائیں گے''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''او کے اب تم بتاؤ کیسے فون کیا تھا''...... چارلس نے کہا۔

''کچھ خاص نہیں۔ یہی دس فارموں کے بارے میں بتانا تھا''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ گڈ شو''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے گڈ بائی''...... ماسٹر ہوشو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جوزف نے فون پیس ماسٹر ہوشو کے کان سے ہٹا کر رابطہ ختم کر دیا۔

''اب بتاؤ کہ فریڈرک کو کس نے ہلاک کیا ہے''...... عمران نے کہا تو ماسٹر ہوشو یکلخت چونک پڑا۔

''فریڈرک۔ کون فریڈرک''...... ماسٹر ہوشو نے کہا۔

''تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو ہوشو۔ یاد رکھو۔ تمہارا ایک جھوٹ تمہاری بھیانک موت کا باعث بن سکتا ہے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تم فریڈرک کو جانتے ہو''...... ماسٹر ہوشو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں وہ بھی تمہارے جیسے کار خیر میں شامل تھا اور اسے اس لئے ہلاک کر دیا گیا ہے کیونکہ مجھے اس کے بارے میں علم ہو گیا تھا''...... عمران نے فون پیس جوزف کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ مگر۔ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو''...... ماسٹر ہوشو نے

کہا۔

"جوزف، ماسٹر ہوشو نے چونکہ سب کچھ خود ہی بتایا ہے اس لئے اسے آسان موت مار دو۔ میری طرف سے اس کے لئے یہی انعام ہے۔ ورنہ جس قدر بھیانک جرم میں یہ ملوث ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اس کے پورے جسم پر زخم ڈال کر ان پر مرچیں اور نمک چھڑک دوں"...... عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے بغیر ایک لفظ منہ سے نکالے بیلٹ کی سائیڈ سے لٹکے ہوئے ہولسٹر سے بھاری ریوالور کھینچ لیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ مم۔ مم۔ مگر"...... ماسٹر ہوشو نے حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ پے در پے دو دھماکوں کے ساتھ ہی گولیاں اس کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور ماسٹر ہوشو پوری طرح چیخ بھی نہ سکا اور اس کی اکلوتی آنکھ بے نور ہوتی چلی گئی۔

"اس کی لاش اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے کہا اور فون پیس جوزف سے لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم میں جس کرسی پر پہلے ماسٹر ہوشو جکڑا ہوا بیٹھا رہا تھا اب وہاں ایک اور آدمی راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی چارلس تھا جس سے ماسٹر ہوشو نے عمران کے سامنے فون پر بات کی تھی اور وہ ریڈ کلب کا مالک تھا۔

"تم نے یہ تو بتا دیا ہے چارلس کہ یہاں پاکیشیا میں پہلے اس گینگ کا سربراہ جیگر تھا پھر ایشیائی چیف کے حکم پر جیگر اس کے ساتھی راڈش اور مقامی چیف کو ختم کر دیا گیا اور گینگ کا مقامی سربراہ جیرٹ بن گیا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ ساری تفصیل مجھے خود جیرٹ نے بتائی تھی ورنہ مجھے تو ایشیائی چیف نے فون پر صرف اتنی اطلاع دی تھی کہ اب چیف جیرٹ ہو گا"...... چارلس نے کہا۔

"لیکن جیرٹ کہاں ہے۔ یہ تم نے نہیں بتایا"...... عمران نے

کہا۔

''مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہوگا۔ میں تو تمہیں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ہی بتا سکتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے''۔ چارلس نے کہا اور اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔ اس نے کاندھے پر ایک آدمی کو لادا ہوا تھا۔

''اسے تنویر لے آیا ہے''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اسے بھی چارلس کے ساتھ والی کرسی پر بٹھا دو''...... عمران نے کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو چارلس کے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا اور پھر چارلس کی طرح اسے بھی راڈز میں جکڑ دیا۔

''اسے جانتے ہو''...... عمران نے چارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں میں تو اسے پہلی بار دیکھ رہا ہوں''...... چارلس نے کہا۔

''تنویر موجود ہے جوزف''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے یہیں لے آؤ''...... عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اندر داخل ہوا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

''آؤ بیٹھو تنویر''...... عمران نے اپنے ساتھ موجود کرسی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''جیرٹ یہی ہے''...... عمران نے تنویر سے پوچھا۔

''نہیں اس کا نام مورگن ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں چھ مسلح افراد اور چار عملے کے آدمی تھے۔ یہی ان کا انچارج تھا۔ باقی تو مقابلے میں ختم ہو گئے۔ اسے ہم ساتھ لے آئے ہیں۔ ویسے میں نے اس سے وہیں پوچھ گچھ کی تھی تو اس نے اپنا نام مورگن بتایا تھا اور بقول اس کے جیرٹ کرانس چلا گیا ہے لیکن اسے اس کا پتہ معلوم نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اسے کس طرح بے ہوش کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''عام انداز میں چوٹ مار کر بے ہوش کیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''جوزف اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے عقب میں کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف خاموشی سے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے مورگن کی ناک اور منہ اپنے بڑے سے ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب مورگن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو جوزف پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد مورگن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''تمہارا نام مورگن ہے اور تم ہیڈ کوارٹر کے انچارج ہو''۔ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ مم۔ مم میں کہاں ہوں''...... مورگن نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''میرا نام علی عمران ہے اور اب مزید کوئی سوال کرنے کی بجائے صرف میرے سوالوں کا جواب دو''...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور اس کا نام سن کر مورگن چونک پڑا۔

''تم میرا نام سن کر کیوں چونکے ہو''...... عمران نے ریوالور نکالتے ہوئے انتہائی سفاک لہجے میں کہا تو مورگن خوف سے کانپ اٹھا۔

''ہمارے موجودہ چیف نے تمہیں ہلاک کرانے کے لئے ایک پرائیوٹ کلر سلاسٹر کو ہائر کیا ہے اور سلاسٹر نے اپنا ایک آدمی ہیلٹن تمہارے فلیٹ کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے تاکہ تم جیسے ہی فلیٹ پر پہنچو تو تمہیں ہلاک کیا جا سکے''...... مورگن نے خوف بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پہلے تمہارا چیف کون تھا اور اب کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پہلے جیگر تھا اور اب جیرٹ ہے۔ جیرٹ کرانس چلا گیا ہے''...... مورگن نے کہا۔

''کب گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک روز پہلے ہی گیا ہے۔ اس نے مجھے اچانک اپنے دفتر

میں بلایا اور کہا کہ وہ ایک ایمرجنسی کی وجہ سے فوری طور پر کرانس جا رہا ہے اور بس۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا''...... مورگن نے کہا۔

''اس کا حلیہ بتاؤ''...... عمران نے کہا تو مورگن نے وہی حلیہ بتا دیا جو اس سے پہلے چارلس بتا چکا تھا۔

''جس ہیڈکوارٹر کا انچارج ڈالٹن تھا وہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم ویسے جیرٹ پہلے ڈالٹن کا اسسٹنٹ تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ ڈالٹن کی موت کے بعد اس ہیڈکوارٹر کو ختم کر دیا گیا ہے اس لئے جیرٹ یہاں شفٹ ہو گیا تھا''...... مورگن نے کہا۔

''چارلس کو جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ چارلس ہے''...... مورگن نے چارلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا تو کہنا ہے کہ وہ بچوں کو تمہارے ہیڈکوارٹر بھیجتا تھا پھر تم انہیں کہاں بھیجتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں یہ غلط کہہ رہا ہے۔ یہ ہمارے پاس نہیں بھیجتا تھا۔ یہ بچوں کو براہ راست ڈالٹن کے پاس بھیجتا تھا۔ پھر ڈالٹن جیگر کو وہاں بلواتا تھا اور جیگر ان کی چیکنگ کرتا تھا کہ وہ درست ہیں یا نہیں جب وہ اوکے کہہ دیتا تھا تو پھر ڈالٹن ان کے باہر بھجوانے کا انتظامات کراتا تھا''...... مورگن نے کہا۔

"نہیں یہ غلط کہہ رہا ہے میں بچوں کو مع کاغذات کے جیرٹ کے پاس بھجوایا کرتا تھا۔ مجھے ڈالٹن والے ہیڈ کوارٹر کا تو علم تک نہیں"...... چارلس نے جلدی سے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"تم ابھی خاموش رہو چارلس مجھے مورگن سے بات کرنے دو"...... عمران نے چارلس سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا تو چارلس ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ البتہ اس کے چہرے پر اب شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ اس سے پہلے وہ بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"بچے تو ڈالٹن کے اڈے پر پہنچ جاتے تھے پھر تمہارا ہیڈکوارٹر کیا کرتا تھا"...... عمران نے دوبارہ مورگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم نے ایک خفیہ ٹریول ایجنسی قائم کی ہوئی ہے۔ ماڈا ٹریول ایجنسی کے نام سے۔ ہم ان بچوں کو ساتھ لے جانے والے افراد کے کاغذات تیار کیا کرتے تھے"...... مورگن نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"پورا سیٹ اپ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہم اس خفیہ ماڈا ایجنسی کے تحت ایسے افراد کو تلاش کرتے تھے جو کانڈا جانے کی خواہش رکھتے ہوں۔ ہم ان کے ایسے جعلی کاغذات تیار کر دیتے تھے جن سے وہ آسانی سے کانڈا پہنچ جاتے تھے لیکن ان کی تصویروں کا ایک سیٹ ہم اپنے پاس رکھ لیتے تھے اور پھر ہمارے آدمی ان کے میک اپ میں اور ان کے کوائف کے

مطابق اصل کاغذات پر ان بچوں کو ساتھ لے کر کانڈا پہنچ جاتے تھے اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے اپنے اصل کاغذات پر واپس آ جاتے تھے"...... مورگن نے کہا۔

"کتنے آدمی ہیں اس سیٹ اپ میں۔ ان کے پورے کوائف بتاؤ"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے تنویر کے سامنے جو خیال پیش کیا تھا۔ مورگن نے لفظ بلفظ اس کی تصدیق کر دی تھی۔

"پچاس آدمی اس سیٹ اپ کا حصہ ہیں"...... مورگن نے کہا۔

"ان کے کوائف"...... عمران نے پوچھا۔

"جیرٹ کو معلوم ہوں گے کیونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ فائل ہے۔ پہلے ڈالٹن کی ذاتی تحویل میں رہتی تھی اور اب جیرٹ کی تحویل میں ہے اور وہ اس فائل کو ہیڈکوارٹر میں نہیں رکھتا"...... مورگن نے کہا۔

"تنویر تم نے اس ہیڈکوارٹر کی تلاشی لی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں مکمل تلاشی لی تھی لیکن وہاں سے ایسی کوئی فائل دستیاب نہیں ہوئی"...... تنویر نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں تو چارلس اب تم بتاؤ تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔ تمہارے ساتھ میرا یہی معاہدہ ہوا تھا کہ اگر تم جھوٹ نہ بولو گے تو تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو گی اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہیں

ابھی تک انگلی بھی نہیں لگائی گئی۔ ورنہ اب تک تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ چکی ہوتی"...... عمران نے اس بار چارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ایم سوری میں نے واقعی جھوٹ بولا تھا۔ دراصل مجھے یقین تھا کہ تمہارے آدمی جیرٹ کے ہیڈ کوارٹر کو کسی صورت بھی ٹریس نہ کر سکیں گے کیونکہ جو پتہ بتایا جاتا ہے وہ عام سا پتہ ہے۔ ایک کاروباری دفتر کا۔ اس لئے میں نے ڈالٹن کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں نہ بتایا تھا"...... چارلس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری بات قابل قبول ہے۔ تم نے جو پتہ بتایا تھا وہ واقعی ایک عام سے دفتر کا تھا لیکن تمہیں شاید یہ معلوم نہ تھا کہ ایسے پتوں کی آڑ میں جو خفیہ پتے رکھے جاتے ہیں انہیں ٹریس کر لینا ہمارے لئے مشکل نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے لئے عام سی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا ساتھی تنویر اپنے ساتھیوں سمیت درست پتے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے نتیجے میں یہ مورگن یہاں موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب واقعی مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم لوگ کچھ بھی کر سکتے ہو"...... چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک پتہ بتا دیا۔

"یہ عام پتہ ہے یا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں یہ اصل پتہ ہے"...... چارلس نے کہا۔

"تنویر اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور وہاں کا جو بھی انچارج ہو اسے بھی لے آؤ اور وہاں کی مکمل تلاشی بھی لینا۔ لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا چاہئے"...... عمران نے تنویر سے کہا۔

"تمہارا خیال ہے کہ جیرٹ وہاں چھپا ہوا ہو گا"...... تنویر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ تنویر کے ساتھ ہی بلیک روم سے باہر آ گیا جبکہ جوزف وہیں بلیک روم میں رہ گیا تھا۔ جوانا اپنے کمرے میں تھا اس کی عادت تھی کہ وہ اپنے کمرے میں ہی رہتا تھا اور صرف عمران کے طلب کرنے پر ہی آتا تھا کیونکہ رانا ہاؤس کے حفاظتی انتظامات کا آپریشنل سیٹ اسی کے کمرے میں نصب تھا۔ چونکہ اس وقت آٹو میٹک حفاظتی سسٹم آن نہ تھا اس لئے جوانا کو چیکنگ کے لئے اس کمرے میں رہنا پڑتا تھا۔ جب تنویر اپنی کار میں رانا ہاؤس سے باہر چلا گیا تو عمران نے سٹنگ روم میں جا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر رانا ہاؤس سے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ ابھی تک رانا ہاؤس میں ہیں"۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو نے بھی اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس بار واقعی ایسے کیس سے واسطہ پڑ گیا ہے کہ مجھے کسی شاطر کی طرح بس رانا ہاؤس میں بیٹھ کر شطرنج کے مہرے چلانے پڑ رہے ہیں تم نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی فارن ایجنٹ جیفرے کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''جیفرے نے ابھی تک کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔ ویسے میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ جب تک حتمی معلومات نہ مل جائیں وہ مجھے کال نہ کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسے کال کر کے کہہ دو کہ وہ اب کام نہ کرے۔ کیونکہ ان لوگوں کا جو طریقہ کار سامنے آیا ہے اس کے مطابق نہ ہی یہاں ائیرپورٹ کے ریکارڈ سے کوئی کلیو مل سکتا ہے اور نہ کانڈا سے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ اس نے مورگن کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

''حیرت انگیز انداز میں کام کر رہے ہیں یہ لوگ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں انتہائی منظم انداز ہے۔ میں نے تمہیں کال اس لئے کیا ہے کہ اس گروپ کا مقامی چیف جیرٹ غائب ہے اور اب تک یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ کل کرانس چلا گیا تھا لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا۔ تم ایسا کرو کہ ایکشن ماسٹر صفدر اور کیپٹن شکیل کی ڈیوٹی لگا دو تا کہ

وہ ائیرپورٹ اور چارٹرڈ ایجنسی دونوں جگہوں پر گزشتہ ایک ہفتے کا اور خاص طور پر کل کا ریکارڈ چیک کریں تاکہ حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ واقعی جیرٹ جا چکا ہے یا یہیں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا کوائف ہیں اس جیرٹ کے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اس کا نام اور حلیہ معلوم ہے۔ ریکارڈ میں کاغذات کی نقول رکھی جاتی ہیں۔ ان میں لامحالہ تصویر بھی ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے اس نے نام بدل لیا ہو۔ اس لئے میں حلیہ بتا دیتا ہوں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو کہہ دینا کہ وہ نام کے ساتھ ساتھ حلیے کے مطابق تصویر بھی چیک کریں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیرٹ کا حلیہ بتا دیا۔

''ٹھیک ہے میں ابھی چیک کراتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں ابھی رانا ہاؤس میں ہی ہوں۔ مجھے یہیں رپورٹ دے دینا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تنویر بول رہا ہوں عمران، جس عمارت کا پتہ بتایا گیا ہے وہ عمارت تو موجود ہے لیکن وہ مکمل طور پر خالی ہے۔ وہاں نہ ہی کوئی

آدمی ہے اور نہ ہی کاغذ کا کوئی پرزہ۔ حتیٰ کہ چوکیدار تک موجود نہیں ہے۔ البتہ فون موجود ہے اور کام کر رہا ہے۔ میں اسی فون سے تمہیں کال کر رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اسے ہنگامی طور پر خالی کیا گیا ہے۔ اوکے ٹھیک ہے۔ اب تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے چیف کو کہہ دیا ہے کہ وہ ایئرپورٹ سے معلومات حاصل کرائے کہ کیا واقعی جیرٹ کرانس گیا ہے یا نہیں۔ اگر وہ کرانس چلا گیا ہے تو پھر اسے وہاں تلاش کیا جائے گا اور اگر نہیں گیا تو پھر میں تم سب کے ساتھ مل کر اسے یہاں پاکیشیا میں تلاش کروں گا۔ اب جب تک جیرٹ ہاتھ نہ آئے بات آگے نہیں بڑھ سکتی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے میں اپنے طور پر اس کی تلاش شروع کر دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے تنویر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس کیا رپورٹ ہے طاہر''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب جیرٹ نام کے تو دو آدمی کل کرانس گئے ہیں لیکن ان کی تصاویر آپ کے بتائے ہوئے حلیوں سے مختلف ہیں اور جب مجھے صفدر نے رپورٹ دی تو میں نے ان کوائف میں

دیئے ہوئے پتے پر ان کی چیکنگ کا کہہ دیا۔ ان دونوں کو چیک کیا گیا ہے۔ وہ دونوں اصل جیرٹ ہیں اور دونوں کاروباری افراد ہیں اور دونوں کے حلیئے ان کی تصاویر کے مطابق درست ہیں''۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مطلوبہ جیرٹ یہیں چھپا ہوا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں اس چیکنگ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے تم ایسا کرو کہ تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ اس جیرٹ کے حلیئے کو سامنے رکھ کر اس کی تلاش شروع کر دیں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے کوشش تو بہرحال جاری رہنی چاہئے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر دوبارہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے بلیک روم میں داخل ہوتے ہی جوزف جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا اور عمران کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ چارلس اور مورگن دونوں کرسیوں میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

''جیرٹ کرانس نہیں گیا۔ وہ یہیں چھپا ہوا ہے اور اب تم دونوں نے مجھے کوئی ایسا کلیو دینا ہے کہ میں اسے تلاش کر سکوں''۔ عمران

نے چارلس اور مورگن سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
''مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کرانس گیا ہے یا نہیں۔ یہ بات تو مورگن نے بتانی ہے اور اسے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے''...... چارلس نے کہا۔
''مجھے تو جو کچھ معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا ہے''...... مورگن نے کہا۔
''وہ یہاں چھپا ہوا ہے۔ اس لئے یہ بات تم نے بتانی ہے مورگن کہ وہ کہاں چھپ سکتا ہے''...... عمران نے مورگن سے مخاطب ہو کر کہا۔
''مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ پہلے تو ڈالٹن کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ تو ڈالٹن کی موت کے بعد ہمارے ہیڈکوارٹر آیا تھا اس سے پہلے تو میں نے صرف اس کا نام سنا ہوا تھا''...... مورگن نے کہا۔
''ہونہہ''...... عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر لکریں ابھر آئی تھیں۔ مورگن کے لہجے سے ہی اسے معلوم ہو گیا کہ مورگن درست کہہ رہا ہے اور جیرٹ جب تک ہاتھ نہ آتا اس وقت تک مشن میں مزید پیشرفت نہ ہو سکتی تھی اور اب جبکہ مورگن والا ہیڈکوارٹر بھی تباہ ہو چکا ہے تو عمران کے خیال کے مطابق جیرٹ کی فوری دستیابی ضروری تھی۔ ورنہ وہ کسی بھی میک اپ میں اور جعلی کاغذات کے ساتھ خاموشی سے ملک سے باہر جا سکتا تھا اور جب تک جیرٹ ہاتھ نہ آتا۔ نہ ہی پاکیشیا میں اس ناقابل معافی

جرم کے مرتکب اصل افراد سامنے آ سکتے تھے اور نہ ہی کانڈا میں ان کی گرفتاری ہو سکتی تھی اور عمران اب سب کچھ سامنے آ جانے کے بعد یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ پاکیشیا کے معصوم بچوں کو اس طرح اغوا کر کے کانڈا میں بلیک بزنس تنظیم کے حوالے کیا جائے لیکن اب صورتحال یہ تھی کہ جیرٹ غائب تھا اور اس کی تلاش کے لئے کوئی کلیو اس کے پاس نہ تھا۔ وہ ذہنی طور پر اس وقت بری طرح الجھ سا گیا تھا۔
''ہمیں تو رہا کر دو۔ ہمیں کب تک اس طرح جکڑ کر بٹھائے رکھو گے''...... چارلس نے اچانک کہا تو عمران چونک پڑا۔
''جب تک جیرٹ نہیں مل جاتا تمہیں اسی حالت میں رہنا ہو گا یا دوسری صورت یہ ہے کہ تم مجھے اس کی تلاش کے لئے کوئی کلیو دے دو''...... عمران نے کہا۔
''اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم پہلے ہی بتا دیتے''...... چارلس نے کہا تو پھر عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ بلیک روم سے نکل کر فون والے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
''عمران بول رہا ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ

تم دو ممبرز کو بھجوا کر میرے فلیٹ کے باہر میری نگرانی پر موجود ہیلٹن کو اغوا کرا کر رانا ہاؤس بھجوا دو''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مورگن سے معلوم ہونے والی تفصیل بلیک زیرو کو بتا دی۔

''اس سلاسٹر کو بھی تو اغوا کرانا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کام کے لئے میں ٹائیگر کی ڈیوٹی لگاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں وہ زیادہ جلدی یہ کام کر لے گا۔ او کے میں ابھی ممبرز کو بھجواتا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا تاکہ ٹرانسمیٹر نکال کر ٹائیگر کو کال کر سکے۔

جیرٹ نے دروازے پر دستک کی آواز سن کر بے اختیار سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

''کم ان''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور لمبے قد اور چھریرے جسم کا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''آؤ ہیری کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو فون کرنے کی بجائے خود آئے ہو''...... جیرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''بہت سی اطلاعات اکٹھی ہو گی ہیں اور سب ہی یکے بعد دیگرے ملی ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو خود ہی ساری اطلاعات بھی دے دوں اور ان کے بارے میں آپ سے مزید احکامات بھی لے لوں''...... ہیری نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاعات''...... جیرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''پہلی اطلاع تو یہ ملی ہے کہ ہمارے سیٹ اپ کے اہم آدمی

یکے بعد دیگرے اغوا کر لئے گئے ہیں۔ پہلے ماسٹر ہوشو غائب ہوا۔ اس کے بعد چارلس غائب اور آخر میں آپ کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ ہوا۔ وہاں سے سب افراد کی لاشیں ملی ہیں لیکن مورگن کی لاش نہیں ملی۔ اس کا مطلب ہے کہ مورگن کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور اس کے بعد یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ایئرپورٹ پر آپ کے متعلق باقاعدہ چیکنگ کی گئی ہے کہ آپ پاکیشیا سے باہر گئے ہیں یا نہیں اور اب آخری اطلاع یہ ملی ہے کہ گرین ہوٹل سے سلاسٹر کو اغوا کر لیا گیا ہے اور سلاسٹر کو اغوا کرنے والا یہاں زیر زمین دنیا کا معروف آدمی ٹائیگر ہے جو عمران کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ اس اطلاع سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے آدمیوں کو بھی عمران نے ہی اغوا کرایا ہے اور آپ کے ہیڈکوارٹر تک بھی وہ پہنچ گیا ہے''۔ ہیری نے تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ بیڈ نیوز۔ ویری بیڈ نیوز۔ ہیری یہ تو واقعی انتہائی بری خبریں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر میں احتیاطاً ہیڈکوارٹر سے نکل کر یہاں نہ آ گیا ہوتا تو میں بھی یقیناً اس عمران کے ہاتھ اب تک لگ چکا ہوتا''...... جیرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''یس باس اور اگر انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ یہاں ہیں تو پھر یہ لوگ یہاں بھی پہنچ جائیں گے اس لئے اب ہمارے پاس دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ واقعی پاکیشیا سے باہر چلے جائیں

اور دوسری صورت یہ کہ اس عمران کا ہر صورت میں خاتمہ کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری''...... ہیری نے کہا۔

''میں یہاں سے باہر اول تو بغیر گرینڈ چیف کو بتائے جا نہیں سکتا اور اب تو ویسے بھی ان لوگوں نے ایئرپورٹ پر چیکنگ شروع کر دی ہو گی اور اگر میں باہر چلا بھی جاؤں تو کب تک اور رہ گئی دوسری صورت تو اسی چکر میں تو راڈش کے ساتھ ڈالٹن اور جیگر دونوں مارے گئے۔ میں نے اپنے طور پر ایک عام سے غنڈے سلاسٹر کو اس کام پر لگا دیا۔ لیکن اب تم بتا رہے ہو کہ اسے بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ عمران آخر کیسے ہلاک ہو گا۔ اس ساری صورتحال نے تو واقعی مجھے پریشان کر کے رکھ دیا ہے اور سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر میں کیا کروں''...... جیرٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں شدید بے بسی نمایاں تھی۔

''ایک بات بتائیں باس''...... ہیری نے کہا۔

''کیا''...... جیرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''یہ سلاسٹر آپ کے اس اڈے کے بارے میں تو نہیں جانتا تھا''...... ہیری نے کہا۔

''اوہ نہیں اسے کچھ نہیں معلوم۔ اسی لئے تو میں نے اس کا انتخاب کیا تھا''...... جیرٹ نے کہا۔

''یہ تو اچھا ہے کہ اسے یہاں کے بارے میں علم نہیں ہے''۔

ہیری نے کہا۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''اگر آپ چاہتے ہیں کہ عمران کا خاتمہ ہو جائے تو ایک ایسی اطلاع میرے پاس موجود ہے کہ جس سے اس کا خاتمہ یقینی طور پر ہوسکتا ہے''...... ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... جیرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ سلاسٹر کو ٹائیگر اغوا کر کے البیرونی روڈ پر واقع ایک عمارت میں لے گیا ہے۔ اس عمارت کا نام رانا ہاؤس ہے۔ اس عمارت کے باہر کسی رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ یہ قلعہ نما عمارت ہے۔ میرے آدمی وہاں مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ عمران یقیناً اس عمارت کے اندر ہی موجود ہو گا۔ اگر آپ کہیں تو میرے آدمی اس عمارت کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں۔ اس طرح یقیناً عمران ختم ہو جائے گا''۔ ہیری نے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن اس بات کی کیسے تصدیق ہو گی کہ عمران واقعی اندر تھا اور وہ ہلاک بھی ہو چکا ہے''...... جیرٹ نے کہا۔

''میرے جو آدمی وہاں نگرانی کر رہے ہیں ان میں سے ایک سائمن ہے جو عمران کو پہچانتا ہے اس لئے جب تباہی کے بعد پولیس لاشیں نکالے گی تو وہ اسے پہچان سکتا ہے''...... ہیری نے کہا۔

''اور اگر اس کے آدمی باہر موجود ہوئے اور تمہارا کوئی آدمی ان کی نظروں میں آ گیا تو پھر وہ یقینی طور پر تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچ جائیں گے۔ نانسنس''...... جیرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر دوسری صورت اختیار کی جا سکتی ہے''...... ہیری نے کہا۔

''اور وہ دوسری صورت کیا ہے''...... جیرٹ نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کسی بھی گروپ کو اس عمارت پر حملہ کے لئے ہائر کیا جا سکتا ہے۔ میرے آدمی صرف نگرانی کرتے رہیں گے حملے میں قطعی حصہ نہیں لیں گے بلکہ بہتر یہی ہے کہ سوائے اس سائمن کے باقی سب کو حملے سے پہلے واپس بلا لیا جائے اس طرح سائمن کسی بھی صورت سامنے نہ آئے گا''...... ہیری نے کہا۔

''کیا ایسا کوئی گروپ مل جائے گا جو فوری طور پر اس قسم کا حملہ کر سکے''...... جیرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لیس باس۔ دولت میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ ایک نہیں دس گروپ مل جائیں گے۔ آپ حکم تو دیں''...... ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے تم اس کا بندوبست کرو لیکن یہ آپریشن میرے سامنے ہو گا میں خود وہاں موجود رہنا چاہتا ہوں''...... جیرٹ نے کہا۔

''کیا اسی حلیئے میں باس''...... ہیری نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں میں میک اپ میں رہوں گا اور تمہیں اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے طور پر ایک عام آدمی کے روپ میں وہاں جاؤں گا تم صرف مجھے اس بلڈنگ کا پتہ بتا دو''...... جیرٹ نے کہا تو ہیری نے اسے رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔

''کب تک تم حملے کا انتظام کر لو گے''...... جیرٹ نے پوچھا۔

''باس ایک گھنٹے بعد وہاں یقینی طور پر ریڈ ہو جائے گا''...... ہیری نے انتہائی حتمی لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... جیرٹ نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہیری بھی کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیرٹ اس کمرے سے نکل کر ایک اور کمرے میں آیا۔ یہاں میک اپ کا سامان موجود تھا۔ اس نے باقاعدہ میک اپ کیا۔ اب وہ ایک عام سا آدمی نظر آتا تھا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے کار گیراج سے نکالی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے البیرونی روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم کی چار فولادی راڈز والی کرسیاں مختلف افراد سے پر تھیں۔ ان میں چارلس اور مورگن کے ساتھ ساتھ اب عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرنے والا ہیملٹن اور اس کا چیف سلاسٹر بھی موجود تھا جس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ جیرٹ اس دوست ہے اس نے اسے عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑوانے کا کام سونپا تھا لیکن اس نے فلیٹ کی بجائے اس کار کو میزائل سے اڑانے کا پروگرام بنایا تھا جس میں عمران موجود ہوتا لیکن اس کے پاس عمران کی نہ ہی تصویر تھی اور نہ حلیہ اس لئے وہ حملہ نہ کر سکا تھا۔ لیکن جیرٹ اب کہاں موجود ہے اس کے بارے میں اسے بھی معلوم نہ تھا اور عمران اس لئے بور ہو کر بلیک روم سے نکل کر سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔

''عمران آخر تم ان لوگوں کا میلہ کیوں لگائے ہوئے ہو''۔ اچانک تنویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''کن لوگوں کا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''جو بلیک روم میں موجود ہیں۔ اگر ان سے مزید پوچھ گچھ کرنی ہے تو مجھے بتا دو میں ان سب کے حلق سے بھی اصل بات اگلوا لوں گا یا دوسری صورت میں ان کا خاتمہ کر دیں''...... تنویر نے کہا۔

''میں جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ انہیں معلوم ہی نہیں ہے ٹھیک ہے اب انہیں زندہ رکھنا واقعی حماقت ہے۔ یہ لوگ چونکہ معصوم بچوں کے اغوا جیسے ہولناک جرم میں ملوث ہیں اس لئے ان کے لئے کم سے کم سزا موت ہی ہوسکتی ہے اور یہ سزا اب انہیں مل ہی جانی چاہئے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں اب ایسا ہی ہو گا''...... تنویر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

''یہ جیرٹ تو بے حد پراسرار بن گیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ساتھ پڑے انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ انٹر کام کی گھنٹی کا مطلب تھا کہ کال جوزف کی طرف سے تھی جو اپنے کمرے میں تھا اور انٹر کام پر بات کرنے کا یہی مطلب ہوسکتا تھا کہ وہ کمرہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''باس رانا ہاؤس کی نگرانی کی جا رہی ہے''...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''نگرانی وہ کیسے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''پہلے چار آدمی نگرانی کر رہے تھے پھر ٹائیگر واپس گیا ہے تو ایک آدمی اس کے پیچھے چلا گیا ہے۔ اب تین آدمی موجود ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''کیا ٹائیگر کے آنے سے پہلے بھی نگرانی ہو رہی تھی''۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں باس اس وقت کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا تھا''۔ جوزف نے کہا۔

''یہ تینوں اکٹھے ہیں یا علیحدہ علیحدہ جگہوں پر ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک سامنے کی طرف کھڑا ہے۔ دوسرا کچھ فاصلے پر موجود ہے اور تیسرا عقبی طرف کھڑا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے عام سے لوگ ہیں جو اس احمقانہ انداز میں نگرانی کر رہے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس باس اسی لئے تو آسانی سے نظروں میں آگئے ہیں''۔ جوزف نے کہا۔

''شکل و صورت سے کیسے لگ رہے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''غنڈے اور بدمعاش نہیں ہیں باس۔ سادہ سے لوگ ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''او کے جوانا اپنے روم میں ہے اسے کال کر کے ان میں سے جو عقب میں ہے اسے اغوا کراؤ اور پھر اس سے پوچھ گچھ کر کے مجھے بتاؤ کہ یہ لوگ کون ہیں اور کس کے کہنے پر نگرانی کر رہے ہیں اور تم ان سامنے والوں کا خیال رکھنا''...... عمران نے کہا۔

''آپ خود اس سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے''...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں میں پوچھ گچھ کر کے اب اکتا گیا ہوں۔ اب ایکشن ماسٹر تنویر خود ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''سلاسٹر کے آدمی ہوں گے اور کون ہو سکتے ہیں''...... عمران نے بیزار سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس رانا ہاؤس سے واپسی پر میں نے ایک آدمی کو اپنی نگرانی کرتے چیک کر لیا۔ میں نے اسے گھیر کر جب پوچھ گچھ کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ وہ ہیری گروپ کے آدمی ہیں۔ یہ ہیری گروپ زیر زمین دنیا میں مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ میں اس کا اڈہ جانتا ہوں۔ اگر آپ کہیں تو اس ہیری کو بھی اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دیا جائے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے سلاسٹر کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آتے ہوئے اپنی نگرانی کو کیوں چیک نہ کیا تھا۔ تمہارے پیچھے یہاں چار آدمی آئے تھے ان میں سے ایک تمہارے پیچھے گیا ہے جبکہ تین ابھی یہاں موجود ہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری باس''...... ٹائیگر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

''آئندہ اگر سوری جیسے الفاظ کہنے کی نوبت آئی تو اس سے پہلے تمہاری زبان بے حرکت ہو جائے گی سمجھے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ لہجے سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ بری طرح سہم گیا ہے۔

''اب بتاؤ اس ہیری کا اڈہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''باس سی ویو ہوٹل کے عقبی حصے میں اس نے ایک پورشن مستقل طور پر کرائے پر لے رکھا ہے وہیں اس کا اڈہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسے اغوا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں جا کر اس سے معلوم کرو کہ اس نے یہ نگرانی کس کے کہنے پر کی ہے اور اگر وہ جیرٹ کا نام لے تو اس سے معلوم کرو کہ کیا وہ جیرٹ کی موجودہ رہائش گاہ کے متعلق جانتا ہے''...... عمران نے اسی طرح خشک لہجے

میں کہا۔

''کیا آپ جیرٹ کو تلاش کرنا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''ہاں مجھے جیرٹ نامی ایک آدمی کی تلاش ہے اسی جیرٹ نے سلاسٹر کو میرے قتل کے لئے ہائر کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس جیرٹ کے بارے میں آپ کے پاس اگر کوئی معلومات ہوں تو مجھے بتا دیں ہوسکتا ہے میں اسے جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو جواب میں عمران نے اسے جیرٹ کا حلیہ بتا دیا۔

''نہیں باس اس حلیے کے کسی آدمی کو میں نہیں جانتا۔ بہرحال میں ہیری سے معلوم کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اچانک انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... عمران نے چونک کر کہا۔ وہ چونکہ ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا اس لئے اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس عقبی طرف اور سامنے کی طرف نگرانی کرنے والے افراد یکلخت غائب ہو گئے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال تم پوری طرح محتاط رہنا''۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ ٹائیگر نے اپنے

تعاقب میں آنے والے آدمی کو چیک کر کے پکڑ لیا تھا اور اس کی گرفتاری کی اطلاع یقیناً انہیں مل گئی ہو گی اس لئے وہ غائب ہو گئے ہوں گے۔ چونکہ ٹائیگر نے معلوم کر لیا تھا کہ نگرانی کرنے والوں کا سرغنہ ہیری ہے اس لئے اب عمران کو ان نگرانی کرنے والوں میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی اس لمحے تنویر سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

''میں نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری انگلیوں کی کھجلی کو اب کتنے دنوں تک آرام رہے گا''...... عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے تنویر کی بات سن کر یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن پر چڑھ جانے والی بوریت کی تہہ اچانک غائب ہو گئی ہو۔

''تم دنوں کی بات کر رہے ہو۔ منٹوں کی بات کرو''...... تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ پھر تو مسئلہ واقعی بے حد سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر تمہاری یہی رفتار رہی تو پاکیشیا کی ساری آبادی ہی گردنیں تڑوا بیٹھے گی تب بھی تمہاری کھجلی کو آرام نہ آسکے گا اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم ان انگلیوں سے ہی نجات حاصل کر لو''...... عمران نے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر تم ناراض نہ ہو تو میں ایک بات کہوں''...... اچانک تنویر

نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''یعنی اب تمہاری انگلیوں کی کھجلی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب تم ایسی بات کرنے کے قابل ہو گئے ہو کہ جس سے میں ناراض ہو سکتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے کہ آج تمہارا موڈ آف ہے اور ایسا میں نے بہت کم دیکھا ہے۔ تم نے جس طرح آج ان لوگوں سے پوچھ گچھ کی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تم خود ذہنی طور پر واضح نہیں ہو''...... تنویر بات کرتے کرتے یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

''اب تم ایکشن ماسٹر کے ساتھ ساتھ مائنڈ ماسٹر بھی بننے کی کوشش کر رہے ہو کہ دوسروں کے ذہن پڑھ سکو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس سے تم نے یہ مطلب نکال لیا ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''کمال ہے۔ تم نے میرا موڈ بھی چیک کر لیا۔ پوچھ گچھ کا انداز بھی پرکھ لیا اور یہ بھی چیک کر لیا کہ میں خود ذہنی طور پر واضح نہیں ہوں۔ یہ ساری باتیں بتا رہی ہیں کہ تم نے چھوٹا موٹا مجھ جیسا سیکرٹ ایجنٹ بننے کی بجائے کرنل فریدی بننے کا فیصلہ کر لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ میں جا رہا ہوں۔ ضرورت ہوئی تو مجھے بلا لینا''۔ تنویر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے جوانا کو بلا کر اپنے لئے کافی منگوائی اور پھر وہ جوانا کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ کافی کے سپ لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''باس رانا ہاؤس کے سامنے چار کاریں آ کر رکی ہیں اور ان میں سے مارٹر میزائل بردار نکل کر تیزی سے رانا ہاؤس کے گرد پھیل رہے ہیں ان کی تعداد دس کے قریب ہے۔ انہوں نے مارٹر میزائل لانچر اپنے جسموں پر پڑے ہوئے بڑے بڑے کپڑوں کے اندر چھپا رکھے ہیں لیکن سرچنگ مشین نے ان کی موجودگی چیک کر لی ہے۔ میں نے مکمل حفاظتی سسٹم آن کر دیا ہے۔ جوانا اگر آپ کے پاس ہو تو اسے میرے پاس بھیج دیں''...... دوسری طرف سے جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''جوزف مارٹر میزائل فائر ہونے سے پہلے ان پر ایس ایس تھری ڈائیو فائر کر دو فوراً''...... عمران نے چیخ کر کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

''میرے ساتھ آؤ جوانا رانا ہاؤس پر خوفناک میزائلوں کا حملہ ہونے والا ہے''...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے

جوانا سے کہا اور پھر ابھی وہ دونوں دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ یکلخت انتہائی تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ کان پھاڑ دھماکے ہوئے اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے انہیں ہوا میں اچھال کر نیچے پٹخ دیا ہو۔ نیچے فرش پر گرتے ہی انہوں نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر لاکھوں ٹن وزنی چٹانیں آ گری ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور اس کے ذہن پر تاریک چادر انتہائی برق رفتاری سے پھیلتی چلی گئی۔

جیرٹ نے کار البیرونی روڈ پر پارکنگ ایریا میں پارک کی اور پھر پارکنگ بوائے سے ٹوکن لے کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے سڑک کی دوسری طرف موجود قلعہ نما عمارت کو دیکھ لیا تھا اور ہیری نے جو پتہ بتایا تھا اس کے مطابق یہی عمارت رانا ہاؤس تھی اور اسی میں سلاسٹر کو اغوا کر کے لے جایا گیا تھا۔ پھر وہ سائیڈ پر موجود ایک ریسٹورنٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے پورے فرنٹ پر شیشے کی دیوار تھی۔ وہ اطمینان سے اس ریسٹورنٹ میں داخل ہوا اور پھر شیشے کے ساتھ ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب وہ قلعہ نما عمارت اور اس کے سامنے سڑک کا پورا حصہ اس کی نظروں میں تھا۔ ویٹر کو اس نے کافی لانے کا کہہ دیا۔

''شاندار عمارت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہی سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہو''...... جیرٹ نے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ اپنے ہی خیال پر خود ہی چونک پڑا۔

''اوہ اوہ اگر یہ سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہے پھر تو اس میں انتہائی جدید حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے اور اس صورت میں یہ حملہ ناکام ہو جائے گا''...... جیرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے کافی کے برتن اس کے سامنے لگانے شروع کر دیئے۔

''تم یہاں کب سے کام کر رہے ہو''...... جیرٹ نے ویٹر سے پوچھا۔

''جی گزشتہ چھ سالوں سے جناب۔ کیوں مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا''...... ویٹر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں دراصل میں یہاں پہلی بار آیا ہوں۔ یہ سامنے والی عمارت دیکھ کر مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کسی قدر عظیم الشان عمارت ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا یہ کوئی سرکاری عمارت ہے یا کسی پرائیوٹ آدمی کی ملکیت ہے''...... جیرٹ نے کہا۔

''اوہ جناب یہ پرائیوٹ ملکیتی عمارت ہے جناب رانا ہاؤس کہلاتی ہے۔ کسی رانا تہور علی صندوقی کی ملکیت بتائی جاتی ہے رانا صاحب کو تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا البتہ اس عمارت میں دو دیو ہیکل حبشی رہتے ہیں۔ کبھی کبھار ایک صاحب جن کا نام علی عمران ہے یہاں آتے جاتے رہتے ہیں''...... ویٹر نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

''پرائیوٹ عمارت ہے تب تو ٹھیک ہے''...... جیرٹ نے انتہائی

مطمئن لہجے میں کہا اور کافی بنانے میں مصروف ہو گیا لیکن ابھی اس نے کافی بنا کر اس کا ایک ہی سپ لیا تھا کہ اس نے سرخ رنگ کی چار کاروں کو ریسٹورنٹ کے بالکل سامنے آ کر تیزی سے رکتے ہوئے دیکھا۔ کاروں کے دروازے کھلے اور ان میں سے لمبے قد اور بھاری جسموں کے مالک لیکن انتہائی پھرتیلے افراد باہر نکلے۔ ان کے کاندھوں پر بڑے بڑے کپڑے پڑے ہوئے تھے۔

ان میں سے چار تو دوڑ کر سڑک کراس کر کے اس عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے جبکہ باقی آٹھ افراد میں سے چار دوڑ کر اس عمارت کی عقبی طرف موجود پتلی گلی میں اور چار دائیں سائیڈ پر موجود گلی میں دوڑتے چلے گئے۔ ان کے انداز میں انتہائی پھرتی اور اعتماد تھا۔ جیرٹ کافی پینا بھول گیا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ عمارت پر میزائلوں سے حملہ کرنا چاہتے ہیں اور انہیں یقیناً ہیری نے ہائر کیا ہو گا اور پھر چند لمحوں بعد اچانک سامنے موجود چاروں افراد نے کاندھوں پر موجود کپڑوں میں سے عجیب سی ساخت کی بڑے بڑے میزائل لانچر نکالے اور پھر تیز دھماکوں کے ساتھ راکٹ نما میزائل ان گنوں کی چوڑی نالوں سے نکل کر عمارت کے اندر گرنے لگے اور اندر کی طرف تیز گڑگڑاہٹ اور انتہائی خوفناک اور کان پھاڑ دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ چاروں افراد دو دو میزائل فائر کر کے بجلی کی سی تیزی سے واپس اپنی کاروں کی طرف آئے۔

ان اچانک دھماکوں کی وجہ سے وہاں بھگدڑ سی مچ گئی تھی اور

لوگ بے تحاشہ دوڑنے لگے تھے۔ حتیٰ کہ اس ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے افراد اور ریسٹورنٹ کا عملہ بھی دوڑ کر ریسٹورنٹ کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا لیکن جیرٹ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر گہری طمانیت موجود تھی۔ چند لمحوں بعد اس نے چاروں سرخ کاروں کو آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتے دیکھا اور پلک جھپکنے میں کاریں غائب ہوگئیں۔ جیرٹ کی نظریں عمارت میں جمی ہوئی تھیں۔ گڑگڑاہٹ اور دھماکوں کی خوفناک آوازیں بند ہونے پر عمارت کو اپنی جگہ پر صحیح سلامت دیکھ گیا جیرٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ ابھی عمارت کے پرخچے اڑ جائیں گے اور وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گی۔ اس میں سے آگ اور دھوئیں کے بادل سے اٹھنے لگیں گے لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ عمارت ویسے ہی سر اٹھائے پوری شان و شوکت کے ساتھ موجود تھی۔ نہ ہی اس کے پرزے اُڑے تھے اور نہ ہی اس میں سے آگ اور دھوئیں کے بادل اٹھتے دکھائی دے رہے تھے بلکہ اب تو اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گڑگڑاہٹ اور خوفناک دھماکے سرے سے ہوئے ہی نہ تھے اور یہ اس کی سماعت کا وہم تھا۔ لوگ اب بھاگ بھاگ کر عمارت کے جہازی سائز گیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے اور جیرٹ بت بنا حیرت سے گیٹ کو دیکھے چلا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد پولیس گاڑیوں کے سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر پولیس کی دو

موبائل جیپیں پھاٹک کے سامنے موجود ہجوم کے پاس آ کر رکیں اور اس میں سے پولیس آفیسر اور جوان تیزی سے اترنے لگے۔ انہیں دیکھ کر وہاں اکٹھا ہونے والا ہجوم تیزی سے ادھر ادھر ہونے لگ گیا۔ ایک پولیس آفیسر ہجوم سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا اس نے کال بیل بجانی شروع کر دی کافی دیر تک وہ کال بیل بجاتا رہا۔

جیرٹ اچانک اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے ایک نوٹ پیالی کے نیچے رکھا اور پھر ریسٹورنٹ سے نکل کر وہ تقریباً بھاگتا ہوا سڑک کراس کر کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ ہجوم کو چیرتا ہوا پھاٹک کے قریب پہنچا جہاں پولیس آفیسر کھڑا تھا۔ اسی لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک دیو ہیکل حبشی باہر نکل آیا۔

"اوہ اوہ جوزف تم۔ کیا مطلب کیا یہ عمارت عمران صاحب کی ہے"...... پولیس آفیسر نے اس دیو ہیکل کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ مجھے جانتے ہیں"...... اس دیو ہیکل حبشی نے حیرت بھری نظروں سے اس پولیس آفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم عمران صاحب کے ساتھی ہو اور عمران صاحب سے میرے گہرے تعلقات ہیں"...... پولیس آفیسر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تو واقعی آپ جانتے ہوں گے۔ بہرحال یہ رانا ہاؤس ہے

اورعمران صاحب کے دوست رانا صاحب کی ملکیت ہے۔ البتہ میں یہیں رہتا ہوں لیکن کیا بات ہے۔ آپ نے اس طرح کال بیل کیوں بجائی ہے اور یہ لوگ یہاں کیوں اکٹھے ہیں“...... جوزف نے کہا۔

”ہم گشت پر تھے کہ ہمیں اس طرف سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں جب ہم یہاں آئے تو یہ ہجوم یہاں اکٹھا تھا اور لوگ بتا رہے ہیں کہ یہ دھماکے عمارت کے اندر ہوئے ہیں اور کچھ لوگ کاروں پر آئے تھے انہوں نے میزائل وغیرہ فائر کئے تھے۔ کیا مسئلہ ہے۔ اندر کیا ہوا ہے“...... پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”نہ ہی یہاں دھماکے ہوئے ہیں اور نہ کوئی چیز اندر پھینکی گئی ہے اور آپ جا سکتے ہیں“...... جوزف کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور دوسرے لمحے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی بند ہو گئی۔

”آؤ چلیں عمران صاحب بڑے آدمی ہیں اس لئے معاملات ہمارے خلاف بھی ہو سکتے ہیں۔ بظاہر کوئی نقصان بھی نہیں ہوا“...... پولیس آفیسر نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں گاڑیاں سٹارٹ ہو کر تیزی سے آگے بڑھ گئیں اور پھر ہجوم بھی مختلف باتیں کرتا ہوا چھٹنے لگ گیا تو جیرٹ ہونٹ بھینچے واپس مڑ

گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر خوفناک دھماکوں کے باوجود عمارت آخر کس طرح نہ صرف صحیح سلامت تھی بلکہ اندر افراد بھی صحیح سلامت تھے۔ یہ دیو ہیکل حبشی جس کا نام جوزف لیا گیا تھا۔ انتہائی مطمئن تھا۔ اسے اب بھی اپنے آپ پر یقین نہ آ رہا تھا۔

اگر حملہ اس کے سامنے نہ ہوا ہوتا تو وہ کبھی مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ اس قدر خوفناک میزائلوں کے بلاسٹ ہونے اور پھر اس قدر بھیانک گڑگڑاہٹ اور کان پھاڑ دھماکوں کے باوجود سب کچھ اوکے بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ سب کچھ اس کے سامنے ہوا تھا اور اس کی کوئی توجیہہ بھی اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال اتنی بات تو طے تھی کہ یہ حملہ ناکام رہا تھا اور عمران ہلاک نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہیری سے مل کر اب وہ ہوائی جہاز کی بجائے کسی اور راستے سے پاکیشیا سے نکل جائے۔ اس نے پارکنگ سے کار حاصل کی اور پھر کار چلاتا اور آئندہ کا پروگرام بناتا ہوا وہ کراؤن ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں ہیری کے ساتھ وہ ٹھہرا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے کار کراؤن ہوٹل کی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں چونکہ وہ اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا عملہ اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ کراؤن ہوٹل کا مینجر عبدالسلام بھی اس کا اچھا دوست تھا اس لئے جیسے ہی وہ ہال میں داخل کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا وہاں موجود عملے نے اسے سلام کرنا شروع کر دیا اور ٹائیگر سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''سر آج تو باس موجود نہیں ہیں وہ تو ایک ہفتہ ہوا ایکریمیا گئے ہوئے ہیں''...... کاؤنٹر مین نے ٹائیگر کے وہاں پہنچتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا مجھے تو اس نے نہیں بتایا۔ بہرحال یہ بتاؤ ہیری موجود ہے اپنے پورشن میں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہیری۔ جی ہاں وہ موجود ہے لیکن آپ پہلے تو اس سے کبھی

نہیں ملے''...... کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب عبدالسلام موجود ہو تو ہیری سے کون ملنا پسند کرے گا لیکن اب جبکہ عبدالسلام نہیں ہے تو پھر ہیری سے بہرحال ملا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کاؤنٹر مین بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں جناب اگر باس موجود نہیں ہیں تو کیا ہوا۔ آپ جو حکم دیں وہ بہرحال ہو جائے گا''...... کاؤنٹر مین نے کہا۔

''نہیں عبدالسلام کی عدم موجودگی میں نہیں۔ بہرحال اس ہیری کا دفتر کہاں ہے۔ مجھے ذرا تفصیل سے بتا دو۔ میں اس سے اچانک جا کر ملنا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ان کے دفتر کا راستہ تو عقبی طرف سے باہر سے ہے لیکن اندر سے بھی ایک خاص راستہ ہے۔ اب بہرحال آپ کے لئے تو وہ خفیہ نہیں ہو سکتا۔ میں سرجو کو بلاتا ہوں وہ آپ کو اس خاص راستے سے اس کے دفتر تک چھوڑ آئے گا''...... کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر وہ ہال کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ کے اشارے سے دور ایک کونے میں کھڑے ہوئے آدمی کو بلایا۔ یہ سپروائزر تھا سرجو یہ بھی ٹائیگر کو جانتا تھا اس نے قریب آ کر ٹائیگر کو سلام کیا۔

''سرجو ٹائیگر صاحب کو خاص راستے سے ہیری کے دفتر تک پہنچا آؤ''...... کاؤنٹر مین نے سرجو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر"...... سرجو نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بائیں طرف جاتی ہوئی راہداری کی طرف مڑ گیا۔ راہداری کے اختتام پر دائیں دیوار میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ سرجو نے اس دروازے کے سامنے پہنچ کر ہاتھ اٹھایا اور دروازے کے اوپر والے حصے پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ موڑ مڑ کر جب وہ آگے بڑھے تو اس راہداری کے اختتام پر بھی ایک دروازہ تھا۔

"اس دروازے کے اوپر بھی اسی طرح بٹن موجود ہے جناب۔ اس سے یہ دروازہ کھل جائے گا اور آپ چھوٹی سی راہداری کراس کر کے ہیری کے آفس تک پہنچ جائیں گے"...... سرجو نے کہا۔

"شکریہ سرجو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے زبردستی سرجو کی جیب میں ٹھونس دیا۔

"اوہ جناب اس کی کیا ضرورت ہے"...... سرجو نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں سرجو جاؤ تم اب"...... ٹائیگر نے مسکرا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور سرجو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے دروازے کے اوپر لگے ہوئے اس چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا اور دروازہ کھول کر دوسری طرف راہداری میں آ گیا۔ یہ چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر

ایک اور دروازہ تھا لیکن دروازہ بند نہ تھا ذرا سا کھلا ہوا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سائمن کہ میزائل بلاسٹ ہونے کے باوجود عمارت صحیح سلامت رہ جائے"...... دروازے کے قریب پہنچتے ہی دوسری طرف سے ہیری کی تیز آواز سنائی دی تو ٹائیگر یکلخت ٹھٹک کر رک گیا۔

"اوہ حیرت ہے۔ بہرحال جیرٹ صاحب وہاں پہنچے تھے یا نہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہیری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ خاموشی شاید اس لئے ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے سائمن فون پر بات کر رہا تھا اور ظاہر ہے یہ آواز ٹائیگر نہ سن سکتا تھا۔ ٹائیگر دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ جیرٹ کا نام سن کر اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی۔

"اگر جیرٹ صاحب نے خود یہ حملہ ہوتے دیکھا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ شاید یقین ہی نہ کرتے۔ اب وہ کہاں ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہیری کی آواز سنائی دی۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم اب واپس اپنے اڈے پر چلے جاؤ اب تمہارا وہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے۔ وہ لوگ اب لامحالہ باہر چیکنگ کریں گے اور یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ تم فوراً واپس چلے جاؤ۔ اوکے"...... ہیری کی آواز سنائی دی اور عمران کا نام سن کر ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب کسی حد تک بات اس پر واضح ہو رہی تھی۔

''ہیلو البرٹ سے بات کراؤ میں ہیری بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ہیری کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

''ہیلو البرٹ تمہارے آدمیوں کا میزائل حملہ ناکام رہا ہے۔ نہ ہی اس عمارت کو کوئی نقصان پہنچا ہے اور نہ ہی اندر موجود افراد ہلاک ہوئے ہیں''...... ہیری کی آواز سنائی دی۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ وجہ تم خود بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو۔ ویسے اگر تمہیں میری بات پہ یقین نہ آ رہا ہو تو اپنا آدمی بھجوا کر خود چیک کرا لو''...... ہیری نے کہا اور ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

''نہیں البرٹ یہ اصول کے خلاف ہے۔ اب باقی آدھی رقم کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔ ویری سوری''...... ہیری کی ناخوشگوار سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور پھر کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے دروازے کو لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ہیری کو میز کی سائیڈ سے نکل کر باہر آتے ہوئے دیکھا وہ دروازہ کھلنے کا دھماکہ اور ٹائیگر کو اندر آتا دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا تھا۔

''تم۔ تم ٹائیگر اور اس راستے سے''...... ہیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ سانپ کی سی تیزی سے کوٹ کی جیب کی طرف بڑھنے لگا۔

''خبردار ہیری اپنے ہاتھ کو روک لو ورنہ تم جانتے ہو کہ میرا

نشانہ کیسا ہے''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں پڑا ہوا ہاتھ باہر نکال لیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب تم کیوں ایسا کر رہے ہو۔ تمہاری مجھ سے کیا دشمنی ہے''...... ہیری نے اس بار قدرے ہراساں سے لہجے میں کہا۔

''میری تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے ہیری میں تو تم سے ملنے آیا ہوں لیکن تمہارا انداز اور تمہارا رویہ ایسا ہے جیسے میں تمہارا دشمن ہوں''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم ادھر سے کیوں آئے ہو۔ سامنے کے راستے سے کیوں نہیں آئے''...... اس بار ہیری نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میں عبدالسلام سے ملنے آیا تھا لیکن یہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے تو میں نے سوچا کہ تم سے مل لوں۔ اب کون لمبا چکر کاٹتا اس لئے میں ادھر سے آ گیا ہوں لیکن آخر تمہیں میرے ادھر سے آنے میں کیا اعتراض ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بات کرتے ہوئے وہ آگے بھی بڑھتا رہا تھا اس لئے اب وہ ہیری کے قریب پہنچ گیا تھا۔

''اوہ دراصل میں۔ میں''...... ہیری نے کچھ کہنا چاہا لیکن فقرہ مکمل ہونے کی بجائے اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ چیختا ہوا

اچھل کر پہلو کے بل کرسی پر گرا اور پھر کرسی پر ہی جھک سا گیا۔ ٹائیگر نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ کرسی پر ایک لمحے کے لئے جھکنے کے بعد وہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔ ٹائیگر نے اسے گردن سے پکڑا اور ہیری ایک بار پھر چیخ مار کر ہوا میں اڑتا ہوا میز کی دوسری طرف قالین پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اس نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے ہیری کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں بائیں طرف گھما کر موڑ دیا اور ہیری کا رکتا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ ٹائیگر نے دراصل اسے اچھالتے وقت مخصوص انداز میں اس کی گردن موڑ دی تھی اور وہ جانتا تھا کہ اگر فوری طور پر اس کی گردن کا بل نہ نکالا گیا تو سانس رک جانے سے وہ ہلاک ہو جائے گا اس لئے اس نے فوراً ہی اس کی گردن کا بل نکال دیا تھا۔ اس طرح اب ہیری صرف بے ہوش پڑا ہوا تھا اس کی فوری ہلاکت کا خطرہ ختم ہو گیا تھا۔

ٹائیگر نے اسے اٹھایا اور پھر گھسیٹ کر اسے سائیڈ میں رکھے ہوئے صوفے کے عقب میں اس طرح ڈال دیا کہ جب تک صوفہ نہ ہٹایا جاتا دفتر میں داخل ہونے والے کو ہیری نظر نہ آ سکتا تھا اور پھر ٹائیگر اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اپنے طور پر یہ ہیری دو گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اسے دراصل جیرٹ کا انتظار تھا۔ اسے صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا کہ

ہیری نے البرٹ گروپ کے ذریعے رانا ہاؤس میں میزائلوں سے حملہ کرایا ہے اور جیرٹ یہ حملہ دیکھنے خود وہاں گیا ہے۔ حملہ ناکام رہا تھا اور اب ظاہر ہے جیرٹ واپس یہیں آئے گا اس لئے اسے جیرٹ کا انتظار تھا۔ اس نے ہیری کو اس لئے بے ہوش کر دیا تھا تاکہ اس کے کسی آدمی کو شک نہ پڑ سکے یا جیرٹ کہیں گڑبڑ کا اندازہ کر کے واپس نہ چلا جائے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اچانک میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... اس نے حتی الوسع ہیری کا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہیری میں جیرٹ بول رہا ہوں۔ حملہ ناکام رہا ہے۔ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ اب ہمیں اس نئی صورتحال پر غور کرنا ہو گا جلدی آؤ“...... دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔

اس کا اندازہ غلط ثابت ہوا تھا۔ جیرٹ یہاں نہ آیا تھا بلکہ اس نے ہیری کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اب جیرٹ کے پاس خود پہنچنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہیری کی اسے فکر نہ تھی۔ وہ اس کی نظر میں انتہائی چھوٹی مچھلی تھی۔ اس نے جیرٹ کو کور کرنا تھا کیونکہ اسے اب معلوم ہو گیا تھا کہ عمران کو جس جیرٹ کی تلاش تھی۔ وہ یہی جیرٹ ہے اور انٹرکام سے کال آنے کا مطلب تھا کہ جیرٹ اس عمارت کے کسی اور کمرے میں ہے۔ اس لئے اس نے ہیری کو

ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کرنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر دوسری طرف راہداری میں آ گیا اس نے دروازہ بند کر دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راہداری کا اختتام ایک برآمدے میں ہو رہا تھا۔ وہ جب برآمدے میں پہنچا تو وہاں دو مسلح افراد موجود تھے جو ٹائیگر کو اس طرح اس طرف سے آتے دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے۔

"اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو۔ کیا میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں"...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

"آپ۔ آپ کون ہیں اور باس کے آفس سے آپ کیسے آ رہے ہیں"۔ ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کراؤن ہوٹل والے راستے سے تمہارے باس کے پاس پہنچا تھا۔ جیرٹ صاحب کا دفتر کس طرف ہے"...... ٹائیگر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ جیرٹ صاحب ابھی آئے ہیں۔ ان کا آفس ادھر بائیں ہاتھ کی راہداری کے آخر میں ہے"...... اس آدمی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میں جیرٹ صاحب کے پاس جا رہا ہوں ہیری ایک اہم پارٹی سے بات چیت کے لئے خاص راستے سے کراؤن ہوٹل گیا ہے تم یہاں خیال رکھنا"...... ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا

اس طرف کو بڑھ گیا جدھر جیرٹ کا دفتر بتایا گیا تھا لیکن وہ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ٹیڑھی نظروں سے ان دونوں کا بھی جائزہ لے رہا تھا اور پھر اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ دونوں مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ وہ تیزی سے گھوما اور پھر راہداری کے آخر میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ چاہتا تو ایک لمحے میں ان دونوں کو قابو کر سکتا تھا لیکن اس طرح جیرٹ ہوشیار ہو جاتا اور وہ اس تک پہنچنے سے پہلے اسے ہوشیار نہ کرنا چاہتا تھا۔ ہیری کے کراؤن ہوٹل جانے کا اس نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ اگر یہ دونوں اس کے آفس جائیں تو آفس کو خالی دیکھ کر کہیں اسے تلاش کرنا شروع نہ کر دیں۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا اور پھر دروازے کو پوری طرح کھول کر اندر داخل ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کمرہ خالی تھا۔

"بیٹھو ہیری میں میک اپ صاف کر کے آ رہا ہوں"...... ایک دروازے کے پیچھے سے جیرٹ کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس دروازے کی سائیڈ پر پہنچا اور پھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اسے نال سے پکڑ لیا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جیرٹ کو بے ہوش کر کے وہ اپنے ساتھ رانا ہاؤس لے جائے گا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی

باہر آیا ہی تھا کہ ٹائیگر کا ہاتھ گھوما اور باہر آنے والا سر پر چوٹ کھا
کر چیختا ہوا آگے کی طرف گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر کی لات حرکت میں
آئی اور اس کے ساتھ ہی نیچے گر کر اٹھتا ہوا آدمی ایک جھٹکا کھا کر
ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس
کے ساتھ ہی اس کے حلق سے اطمینان بھرا سانس نکل گیا۔ یہ واقعی
جیرٹ تھا کیونکہ عمران نے اسے جو حلیہ بتایا تھا وہ اسی آدمی کا تھا۔

ٹائیگر نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا جب اسے اطمینان
ہو گیا کہ یہ خود بخود دو گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تو اس
نے کوٹ کی اندرونی طرف بنی ہوئی خصوصی جیب میں انگلیاں
ڈالیں اور چند لمحوں بعد ایک چھوٹا سا سائیلنسر باہر نکال لیا۔ پھر
سائیلنسر ریوالور کی نال پر فٹ کرنے کے بعد وہ دروازے کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اڈے میں موجود اس
ہیری کے علاوہ باقی تمام افراد کو ہلاک کر کے وہ اپنی کار اس اڈے
کے سامنے والے دروازے کی طرف لے آئے گا اور پھر جیرٹ اور
ہیری دونوں کو اس میں لاد کر رانا ہاؤس لے جائے گا۔ چنانچہ ویسا
ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف
اڑی چلی جا رہی تھی۔ عقبی سیٹوں کے درمیان جیرٹ اور ہیری بے
ہوشی کے عالم میں ایک دوسرے کے اوپر پڑے ہوئے تھے۔ ان
کے اوپر ٹائیگر نے ڈگی سے ترپال نکال کر ڈال دی تھی تا کہ راستے
میں انہیں کوئی چیک نہ کر سکے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے کے لئے تو اس کے ذہن
میں وہی گڑگڑاہٹ اور خوفناک دھماکوں کی آوازیں گونجتی رہیں لیکن
پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا کہ یہ آوازیں اس کے ذہن
میں بازگشت کے طور پر سنائی دے رہی ہیں جبکہ اس کے اردگرد کا
ماحول پرسکون ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار ایک جھٹکے
سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اس نے ایک نظر ادھر ادھر ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس کے
منہ سے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ جس
کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا یہ کمرہ رانا ہاؤس کا ہی تھا اور یہ کمرہ
عمران اکثر آرام کے لئے استعمال کرتا تھا۔ کمرے میں وہ اکیلا
تھا۔ جوانا اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس نے اپنے جسم پر نظریں ڈالیں تو
یہ دیکھ کر اسے مزید اطمینان ہو گیا کہ اس کا جسم صحیح سلامت تھا۔
کہیں بھی کسی طرح کی چوٹ کا نشان موجود نہ تھا۔ اس نے بیڈ

سے اٹھنے کے لئے ٹانگیں نیچے کی ہی تھیں کہ دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

" تھینک گاڈ آپ کو ہوش آ گیا باس۔ ویسے اب میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ اب تک اگر آپ کو ہوش نہیں آیا تو میں طاہر صاحب کو فون کر دوں گا"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ اب میری آنکھ جنت میں کھلے گی جہاں خوبصورت حوریں دلکش پھولوں کے ہار لئے کھڑی مسکرا رہی ہوں گی جسم پر انتہائی نفیس جنتی لباس ہو گا لیکن شاید میری قسمت میں کوئی گڑبڑ ہے کہ آنکھ کھلتے ہی پھر تم نظر آنے لگ گئے ہو اور تمہیں دیکھ کر مجھے جہنم کا داروغہ یاد آ جاتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب آپ جنت میں جائیں گے تو میں وہاں بھی آپ کے ساتھ ہی ہوں گا کیونکہ آقا کو جنت میں بھی غلام کی بہرحال ضرورت تو پڑنی ہی ہے"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا تم نے جنت کو بھی اس دنیا جیسا سمجھ لیا ہے۔ وہاں کوئی آقا غلام کا چکر نہیں ہو گا۔ بہرحال وہ تیز گڑگڑاہٹ اور خوفناک دھماکے وہ کیا تھے۔ میرا تو خیال تھا کہ مارٹر میزائل پھٹ پڑے ہیں اور ظاہر ہے اس کے بعد رانا ہاؤس کا یہ کمرہ تو کیا ایک اینٹ بھی سلامت نہ بچتی"...... عمران نے بستر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ایس ایس تھری ڈائیو فائر کرنے کے لئے کہا تھا لیکن رانا ہاؤس پر بے شمار مارٹر میزائل فائر کئے جا رہے تھے اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ ایس ایس تھری ڈائیو ان سب پر اثر نہ کر سکیں اس لئے میں نے ایس ٹی ایس ریز فائر کر دی تھی"۔ جوزف نے کہا۔

"ایس ٹی ایس ریز۔ اوہ اسی لئے اس قدر ہولناک گڑگڑاہٹ اور خوفناک دھماکے سنائی دیئے اور ایس ٹی ایس ریز نے ہی ہمیں اٹھا کر نیچے پٹخ دیا تھا۔ میں سمجھا مارٹر میزائل پھٹ پڑے ہیں"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ اچانک اچھل کر نیچے گرنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے ورنہ کوئی ایک مارٹر میزائل بھی نہ پھٹا تھا"...... جوزف نے عمران کے پیچھے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ظاہر ہے جب ایس ٹی ایس ریز فائر ہو جائیں تو مارٹر میزائل تو کیا سپر ایس جی میزائل بھی نہیں پھٹ سکتا تھا لیکن اس کی ضرورت نہ تھی۔ ایس ایس تھری ڈائیو فائر ان کے لئے کافی تھی"...... عمران نے کہا۔

"بس میرے ذہن میں اس وقت یہی خیال آیا اور میں نے فائر کر دیا"...... جوزف نے کہا۔

"تمہارے اس خیال نے پتہ ہے کتنا نقصان کیا ہے۔ ایس ٹی ایس اب دوبارہ ایکریمیا سے منگوانی پڑے گی اور اس کی لاگت

لاکھوں ڈالروں میں ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے تمہارا قصور نہیں ہے تم
نے تو اپنے طور پر اچھا ہی سوچا تھا وہ جوانا کہاں ہے''...... عمران
نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔
''اسے جلدی ہی ہوش آ گیا تھا اور وہ اپنے کمرے میں آرام
کر رہا ہے''...... جوزف نے کہا۔
''اسے مجھ سے پہلے کیسے ہوش آ گیا۔ ہوش تو پہلے مجھے آنا
چاہئے تھا۔ کمال ہے ذہنی ورزشیں میں کرتا ہوں اور ہوش پہلے جوانا
کو آ گیا''...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔
''آپ سے صرف پانچ منٹ پہلے اسے ہوش آیا ہے۔ ویسے
اس میں میری کوشش کا بھی دخل ہے میں نے تجربہ کے طور پر اس
کے بوٹ اتار کر اس کے پیروں پر ہلکی ہلکی چوٹیں لگائی تھیں''۔
جوزف نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا۔
''پیروں پر چوٹیں لگائی تھیں کیوں۔ اس سے کیا ہوتا ہے''۔
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''میں نے بچپن میں اپنے قبیلے کے وچ ڈاکٹر کو ایسا کرتے
دیکھا تھا''...... جوزف نے کہا۔
''اچھا یہ بتاؤ کہ وہ میزائل فائر کرنے والے کس حالت میں
ہیں''...... عمران نے کہا۔
''وہ تو فرار ہو گئے۔ میں ان میں سے کسی نہ کسی کو ضرور پکڑ لیتا
لیکن آپ کو اسکرین پر گرتے اور پھر بے حس و حرکت دیکھ کر میں

بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ میں کمرے سے نکل کر دوڑتا ہوا آپ کے
پاس آیا۔ آپ دونوں ہی بے ہوش تھے۔ میں نے باری باری آپ
دونوں کو اٹھایا اور اندر لے جا کر لٹایا۔ پھر میں نے آپ کو ہوش
میں لے آنے کی کوششیں شروع کیں لیکن اس وقت کال بیل
مسلسل بجنے لگی اور مجبوراً مجھے سسٹم آف کر کے گیٹ پر جانا پڑا۔
وہاں ہجوم اکٹھا تھا اور پولیس کی جیپیں اور پولیس والے موجود تھے۔
لیکن پولیس آفیسر آپ کا واقف تھا وہ آپ کی وجہ سے مجھے بھی
جانتا تھا اس لئے مسئلہ جلد ہی حل ہو گیا۔ میں نے دھماکوں اور
گڑگڑاہٹ کی آوازوں سے ہی سرے سے انکار کر دیا تو وہ واپس
چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے مسلسل آپ کو ہوش میں لانے کی
کوششیں کیں لیکن آپ اور جوانا کسی طرح بھی ہوش میں نہ آ رہے
تھے۔ میں نے الماری میں موجود کئی انٹی گیس محلول بھی آزمائے
لیکن بے سود۔ آخر تنگ آ کر میں نے جوانا پر وچ ڈاکٹر والا نسخہ
آزما ڈالا اور پھر وہ حیرت انگیز طور پر ہوش میں آ گیا لیکن ظاہر ہے
آپ کے ساتھ میں ایسا نہ کر سکتا تھا اس لئے میں اب یہی سوچ کر
اندر آیا تھا کہ اگر اب بھی آپ کو ہوش نہیں آتا تو میں طاہر
صاحب کو فون کروں تاکہ آپ کو ہسپتال لے جایا جائے لیکن آپ
ہوش میں آ چکے تھے''...... جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔
''مطلب ہے کہ میزائل فائر کرنے والے نکل جانے میں

کامیاب ہو گئے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں''...... جوزف نے قدرے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

''وہ جن کاروں پر آئے تھے ان کے نمبر چیک کئے تھے''۔ عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں وہ موجود ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''اور ان افراد کے حلیئے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں ان کی فلم موجود ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اوکے فی الحال وہ نمبر لکھ کر لے آؤ۔ میں انہیں چیک کرا لوں''...... عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران نے گھڑی دیکھی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے اندازے کے مطابق اسے ایک گھنٹے بعد ہوش آیا تھا اور اب اسے دراصل ٹائیگر کی طرف سے کسی اطلاع کا انتظار تھا کیونکہ اس کا اندازہ تھا کہ یہ حملہ اس ہیری کی طرف سے کرایا گیا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف ایک کاغذ پر نمبر لکھ کر لے آیا تو عمران نے کال کرنے کے لئے رسیور اٹھایا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور جوزف تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔ عمران نے بھی اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا اور پھر وہ اٹھ کر سیٹنگ روم سے نکلا اور باہر برآمدے میں آ گیا۔ اسی لمحے اس نے ٹائیگر کی کار اندر آتے دیکھی۔ ٹائیگر نے کار پورچ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برآمدے میں کھڑے عمران کی طرف بڑھ آیا۔

''باس میں ہیری اور جیرٹ دونوں کو لے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے سلام کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''جیرٹ کو۔ کیا یہ وہی جیرٹ ہے جس کا حلیہ میں نے بتایا تھا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یس باس وہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ گڈ پھر تو تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کہاں ہے وہ''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اب تک اس کی ساری پریشانی اس جیرٹ کی تلاش کے سلسلے میں ہی تھی اور اسے ٹریس کرنے کے لئے کوئی کلیو ہی نہ مل رہا تھا جبکہ ٹائیگر بتا رہا تھا کہ وہ جیرٹ کو لے آیا ہے۔

''کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان دونوں بے ہوش پڑے ہیں''...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جوزف کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان دو آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں اٹھا کر بلیک روم میں کرسیوں میں جکڑ دو اور پھر مجھے اطلاع دو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو پھاٹک بند کر کے اب واپس پورچ میں پہنچ گیا تھا۔

''ایک کو میں اٹھا لیتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پورچ کی طرف مڑنے لگا۔

''تم ٹھہرو جوزف انہیں اٹھا لے گا۔ تم مجھے تفصیلات بتاؤ کہ یہ جیرٹ کیسے اور کہاں سے تمہارے ہاتھ لگا ہے''...... عمران نے کہا

اور واپس سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے سٹنگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر ٹائیگر نے کراؤن ہوٹل پہنچنے سے لے کر یہاں تک آنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تو یہ مارٹر میزائلوں کا حملہ ہیری نے کسی البرٹ گروپ سے کرایا تھا جانتے ہو اس گروپ کو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس یہ البرٹ زیر زمین دنیا کا ایک بڑا مجرم ہے اور اسلحے کی سمگلنگ میں ملوث رہتا ہے لیکن اس کی کارروائیاں چونکہ اندرون ملک تک ہی رہتی ہیں اس لئے میں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا لیکن اب اس نے رانا ہاؤس پر حملہ کر کے اپنی موت کو خود ہی آواز دے دی ہے۔ ویسے باس جب میں نے رانا ہاؤس پر حملے کی بات سنی تو میں پریشان ہو گیا لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ حملہ ناکام ہو گیا ہے تو مجھے اطمینان ہو گیا"...... ٹائیگر نے جو عمران کے اشارے پر اس کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے یہاں مارٹر میزائل فائر کئے ہیں اور یہ انتہائی جدید ترین اور خطرناک ہتھیار ہے اس لئے یہ گروپ صرف اندورن ملک عام سے اسلحے کی کارروائیوں میں ملوث نہیں ہے لامحالہ اس کے رابطے بیرون ملک اسلحے کی بڑی بڑی تنظیموں سے بھی ہیں اور مارٹر میزائل کے اس طرح کھلے عام استعمال سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے

کہ ان کے پاس انتہائی خطرناک اور جدید اسلحہ وافر مقدار میں موجود ہے۔ کہاں رہتا ہے یہ البرٹ مجھے اس کے خلاف فل ریڈ کرانا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"دارالحکومت کے شمالی علاقے میں ایک عام سا ہوٹل ہے۔ ڈارک ہوٹل۔ یہ اس کا مالک ہے وہیں رہتا ہے۔ ویسے اس ہوٹل کے نیچے اس نے خفیہ جوا خانہ اور بار بھی بنایا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کے اسلحے کے سٹور کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"اسی ہوٹل کے نیچے تہہ خانے ہیں وہاں اسلحے کے سٹور موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں موجود ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں جلد ہی معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں یہ کام انٹیلی جنس کرے گی۔ اب سارے کام کرنے کا ٹھیکہ ہم نے تو نہیں اٹھا لیا"...... عمران نے جواب دیا اور فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"تو آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اطلاع دیں گے لیکن باس انٹیلی جنس کے افراد سے تو ان لوگوں کے خاصے تعلقات ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں میں براہ راست ڈیڈی کو اطلاع دوں گا پھر ڈیڈی خود ہی سب کچھ سنبھال لیں گے"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جی صاحب''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ بولنے والا ان کی کوٹھی کا سب سے بوڑھا ملازم احمد دین ہے اس نے کوٹھی میں فون کیا تھا کیونکہ اس وقت دفتر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔

''میں مرکزی سیکرٹریٹ سے بول رہا ہوں۔ صاحب سے بات کراؤ انتہائی ضروری سرکاری بات کرنی ہے''...... عمران نے لہجہ اور آواز بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔لیکن اس کے لہجے میں ایسا تحکمانہ پن تھا جیسے وہ مرکزی سیکرٹریٹ کا کوئی بڑا افسر ہو۔

''جی صاحب ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ہیلو عبدالرحمٰن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد عمران کے ڈیڈی کی آواز سنائی دی۔

''آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن صاحب ہیں''...... عمران نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں تم کون ہو''...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمٰن نے چونک کر پوچھا۔

''میں پاکیشیا کا ایک ہمدرد بول رہا ہوں جناب۔ دارالحکومت کے شمالی علاقے میں ایک ہوٹل ہے ڈارک۔ میں وہاں سے بول رہا ہوں۔ میرا نام اعظم ہے جناب''...... عمران نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے''...... سر عبدالرحمٰن کے لہجے میں حیرت تھی۔

''سر میں آپ کو اسلحے کے ایک بہت بڑے ریکٹ کے بارے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ اس ریکٹ کا سربراہ البرٹ ہے جو اس ہوٹل ڈارک کا مالک ہے۔ ویسے تو یہ ڈارک ہوٹل کا مالک البرٹ عام سا آدمی ہے لیکن حقیقت میں وہ پاکیشیا پر جدید اور خوفناک اسلحہ سے تباہی مسلط کر کے پورے پاکیشیا کو ہی ڈارک کرنا چاہتا ہے۔ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں انتہائی جدید ترین اور انتہائی خطرناک اسلحے کے وسیع ذخائر موجود ہیں لیکن اس البرٹ کے آپ کی انٹیلی جنس کے افسروں سے تعلقات ہیں اس لئے اگر آپ نے یہ کام افسروں کے ذمے ڈال دیا تو پھر ریڈ کامیاب نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تم اپنے متعلق پوری تفصیل بتاؤ ورنہ میرا وقت ضائع مت کرو۔ نانسنس''...... سر عبدالرحمٰن نے خشک لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے کہ آپ خفیہ کالوں پر کارروائی نہیں کیا کرتے۔ لیکن میں آپ کو اپنے متعلق زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ میں اس البرٹ کا شریک کار ہوں لیکن اس سے جھگڑا ہو گیا ہے اس لئے میں آپ کو مخبری کر رہا ہوں۔ اب آپ کی مرضی چاہے یقین کریں یا نہ کریں۔ اللہ حافظ''۔عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ کے ڈیڈی اب کارروائی کریں گے"...... ٹائیگر نے جو لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو سن رہا تھا پوچھا۔

"وہ پہلے اپنے کسی بااعتماد مخبر کے ذریعے تصدیق کریں گے پھر ریڈ کریں گے۔ بہرحال اب کام ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

"باس دونوں کو کرسیوں میں جکڑ دیا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوکے آؤ ٹائیگر"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور پھر عمران کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

بڑی سی کار رحمت کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور صفدر تھے اور ان کے درمیان ایک بیس سال کی نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کے چہرے سے ہی دکھائی دے رہا تھا کہ وہ خاصی بیمار ہے۔ اس کی آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں۔ چہرے کا رنگ زرد تھا لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر مسرت اور آنکھوں میں چمک تھی وہ اس طرح کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا جیسے علاقے کی عمارتوں کو پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد کار رحمت کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس علاقے کو دیکھ کر لڑکی کی آنکھوں میں انتہائی تیز چمک ابھر آئی لیکن وہ خاموشی سے اردگرد دیکھتی رہی۔ رحمت کالونی کی سڑکوں پر گھومنے کے بعد کار ایک کوارٹر کے سامنے جا کر رک گئی۔

"ہاں یہی میرا گھر ہے۔ یہی میرا گھر ہے"...... اچانک لڑکی

نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چند لمحے پہلے زرد پڑا ہوا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا وہ مسلسل چیخے چلی جا رہی تھی۔

''خدایا تیرا شکر ہے۔ تو واقعی اپنے بندوں پر بے حد رحیم و کریم ہے''...... عمران نے ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب آپ کا اندازہ درست ثابت ہوا ہے۔ یہ تو واقعی بول پڑی ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں مجھے اندازہ تھا کہ اس کی زبان نفسیاتی دباؤ اور خوف کی وجہ سے بند ہے۔ یہ جب اپنے ماں باپ سے ملے گی تو یقیناً جذباتی لگاؤ کی وجہ سے اس کی بند زبان کھل جائے گی لیکن یہ سب اللہ کا فضل ہے کہ صرف گھر کا دروازہ دیکھ کر ہی یہ بول پڑی ہے''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے ابو، امی۔ مجھے باہر جانے دو''...... لڑکی نے اب اپنے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل اور صفدر سے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی تم یہاں بیٹھو بہن۔ اگر تم اچانک اپنے امی اور ابو کے سامنے گئی تو ہو سکتا ہے وہ خوشی سے ہی مر جائیں۔ ہم پہلے تمہاری امی اور ابو سے بات کر لیں پھر تمہیں ان کے پاس لے چلیں گے''...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں مجھے ابھی لے چلو ابھی''...... لڑکی نے ننھے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

''تنویر تم کار چلا کر اسے اگلے موڑ پر لے جاؤ۔ میں پہلے اس کے والد اور والدہ کو لیول کر لوں ورنہ اچانک اس لڑکی کے سامنے جانے سے وہ واقعی مر بھی سکتے ہیں اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اس خوشی کے موقع پر کوئی اور حادثہ ہو جائے''...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر بند دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دروازے پر رحمت علی نظر آیا۔

''اوہ اوہ جناب آپ۔ آپ''...... رحمت علی نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور باہر آ گیا۔ عمران نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں اس سے مصافحہ کیا۔

''میں بیٹھک کھولتا ہوں جناب''...... رحمت علی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس کمرے کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ساتھ ہی موجود بیٹھک کا دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر کارنس پر رکھی ہوئی لڑکی کی تصویر پر پڑیں اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کمرے کا فرنیچر وہی پہلے والا تھا

جو وہ پہلے دیکھ چکا تھا اور کمرے میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔

''بب بب بیٹھئے جناب میں آپ کے لئے کچھ پینے کے لئے لے آتا ہوں''...... رحمت علی نے کہا۔

''نہیں اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا آدمی تمہیں رقم دے گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں جناب بڑی بھاری رقم تھی۔ آپ نے بھی خاصی رقم دی تھی میں آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں۔ آپ تو میرے اور میری بیوی کے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ ہمارے دلوں سے تو اٹھتے بیٹھتے آپ کے حق میں دعائیں نکلتی رہتی ہیں''...... رحمت علی نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری صحت بہرحال پہلے سے بہتر نظر آ رہی ہے لیکن کمرے کی حالت وہی ہے۔ کم از کم اس میں نیا فرنیچر ہی خرید کر رکھوا لیتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جناب آپ کی دی ہوئی اور بھیجی ہوئی رقم سے میں نے اپنی بیوی کا علاج کروایا ہے۔ وہ بیچاری موت کے دہانے پر پہنچ گئی تھی کیونکہ میرے پاس رقم نہ تھی کہ میں اس کا صحیح معنوں میں علاج کراتا لیکن جب رقم ملی تو میں نے سب سے مہنگے ہسپتال میں اسے داخل کرا دیا اور اب جناب وہ پوری طرح صحت مند ہوگئی ہے میں اسے بلاتا ہوں جناب۔ وہ تو روز مجھ سے کہتی ہے کہ میں اسے آپ سے ملواؤں لیکن میں تو آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا

تھا''...... رحمت علی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے منع کرتا وہ تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا اندرونی دروازے میں غائب ہوگیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور اس نے آگے بڑھ کر بیٹھک کا دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک عام سی گھریلو عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر سرخی موجود تھی اور نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

''صحت یابی مبارک ہو۔ اللہ کا فضل ہوگیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بہت مہربانی ہے جناب آپ تو ہمارے لئے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے ہیں۔ میں ہر نماز کے بعد آپ کے لئے دعا مانگتی ہوں۔ ہم غریب لوگ ہیں ہم تو آپ کو دعائیں ہی دے سکتے ہیں''...... اس عورت نے انتہائی تشکر بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو میرے لئے بہت بڑا خزانہ ہے۔ خلوص بھری ایک دعا کا مقابلہ پوری دنیا کی دولت بھی نہیں کر سکتی۔ ویسے میں آپ کو ایک اور خوشخبری سنانے آیا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دونوں میاں بیوی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ اس بار اس عورت کی جھکی ہوئی نظریں بھی بے اختیار اوپر کو اٹھ گئی تھیں۔

''خوشخبری''...... ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

''ہاں بہت بڑی خوشخبری ہے۔ آپ کا بیٹی رخسانہ زندہ

ہے“...... عمران نے کہا تو دونوں یکلخت اس طرح ساکت ہو گئے جیسے وہ انسان کی بجائے پتھر کے بت ہوں۔

”کیا یہ خوشخبری نہیں ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کک کک۔ کیا آپ۔ آپ سچ۔ سچ کہہ رہے ہیں۔ کیا رخسانہ زندہ ہے۔ میری بیٹی رخسانہ زندہ ہے“...... یکلخت رخسانہ کی ماں نے رک رک کر کہا۔

”کیا واقعی صاحب۔ کیا ہماری بیٹی زندہ ہے“...... رحمت علی کے منہ سے نکلا۔

”ہاں وہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ صحیح سلامت بھی ہے۔ فریڈرک نے آپ کو غلط خبر دی تھی“...... عمران نے کہا تو یکلخت رخسانہ کی ماں لہرائی اور دھڑام سے نیچے گر گئی۔

”اوہ اوہ اسے سنبھالو۔ جلدی کرو“...... عمران نے اچھل کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور رحمت علی دوڑ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا۔

”پانی لے آؤ۔ جلدی کرو۔ یہ خوشی کی زیادتی سے بے ہوش ہو گئی ہے جلدی کرو“...... عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر رخسانہ کی ماں کا ایک ہاتھ پکڑ کر اسے دوسرے ہاتھ سے رگڑنا شروع کر دیا۔ رحمت علی دوڑتا ہوا گھر میں گیا اور چند لمحوں بعد وہ پانی سے بھرا ہوا گلاس لے کر آ گیا۔ عمران نے اس سے گلاس لے کر پانی کے چھینٹے عورت کے منہ پر مارے۔

”اس کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولو“...... عمران نے کہا تو رحمت علی نے اس کی ہدایت کی پیروی کی تو عمران نے گلاس میں موجود پانی اس کے حلق میں ڈال دیا اور دوسرے لمحے عورت کے جسم میں لرزش پیدا ہونے لگی تو عمران اطمینان بھرا سانس لے کر سیدھا ہوا اور پھر وہ واپس مڑ کر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسے اب اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ عورت بچ گئی ہے اور چند لمحوں بعد اس عورت کی آنکھیں کھل گئیں۔

”میرا بیٹی رخسانہ زندہ ہے۔ رخسانہ کے ابا۔ تم نے سنا میری بیٹی مری نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے“...... اس عورت نے اپنے اوپر جھکے ہوئے شوہر سے مخاطب ہو کر ہذیانی سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو اس طرح بہنے لگے جیسے پرنالے سے پانی بہتا ہے۔

”حوصلہ کریں۔ واقعی آپ کی بیٹی زندہ ہے۔ رحمت علی اسے اندر چھوڑ آؤ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ صاحب کیا واقعی رخسانہ زندہ ہے۔ کہیں آپ مذاق تو نہیں کر رہے“...... رحمت علی نے رک رک اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ساتھ ساتھ اپنی بیوی کو بھی اٹھ کر کھڑے ہونے میں مدد دے رہا تھا۔

”میں بھلا ایسا مذاق کیسے کر سکتا ہوں رحمت علی وہ واقعی زندہ ہے“...... عمران نے کہا۔

''کہاں ہے۔ وہ کہاں ہے۔ اللہ کے واسطے مجھے بتائیں۔ کہاں ہے میری بیٹی۔ میری آنکھیں اپنی بیٹی کو دیکھنے کے لئے ترس گئی ہیں''...... رحمت علی نے بری طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی آجائی گی۔ میں اس لئے اسے ساتھ نہ لے آیا تھا کہ اگر وہ اچانک تم دونوں کے سامنے آجاتی تو تم میں سے کوئی ایک خوشی کی شدت سے مر بھی سکتا تھا۔ میں بلواتا ہوں اسے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے کال دینا شروع کر دی۔ وہ دونوں اب حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

''یس تنویر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

''تنویر، رخسانہ کو لے کر آجاؤ۔ اب صورتحال نارمل ہو چکی ہے اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

''دروازہ کھول دو رحمت علی اور بہن تم اندر جاؤ''...... عمران نے کہا تو رخسانہ کی ماں دروازے کی اندرونی طرف رک کر کھڑی ہو گئی۔ جبکہ رحمت علی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر عمران اسے ساتھ لے کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے موڑ کی طرف سے کار آتی دکھائی دی اور چند لمحوں بعد وہ ان

دونوں کے سامنے آ کر رک گئی۔

''ابا''...... یکلخت کار کی کھڑکی سے رخسانہ کی چیخ بھری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کار کا دروازہ کھلا اور پہلے کیپٹن شکیل نیچے اترا۔ اس کے پیچھے رخسانہ باہر آئی اور دوڑتی ہوئی رحمت علی کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

''میری بیٹی۔ میری بیٹی۔ میری لاڈلی۔ میری گڑیا''...... رحمت علی وہیں اس سے چمٹ کر بے اختیار رونے لگ گیا۔

''میری بیٹی۔ میری رخسانہ''...... اسی لمحے بیٹھک کے دروازے سے رخسانہ کی ماں کی مسرت بھری چیخ سنائی دی۔

''امی''...... رخسانہ جو باپ کی ٹانگوں سے لپٹی ہوئی تھی یکلخت اچھل کر علیحدہ ہوئی اور دوڑتی ہوئی بیٹھک کے دروازے کی طرف دوڑ پڑی اور پھر اندر سے بھی ویسی ہی مسرت بھری آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جیسی رحمت علی کے منہ سے نکلی تھیں۔ رحمت علی بھی رخسانہ کے پیچھے بیٹھک کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ عمران نے اپنے ساتھیوں کو جو سب کار سے اتر آئے تھے اشارہ کیا کہ وہ بیٹھک کی ایک سائیڈ پر ہو جائیں اور خود بھی وہ سائیڈ پر ہو گیا۔

''عمران صاحب شاید اس سے زیادہ خوبصورت اور مسرت بھرے لمحات اور نہیں ہو سکتے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ سب سے بڑی مسرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے''...... عمران نے کہا۔

"اب چلیں عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں یہ لڑکی بیمار ہے۔ اس کے جسم سے ایک گردہ نکال لیا گیا ہے۔ اس لئے میں رحمت علی کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج وہ لوگ خوشیاں منا لیں کل اس کی بیٹی کو ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے گا۔ ورنہ یہ لڑکی واقعی مر سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل سمیت باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے رحمت علی باہر آ گیا۔

"آیئے جناب آپ باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں آیئے اندر آ جایئے"...... رحمت علی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اندر بیٹھک میں آ گیا۔

"جناب میں آپ کا کیسے شکریہ ادا کروں۔ آپ نے حقیقتاً ہم دونوں کو نئی زندگی دی ہے"...... یکلخت رحمت علی نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اللہ کا شکر ادا کریں یہ سب اسی کی رحمت ہوئی ہے انسان تو بس وسیلہ بن جاتے ہیں"...... عمران نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے بوتلیں لے آتا ہوں"۔ رحمت علی نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹھو۔ تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا اور بازو سے پکڑ کر اسے سامنے کرسی پر بٹھا لیا۔

"جی صاحب"...... رحمت علی نے ضروری بات کا سن کر قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا بیٹی رخسانہ بیمار ہے۔ اسے کل ہسپتال میں داخل کرانا ہے اس کا وہاں پورا علاج ہو گا پھر یہ صحت یاب ہو جائے گی۔ آج تم لوگ اسے اپنے پاس رکھو کل وہی آدمی آئے گا جو تمہیں رقم دے گیا تھا۔ تم اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے لینا۔ وہ رخسانہ کو ہسپتال میں داخل کرا دے گا۔ اس کی ماں وہاں اس کے ساتھ رہے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ صاحب کہیں کوئی خطرناک بات تو نہیں"...... رحمت علی نے بری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

"نہیں اللہ کا فضل ہے۔ خطرے والی کوئی بات نہیں۔ دراصل فریڈرک اور اس جیسے لوگ یہاں سے لڑکے اور لڑکیوں کو اس طرح لے جا کر ہلاک کر دیتے تھے اور ان کے جسموں سے ان کے اعضاء نکال کر دوسرے ملکوں میں پہنچا دیتے تھے۔ کچھ لڑکیاں ہی ایسی ہوتی تھیں جنہیں زندہ ہی باہر بھیجا جاتا تھا۔ تمہاری بیٹی ان لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ اسے یہاں سے زندہ لے جایا گیا تھا اور لے جاتے ہی اس کا ایک گردہ نکال دیا گیا تھا جس کے باعث یہ بیمار ہو گئی تھی اس لئے اسے گندگی کے ڈھیر میں نہیں پھینکا گیا تھا۔ وہ لوگ اسے بھی ہلاک کر کے اس کے جسم کے باقی اعضاء نکالنا چاہتے تھے لیکن وہ اس کے صحت یاب ہونے کا انتظار کر رہے

تھے اور یہی وجہ ہے کہ تمہاری بیٹی صحیح سلامت یہاں واپس آ گئی ہے۔ ورنہ شاید اب تک یہ بھی زندہ نہ ہوتی۔ اس کا ایک گردہ نہیں ہے لیکن صحیح علاج سے یہ تندرست ہو جائے گی۔ اسے وہاں سے چھاپہ مار کر برآمد کیا گیا ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ اس کی زندگی خطرے میں نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کا علاج ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی پچاس اور لڑکے اور لڑکیاں بھی برآمد ہوئے ہیں جنہیں ہلاک کر کے ان کے جسموں سے اعضاء نکالنے کے انتظامات کئے جا رہے تھے۔ ان کا علاج بھی رخسانہ کے ساتھ ہو گا۔ تم مرد ہو اس لئے تمہیں میں نے یہ ساری بات بتا دی ہے لیکن تم رخسانہ کی ماں کو یہ سب کچھ نہ بتانا صرف اتنا کہہ دینا کہ رخسانہ وہاں جا کر بیمار ہو گئی تھی اس لئے اس کا علاج ہو رہا ہے سمجھ گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں صاحب آپ کی بہت مہربانی جناب آپ نے یہ نیکی کا کام کیا ہے''...... رحمت علی نے کہا۔

''یہ نیکی کا کام تمہاری وجہ سے ہوا ہے رحمت علی۔ تم بھی اس نیکی میں شامل ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں۔ میں وہ کیسے جناب''...... رحمت علی نے یکلخت چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سے وہاں فریڈرک کے ہوٹل میں ملاقات نہ ہوتی تو شاید ہم اس خوفناک کالا دھندہ کرنے والے گروہ کو نہ پکڑ سکتے۔ یہ کالا

دھندہ کرنے والے لوگ اسے بلیک بزنس کہتے ہیں۔ تم سے ملاقات کے بعد ہم نے فریڈرک کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن فریڈرک کو قتل کر دیا گیا لیکن ہمیں سراغ مل گیا تھا اس لئے ہم اس گروہ کے پیچھے لگے رہے اور آخر کار ہم نے ان کے سرغنے کو پکڑ لیا۔ اس کی اطلاع پر ان مجرموں کے بڑے سرغنے پکڑے گئے اور پھر جہاں جہاں سے یہ لوگ لڑکے اور لڑکیاں پکڑتے تھے وہاں کی حکومتوں کو اطلاع دی گئی اس طرح پوری دنیا میں ان بے رحم اور ظالم مجرموں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے پھر ان سے ملنے والی اطلاعات پر کانڈا اور دوسرے ملکوں میں واقع ان ہسپتالوں کی نشاندہی ہوئی جہاں ان کے اعضاء پیوند کاری کے لئے فروخت کئے جاتے تھے۔ وہاں سے بے شمار اعضاء برآمد کئے گئے وہاں سینکڑوں مختلف ملکوں کے لڑکے اور لڑکیاں بھی تھیں۔ البتہ پاکیشیا کے پچاس لڑکے لڑکیاں ملے جن میں یہ رخسانہ بھی تھی چونکہ میں نے اس کی تصویر دیکھی ہوئی تھی اس لئے میں اسے پہچان گیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ جناب وہ تو انتہائی ظالم لوگ ہیں جو اس طرح معصوم بچوں کو مارتے ہیں اور ان کے اعضاء نکال لیتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو ساری عمر کے لئے تڑپنے پر مجبور کر دیتے ہیں''...... رحمت علی نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ واقعی انتہائی ظالم اور بے رحم مجرم ہیں۔ بہرحال اب پوری دنیا میں ان ظالموں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا

اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے رحمت علی کے ہاتھ پر رکھ دی۔

''میری طرف سے اس رقم سے مٹھائی بانٹ دینا اور ہاں فکر نہ کرنا رخسانہ کا علاج حکومت کی طرف سے ہو گا''...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور رحمت علی کی آنکھوں سے ایک بار پھر خوشی کے آنسو نکل آئے اور عمران مسکراتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی طمانیت بھرے تاثرات تھے۔

''اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا جناب آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے جناب''...... رحمت علی نے دروازے سے باہر آتے ہوئے انتہائی تشکر بھرے لہجے میں کہا۔

''اور تم جیسے لوگوں کی پرخلوص دعاؤں کی وجہ سے ہم قائم ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ رحمت علی بھی بے اختیار مسکرا دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے رحمت علی سے اجازت لی اور پھر وہ بڑے ہشاش بشاش انداز میں واپس روانہ ہو گئے۔ ان کے چہروں پر طمانیت اور سکون کے تاثرات تھے جیسے انہوں نے نیکی کا یہ کام کر کے دنیا میں ہی جنت پا لی ہو۔

ختم شد